وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ط

''اور یقیناً ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کیلئے
پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟'' (القرآن)

قرآنی زبان

سمجھنے کے لئے

بنیادی عربی قواعد

جدید طرزِ تعلیم کی روشنی میں نہایت آسان طریقہ پر مرتب

Urdu Version of:

Essentials of Arabic Grammar for Learning Quranic Language

بریگیڈیئر ظہور احمد (ر)
ایم اے، ایم ایس سی، بی ایس سی (آنرز)

بسم الله الرحمن الرحيم

“This material may be used freely by any one for studying the language of the **Qur’an**.”

Official website of the author, Brig. (R) Zahoor Ahmed where some more free Arabic learning resources are available:

www.sautulquran.org

Spread this book as much as possible!

Study the Language of the **Qur’an**!

Spread the Language of the **Qur’an**!

﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ۝﴾

''اور ہم نے آسان کردیا قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کیلئے پس ہے

کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟'' [القرآن]

قرآنی زبان

سمجھنے کے لئے

بنیادی عربی قواعد

جدید طرزِ تعلیم کی روشنی میں نہایت آسان طریقہ پر مرتب

Urdu Version of:

"Essentials of Arabic Grammar for Learning Quranic Language

بریگیڈئر (ر) ظہور احمد

ایم اے، ایم ایس سی، بی ایس سی (آنرز)

نام کتاب : قرآنی زبان سمجھنے کے لئے بنیادی عربی قواعد

تالیف : بریگیڈیر(ر)ظہور احمد

۵۹۳-چکلالہ سکیم III،راولپنڈی-پاکستان

فون : +92-334-5380322/+92-51-5766197

ای میل : zahoorahmad50@yahoo.com

کمپوزیشن : محمد ارشاد

فون:+92-51-2875371

پہلا ایڈیشن : 2009ء

تعداد : 500

ISBN : 978-969-9221-01-9

ملنے کے پتے:

راولپنڈی: ①ادریس بک بنک، بنک روڈ، راولپنڈی کینٹ-پاکستان

فون:051-5568898/5568272

②سٹوڈنٹس بک کمپنی، M-44/F، بینک روڈ، راولپنڈی-پاکستان

فون:051-5567305/5516918

اسلام آباد: ③دارالسلام پبلشرز، شاویز سنٹر، ایف-۸مرکز، اسلام آباد-پاکستان

فون:051-2281513/2500237

④دارالعلم، ۶۹۹ آبپارہ مارکیٹ، اسلام آباد-پاکستان

فون:051-2875371

لاہور: ⑤ادارہء اسلامیات، ۱۹۰، انارکلی، لاہور-پاکستان

فون:042-7243991/7353255

کراچی: ⑥ادارہء اسلامیات، موہن روڈ چوک، اُردو بازار، کراچی-پاکستان

فون:021-2722401

قیمت: Rs. 200/-

اعـتراف

تمام تعریفیں رب ذوالجلال والاکرام کے لئے جو وحدہ لاشریک ہے، جس کے فضل وکرم اور جس کی رہنمائی، توفیق اور برکات سے میں اس کتاب کو پایائے تکمیل تک پہنچا سکا۔

﴿وَمَا تَوْفِيْقِيْ إِلَّا بِاللهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وإِلَيْهِ أُنِيْبُ﴾

میری عاجزانہ اور مخلصانہ دعائیں اور میرا انتہائی اظہار تشکر اپنے والدین کے لئے جنہوں نے مجھے دین اور اسلام کی صحیح فہم وفراست کی بنیاد فراہم کی۔

﴿رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْراً﴾

میں استادِ محترم جناب عبید الرحمٰن صاحب کا بے حد مشکور ہوں جنہوں نے اس کتاب کی نظر ثانی کا کام سر انجام دیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کارِ خیر پر اجر عظیم عطا فرمائے۔

میں خاص طور پر میں اپنے تمام عربی کے اساتذہ کرام کا بے حد مشکور وممنون ہوں جن سے میں نے قرآنِ کریم کی زبان کی تعلیم حاصل کی۔ ان میں بالخصوص ڈاکٹر ادریس زبیر (الہدیٰ انٹرنیشنل)، پروفیسر ابو مسعود حسن علوی (اسلامک ریسرچ اکیڈمی)، پروفیسر عبید الرحمٰن (معهد اللغة العربية)، پروفیسر عبد الستار (علامہ اقبال

اوپن یونیورسٹی) اور پروفیسر اسما ندیم (نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز) شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

فہرس

صفحہ	عنوان	سبق نمبر
1	مُقَدِّمَۃ	-
9	اقسام الكلمة	۱
13	الاسم	۲
18	عدد الاسماء	۳
22	وسعة الاسم	۴
30	اعراب الاسم	۵
36	المركب التوصيفى	۶
40	مرکب اضافی	۷
44	مرکب اشاری	۸
46	مرکب جاری	۹
54	مرکب تام-الجملة	۱۰
66	چند اہم حروف کی وضاحت	۱۱
72	الفعل – الماضى	۱۲
83	الجملة الفعلية	۱۳
91	الفعل المضارع	۱۴
103	فعل کی اعرابی حالت	۱۵

١٦	فعل الأمر	116
١٧	فعل مزید فیہ: باب نمبر۱: فَعَّلَ	121
١٨	فعل مزید فیہ: باب نمبر۲: أَفْعَلَ	130
١٩	فعل مزید فیہ: باب نمبر۳: فَاعَلَ	136
٢٠	فعل مزید فیہ: باب نمبر۴: تَفَعَّلَ	140
٢١	فعل مزید فیہ: باب نمبر۵: تَفَاعَلَ	145
٢٢	فعل مزید فیہ: باب نمبر۶: اِنْفَعَلَ	150
٢٣	فعل مزید فیہ: باب نمبر۷: اِفْتَعَلَ	154
٢٤	فعل مزید فیہ: باب نمبر۸: اِسْتَفْعَلَ	159
٢٥	فعل مزید فیہ: باب نمبر۹/۱۰: اِفْعَلَّ/اِفْعَآلَّ	164
٢٦	عربی افعال کی تنظیم (CLASSIFICATION)	168
٢٧	المهموز والمضعف	181
٢٨	التثنية (THE DUAL)	187
٢٩	المنصوبات	197
٣٠	العدد	208
-	اختتامیة	217

مُقدّمۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ أَجْمَعِیْن.... وبعد!

قارئین کرام! قرآنِ مجید اللہ جل شانہ کا ذاتی کلام ہے، جو تمام اقوام عالم کی ہدایت کے لئے نازل ہوا۔ اس کے نزول کی غایت اور حکمت یہ ہے کہ انسان کو خود اس کی اور تمام اشیاء عالم کی فطرت، اِن کے مبدأ و معاش کے قوانین فطریہ اور انسان کی پیدائش کی غرض سے آگاہ کیا جائے اور اسے یہ بتایا جائے کہ اس کے بھیجنے کا ایک بڑا مقصد یہ ہے کہ انسان دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نیابت اور خلافت کے فرائض انجام دے، اس عظیم مقصد کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو انسان کے لئے ایک آزمائش بنا دیا ہے اور اسی مقصد کی تکمیل کے لئے اس نے موت اور زندگی کو تخلیق کیا تاکہ اِس آزمائش میں کامیاب ہونے والوں کو آخرت میں سرخرو کرے اور ناکام و نافرمان لوگوں کو دردناک عذاب سے دوچار کرے۔ چنانچہ اِس ضمن میں اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں فرمایا:

﴿تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۝ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ أَیُّکُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ۝﴾

''بہت بابرکت ہے وہ اللہ جس کے قبضہ قدرت میں
سب حکومت ہے اور جو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے، وہ ذات جس نے موت
وحیات کو اس لئے پیدا کیا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے عمل
کون کرتا ہے، اور وہ غالب اور بخشنے والا ہے'' [۶۷:۱-۲]

وہ غالب ہے یعنی نافرمانی اور ناکامی کی صورت میں سخت عذاب دینے والا ہے، اور بخشنے والا ہے ان لوگوں کو جو اللہ کا خوف رکھتے ہیں اور اس کی نافرمانی سے بچتے رہتے ہیں۔

قرآنِ کریم میں دوسری جگہ فرمایا:

﴿إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَهَا لِنَبْلُوَهُمْ
أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً۝﴾

''روئے زمین پر جو کچھ ہے ہم نے یقیناً اسے زمین کی
زینت/ رونق کا باعث بنایا تا کہ ہم لوگوں کو آزمائیں کہ اُن میں سے
کون نیک اعمال والا ہے'' [۱۸:۷]

یعنی اس دنیا کی رعنائیاں اور رونقیں انسان کی آزمائش کا باعث ہیں کہ باوجود طرح طرح کی دنیوی کششوں (attractions) کے انسان اللہ تعالیٰ کی عبدیت پر قائم رہتا ہے یا اس سے اعراض کرتا ہے۔

اس آزمائش کے منطقی نتیجہ کے طور پر کامیاب وناکام لوگوں کے انجام کے متعلق اللہ کریم نے فرمایا:

﴿فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ۝ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ
رَاضِيَةٍ۝ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ۝ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ۝﴾

''تو جس کے بھاری ہونگے پلے نیک اعمال کے

سو وہ ہوگا پسندیدہ عیش میں، اور لیکن جس کے ہلکے ہونگے پلے
نیکیوں کے، سو اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا" [۱۰۱:۶-۹]

مگر باوجود اس قدر شدید تنبیہ کے، بدقسمتی سے عام طور پر ہماری تمام جدوجہد اور ترجیہات کا محور دنیا کا مال واسباب جمع کرنا ہوتا ہے، اور یہ سمجھ لیا جاتا ہے جیسے ہم نے ہمیشہ اس دنیا میں ہی رہنا ہے، اور اسی کو ہم اپنا مقصودِ حیات سمجھ لیتے ہیں پھر اِس دُھن میں اس قدر مگن ہو جاتے ہیں کہ ہم میں سے اکثر قرآنِ کریم کی اِس آیت کا مصداق بن جاتے ہیں:

﴿أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝﴾
"(مال ودولت وجاہ کی) زیادتی کی چاہت نے تمہیں غافل کر دیا
یہاں تک کہ تم قبرستان جا پہنچے" [۱۰۲:۱-۲]

پھر اسی سورہ تکاثر میں اللہ تعالیٰ نے اس غفلت کی وجہ بھی واضح فرما دی، یعنی:

﴿كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝﴾
"ہرگز ایسا نہیں (جیسا تم سمجھتے ہو کہ کوئی باز پرس نہیں ہوگی)
کاش کہ تمہیں علم الیقین ہوتا (تو کبھی اس روش کو نہ اپناتے) تم یقیناً یقیناً
جہنم کو دیکھ کر رہو گے" [۱۰۲:۵-۶]

اس آیت میں غور وفکر کرنے کی ہم میں سے ہر ایک کی اشد ضرورت ہے، کہ کیا ہم واقعی علم یقین رکھتے ہیں کہ ہم پر موت آئے گی اور واقعتاً ہمارے اعمال کا حساب وکتاب ہوگا، اور اس کے نتیجہ میں ہمیں جنت یا دوزخ دیکھنا ہوگی، اور اگر ہم واقعتاً یہ یقینی علم/ایمان رکھتے ہیں تو پھر ہماری دانستہ گمراہیوں اور نافرمانیوں کا کیا جواز ہے؟ یہ معاملہ بہت غور طلب ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کی اصل ماہیت وحقیقت یوں بیان فرمائی:

﴿إِعْلَمُوْا أَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ
وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ﴾
''خوب جان لو کہ یہ دنیا کی زندگی تو محض کھیل اور تماشا ہے،
اور زیبائش وزینت، اور ایک دوسرے پر فخر کرنا تمہارا آپس میں، اور
ایک دوسرے پر کثرت چاہنا ہے مال اور اولاد میں۔'' [۵۷:۲۰]

اور دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ،
وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ، لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾
''اور دنیا کی یہ زندگی تو محض کھیل اور تماشا ہے، اور یقیناً گھر آخرت
کا وہی ہے اصل زندگی، کاش وہ لوگ جانتے'' [۲۹:۶۴]

یعنی جس دنیا نے انہیں آخرت سے اندھا اور غافل کر رکھا ہے وہ ایک کھیل کود سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی جبکہ اللہ کا نافرمان آدمی دنیا کے کاروبار ہی میں مشغول رہتا ہے، اس کے لئے شب و روز محنت کرتا ہے، لیکن مرتا ہے تو خالی ہاتھ ہوتا ہے جس طرح بچے سارا دِن مٹی کے گھروندوں سے کھیلتے ہیں، پھر خالی ہاتھ گھروں کو لوٹ جاتے ہیں، سوائے تھکاوٹ کے انہیں کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اس لئے ہمیں آخرت کی فکر کرنی چاہیے اور ایسے نیک اعمال کرنے چاہئیں جن سے آخرت کا گھر سنور سکے کیونکہ آخرت کا گھر ہی حَیَوان (اصل وابدی زندگی) ہے۔

اس دنیا میں جہاں اللہ تعالی نے آزمائش کے سامان پیدا کیے ہیں، وہاں اپنے فضل و کرم سے اُس نے بنی نوع انسان کی رہنمائی اور اس کی ابدی کامیابی کے لئے قرآنِ کریم کی صورت میں ایک مکمل ضابطہ حیات بھی عطا فرمایا ہے جسے اپنا کر ہم دونوں جہانوں میں سرخرو ہو سکتے ہیں۔

اس قرآنِ کریم کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ كِتَابٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِقَوْمٍ يَعْلَمُوْنَ ۝ بَشِيْراً وَنَذِيْراً، فَأَعْرَضَ أَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝﴾

''حم، یہ قرآن نازل کیا ہوا ہے بڑے مہربان نہایت رحم کرنے والے کی طرف سے، یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتوں کی واضح تفصیل کی گئی ہے، یہ قرآن عربی زبان میں اُن لوگوں کے لئے ہے جو عقلمند ہیں، (ایمان واعمالِ صالح کے حاملین کو کامیابی اور جنت کی) خوشخبری سنانے والا اور (مشرکین ومکذّبین کو عذابِ الٰہی سے) ڈرانے والا ہے، پھر بھی بے اعتنائی کی ان میں اکثر لوگوں نے، پس وہ نہیں سنتے'' [۴۱:۱-۴]

یعنی، غور وفکر اور تدبر وتعقل کی نیت سے نہیں سنتے کہ جس سے انہیں فائدہ ہو، اسی لئے ان کی اکثریت ہدایت سے محروم ہے۔ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝﴾

''اور یقیناً ہم نے بیان کردی ہیں لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں/مضامین، تاکہ/شاید کہ وہ نصیحت حاصل کرسکیں، یہ قرآن عربی زبان میں ہے، جو ہر قسم کے نقص وعیب سے پاک ہے، تاکہ لوگ پرہیزگاری اختیار کرلیں'' [۳۹:۲۷-۲۸]

پھر اسی قرآنِ کریم کی مقصدیت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِيَدَّبَّرُوْا اٰيٰتِهٖ
وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُوا الْأَلْبَابِ۝﴾

''یہ بڑی بابرکت کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا
آپ کی طرف تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور وفکر کریں اور عقلمند
اس سے نصیحت حاصل کریں'' [۳۸:۲۹]

اللہ تعالی نے بار ہا اہل علم اور اہل عقل کو نصیحت حاصل کرنے والوں میں شمار کیا ہے۔ اگر آپ بھی اہل علم اور اہل عقل ہونے کا دعوی کرتے ہیں تو اپنے آپ کو قرآنِ کریم کی کسوٹی پر پرکھیں کہ کیا آپ اللہ تعالی کی طرف سے اُتاری گئی کتابِ ہدایت کو صحیح طور پر پڑھ اور سمجھ سکتے ہیں جیسا کہ اس کے پڑھنے اور سمجھنے کا حق ہے؟ اگر ایسا نہیں ہے تو یہ آپ کے لئے لمحہء فکریہ ہے۔ آپ کو چاہئے کہ بغیر کوئی مزید وقت ضائع کیے اس بے بہا علمی وادبی خزانہ سے بہرہ ور ہونے کے لئے کوشش شروع کردیں۔ یقین کریں کہ قرآنِ کریم انسان کے لئے ایک ایسا علم وہدایت کا خزانہ ہے کہ اس کی وضاحت لفظوں میں ممکن نہیں بلکہ قرآنِ کریم کی تلاوت کرنے والا ہی خود اس کی افادیت، حلاوت، تمکنت، روح وقلب پر اثرات اور اللہ تعالی کی رحمت وبرکات کا نزول محسوس کرسکتا ہے۔ مگر ان بے پایاں نعمتوں کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ قرآنِ کریم کی تلاوت کرنے والا اس کے متن کو براہِ راست اور کما حقہ سمجھ رہا ہو، کیونکہ اعلی سے اعلی ترجمہ بھی قرآنِ کریم کے اصل متن کا متبادل نہیں ہوسکتا، اور نہ ہی کوئی ترجمہ کلام الٰہی کی روح اور اس کی حقیقت کو پاسکتا ہے جس کا اثر براہِ راست قاری کے دِل ودماغ پر مرتب ہوتا ہے۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ قرآنِ کریم کا قاری اس کے متن کو براہِ راست سمجھے تاکہ وہ اس کلام میں تفکر وتدبر کرسکے، اور یوں قرآنِ کریم کی اس آیت کا مصداق نہ بنے:

﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوْبٍ أَقْفَالُهَا۝﴾

''کیا پھر یہ لوگ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے؟ یا ان
کے دلوں پر تالے لگ گئے ہیں؟'' [۴۷:۲۴]

اسی ضرورت کے پیش نظر یہ کتاب مرتب کی گئی ہے جو جدید طرز تعلیم کی روشنی میں قرآنی زبان کے بنیادی قواعد وضوابط کو نہایت سہل طریقہ پر پیش کرتی ہے، اس کتاب کی زبان آسان اور عام فہم ہے اس لئے اس کا سمجھنا بھی آسان ہونا چاہیے، ہمارے ہاں، بد قسمتی سے، یہ غلط تاثر پایا جاتا ہے کہ عربی زبان کا سمجھنا بہت مشکل ہے، ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ عربی نہایت شائستہ اور مفصل زبان ہے، جس کے قواعد وضوابط نہایت آسان علمی خطوط پر استوار ہیں جن میں باقاعدگی، تسلسل اور باہمی روابط کا عنصر اس زبان کا سمجھنا نہایت آسان کر دیتا ہے۔ اور پھر قرآنی زبان کیونکر مشکل ہو سکتی ہے جبکہ اللہ کریم نے خود فرمایا:

﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ۝﴾

''اور یقیناً ہم نے آسان کر دیا ہے اس قرآن کو
سمجھنے/نصیحت حاصل کرنے کے لئے، پس ہے کوئی نصیحت
حاصل کرنے والا؟'' [۵۴:۱۷]

آپ اس اہم فریضہ کو پورا کرنے کا مصمم ارادہ کر لیں، ان شاء اللہ یقیناً اللہ تعالیٰ آپ کے لئے اس قرآنِ کریم کا سمجھنا آسان فرما دے گا۔

یہ کتاب عمومی طور پر میری کتاب

Essentials of Arabic Grammar
for
Learning Quranic Language

کا اُردو ورژن ہے، اس کتاب کو مزید سہل بنانے کی غرض سے اس میں تثنیہ (dual) اوراس کے صیغوں کو افعال کے آخر میں ایک الگ باب کے طور پر مرتب کیا گیا ہے۔ یہ تبدیلی یقیناً قارئین کے لئے بہت مفید ثابت ہوگی اور اس طرح انہیں عربی کی رائج لمبی لمبی گردانوں سے بھی نجات مل جائے گی۔

اس کتاب میں کل تیس اسباق ہیں۔آپ کو چاہیے کہ اسباق میں دی گئی ترتیب کو ملحوظ رکھیں کیونکہ ان کی ترتیب ایک دوسرے سے منسلک اور درجہ وار ہے۔ ہر سبق میں دیئے گئے عربی الفاظ اور مرکبات کو یاد رکھیں، کیونکہ ان کی مدد سے شروع سے ہی آپ خود آسان عربی جملے بنا سکیں گے، نیز بعد میں آنے والے اسباق کو سمجھنا بھی آپ کے لئے آسان ہو جائے گا۔تاہم قرآنِ کریم میں آنے والے نئے الفاظ کو سمجھنے کے لئے آپ کو عربی لغات کا سہارا لینا ہوگا۔قرآنِ کریم کا کچھ حصہ آپ باقاعدگی سے تلاوت کرتے رہیں اور پڑھے گئے عربی قواعد کو قرآنِ کریم کی آیات میں پہنچانیں اور انہیں سمجھیں۔اس مشق سے کتاب کے اختتام تک آپ ان شاء اللہ بخیر وخوبی اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل وکرم سے ہمارے لئے قرآنِ کریم کا کماحقہ پڑھنا، سمجھنا، اس پر عمل کرنا اور اسے دوسروں تک پہچانا آسان فرمائے، اور اس میں ہمیں تدبر وتفکر کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب پر اپنی رحمت وبخشش کا نزول فرمائے۔آمین!

سبق نمبر ۱

اقسام الکلمۃ

عربی زبان میں بامعنی لفظ کو کلمہ کہتے ہیں۔کلمہ کی تین اقسام ہیں:

① اسم ② فعل ③ حرف

❶ اسم:

لفظی معنی 'نام' ہے۔ یہ ایسا لفظ ہے جسے سمجھنے کیلئے کسی دوسرے لفظ کی مدد کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ خود سے کسی شخص، جگہ یا نام کو ظاہر کرتا ہے۔عربی اسم میں کسی شخص، جگہ یا چیز کی صفت، یعنی اُسکی اچھائی یا برائی بھی شامل ہے۔اسم کی مثالیں:
مُحَمَّدٌ، أَحْمَدُ، وِلْيَمُ، جُرْجُ 'جارج'، زَيْنَبُ، عَائِشَةُ، مَرْيَمُ، طَاهِرَةُ، بَاكِسْتَانُ، لَنْدَنُ، فَرَنْسَا 'فرانس'، اَلْبَيْتُ 'گھر'، اَلْمَسْجِدُ، اَلْوَرَقُ 'کاغذ یا پتہ'، طَعَامٌ 'کھانا'، ظِلٌّ 'سایہ'، اَلْجِسْمُ، يَدٌ 'ہاتھ'، قَمِيْصٌ، طَالِبٌ 'طالبعلم'، وَلَدٌ 'لڑکا'، اَلْبِنْتُ 'لڑکی'، قَدَمٌ 'قدم'، رَجُلٌ 'مرد'، فَرَسٌ 'گھوڑا'، اَلْعَيْنُ 'آنکھ'، أُذُنٌ 'کان'، اَلْمُسْلِمُ، اَلْكَافِرُ، نَصْرَانِيٌّ 'عیسائی'، يَهُوْدِيٌّ 'یہودی'، اَلصَّالِحُ 'نیک'، فَاسِقٌ 'نافرمان'، نَاصِرٌ 'مددگار'، شَاعِرٌ، اَلْعَالِمُ، اَلْجَاهِلُ، اَلْجَدِيْدُ 'نیا'، اَلْقَدِيْمُ 'پرانا'، اَلسَّمِيْعُ 'سب کچھ سننے والا'، اَلْعَلِيْمُ 'سب کچھ جاننے والا'، وغیرہ۔

❷ فعل:

ایسا کلمہ جس سے کسی کام کے ہونے یا کرنے کا عمل ظاہر ہو۔ بنیادی طور پر فعل

کی تین اقسام ہیں:

① فعل ماضی (فِعْلُ الْمَاضِي): ایسے عمل کو ظاہر کرتا ہے جو مکمل ہو چکا ہو۔ جیسے کَتَبَ 'اس نے لکھا'، دَخَلَ 'وہ داخل ہوا'، نَصَرَ 'اس نے مدد کی'۔

② فعل مضارع (فِعْلُ الْمُضَارِع): ایسے عمل کو ظاہر کرتا ہے جو اس وقت تک مکمل نہ ہوا ہو۔ فعل مضارع میں حال اور مستقبل دونوں معنے پائے جاتے ہیں، جیسے یَكْتُبُ 'وہ لکھتا ہے، لکھ رہا ہے یا لکھے گا'، یَدْخُلُ 'وہ داخل ہوتا ہے، داخل ہو رہا ہے یا داخل ہوگا'، یَنْصُرُ 'وہ مدد کرتا ہے، کر رہا ہے یا کرے گا'۔

③ فعل امر (فِعْلُ الأمْرِ): یہ فعل حکم، درخواست یا دعا کو ظاہر کرتا ہے، جیسے اُكْتُبْ 'تو لکھ'، اُدْخُلْ 'تو داخل ہو'، اُنْصُرْ 'تو مدد کر'، اِقْرَأْ 'تو پڑھ'، اِغْفِرْ 'تو بخشش فرما'، وغیرہ۔

❸ حرف:

اسم یا فعل کے علاوہ ایسا لفظ جو اسم یا فعل کے ساتھ آتا ہے، اور جملہ میں رابطے کا کام دیتا ہے، جیسے عَلٰی 'اوپر'، فِيْ 'میں'، عَنْ 'سے، متعلق'، نَعَمْ 'ہاں'، لاَ 'نہیں'، مَا 'کیا'، وغیرہ۔

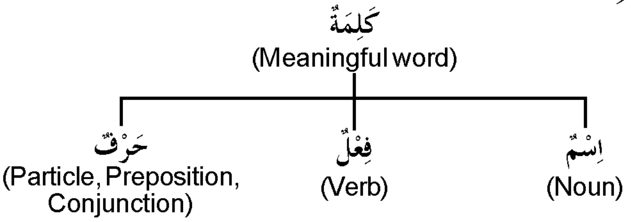

کلمہ کی تینوں اقسام سے متعلق وضاحت آئندہ آنے والے اسباق میں کی جائے گی۔

4 حرکات:

عربی زبان سمجھنے میں حرکات، یعنی زَبر، زِیر اور پیش وغیرہ کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔اس لئے یہاں اِن سے متعلق اصطلاحات کو اچھی طرح سمجھ لیں جو درج ذیل ہیں:

① فَتْحَةٌ: فتح زَبر کو کہتے ہیں جو اُردو کی طرح حرف کے اُوپر لکھا جاتا ہے۔ اور اسکا تلفظ بَ (بَا)، تَ (تَا)، ثَ (ثَا)،وغیرہ ہے۔

② كَسْرَةٌ: کسرہ زِیر کو کہتے ہیں جو اُردو کی طرح حرف کے نیچے لکھا جاتا ہے۔اور اسکا تلفظ بِ (بِی)، تِ (تِی)، ثِ (ثِی)،وغیرہ ہے۔

③ ضَمَّةٌ: ضمّہ پیش کو کہتے ہیں جو اُردو کی طرح حرف کے اُوپر لکھا جاتا ہے۔ اور اسکا تلفظ بُ (بُو)، تُ (تُو)، ثُ (ثُو)،وغیرہ ہے۔

④ سُكُوْنٌ: سکون جزم کو کہتے ہیں جو حرف کے اُوپر ایک چھوٹے دائرے (ـْ) یا چھوٹے دال (ـُ) سے ظاہر کیا جاتا ہے۔اور حرف کو ساکن کرتا ہے،یعنی لفظ پر کوئی حرکت نہیں پڑھی جاتی ۔جیسے کُنْ، مِنْ، اَنْ میں نون اور اَبْ، اَخْ میں 'با' اور 'خا' ہیں۔

⑤ تَنْوِيْنٌ: تنوین نون کی آواز پیدا کرتی ہے جو حرف کے اُوپر دو زبر یا دو پیش (ـً ـٌ) اور حرف کے نیچے دو زِیر (ـٍ) سے ظاہر ہوتی ہے۔جیسے كِتَابًا، كِتَابٌ، كِتَابٍ میں با کا تلفظ ہے۔یہاں یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ جس لفظ میں تنوین آئے وہ لازماً اسم ہوگا اور جس لفظ میں "ال" آئے وہ بھی لازماً اسم ہوگا مگر اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر اسم پر تنوین یا 'ال' لازم ہے۔ بہت سے اسما اس سبق کے شرع میں گزر چکے ہیں جن پر نہ تنوین ہے اور نہ ہی ابتداء میں 'ال' ہے پھر بھی وہ اسم ہیں، جیسے زَيْنَبُ، اَحْمَدُ، عَائِشَةُ، بَاكِسْتَانُ، وغیرہ۔

یہاں یہ بات بھی سمجھ لیں کہ کسی اسم پر اَلْ اور تنوین ایک ساتھ نہیں آ سکتے۔ اگر شروع میں اَلْ آئے تو اس اسم کے آخر میں ایک حرکت ہو گی۔ مثلاً کِتَابٌ 'ایک کتاب' یا اَلْکِتَابُ 'ایک مخصوص کتاب'، اَلْکِتَابٌ کہنا صحیح نہیں ہو گا۔ یوں سمجھیں کہ اَلْ اور تنوین کی آپس میں دشمنی ہے اور یہ دونوں ایک لفظ میں کبھی بھی اکٹھے نہیں سما سکتے۔

اَلْ عربی زبان میں معرفہ کی علامت ہے جیسا کہ انگریزی میں 'the' ہے، جبکہ تنوین نکرہ ہونے کی علامت ہے۔ اسلئے جب کسی اسم کے شروع میں 'اَلْ' آ جائے تو اُس لفظ میں سے تنوین حذف ہو جاتی ہے۔ مثلاً بَیْتٌ 'ایک گھر' سے اَلْبَیْتُ 'ایک مخصوص گھر' ہو جائے گا۔ ایسے ہی جَمَلٌ 'ایک اونٹ' سے اَلْجَمَلُ 'ایک مخصوص اونٹ' اسمِ معرفہ ہو جائے گا۔ ایسے ہی رَجُلٌ 'ایک شخص' جو اسمِ نکرہ ہے، اِس سے اَلرَّجُلُ 'ایک مخصوص شخص' اسمِ معرفہ ہو جائے گا۔

5 مصدر:

مصدر بھی بطور اسم استعمال ہوتا ہے۔ یہ ایسا اسم ہے جس کا تعلق کسی عمل سے ہو، اسے Verbal Noun یا Noun of Action یعنی اسمِ فعل بھی کہہ سکتے ہیں۔ مثلاً نَصْرٌ 'مدد کرنا'، فَتْحٌ 'فتح حاصل کرنا'، عِبَادَةٌ 'عبادت کرنا'، ضَرْبٌ 'مارنا'، اَمْرٌ 'حکم کرنا'۔

قرآنِ پاک سے مثال:

⇦ ﴿نَصْرٌ مِنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ۝﴾ ''نصرت اللہ کی طرف سے اور عنقریب حاصل ہونے والی فتح'' [۱۳:۶۱]

❁❁❁❁

سبق نمبر۲

الإســم

آنے والے چند اسباق میں ہم عربی اسم سے متعلق ضروری معلومات حاصل کرینگے۔ مفرد اسم سے متعلق اسکی مکمل معلومات کیلئے درج ذیل چار نقاط کا سمجھنا ضروری ہے:

① **الجنس:** یعنی جنس کے اعتبار سے وہ اسم مذکر ہے یا مؤنث؟

② **العدد:** عدد کے اعتبار سے وہ واحد، تثنیہ یا جمع ہے؟

③ **الوسعة:** وسعت کے اعتبار سے وہ اسم معرفہ ہے یا نکرہ؟

④ **الاعراب:** اعرابی حالت کے اعتبار سے وہ اسم حالت رفعہ، حالت نصب یا حالت جرّ میں ہے؟

اس سبق میں ہم عربی اسم کا تجزیہ باعتبارِ جنس کریں گے۔

جنس الاسماء

عربی گرائمر کے لحاظ سے عمومی طور پر اسم کی جنس چار طرح سے ظاہر کی جاتی ہے:

① الجنس الحقیقی ② الجنس المجازی

③ الجنس اللفظی ④ الجنس المشترک

❶ الجنس الحقیقی:

یہ ایک عام فہم اصطلاح ہے جسے ہم سب سمجھتے ہیں، یعنی جن اسما میں فی الحقیقت

نر اور مادہ کا تصور پایا جائے انکا تعلق حقیقی جنس سے ہے، مثلاً رَجُلٌ 'ایک مرد' مذکر ہے اور اِمْرَأَۃٌ 'ایک عورت' مؤنث ہے۔ ایسے ہی وَلَدٌ 'ایک لڑکا'، بِنْتٌ 'ایک لڑکی'، اَبٌ 'باپ'، اُمٌّ 'ماں'، اَخٌ 'بھائی'، اُخْتٌ 'بہن'، دِیْکٌ 'مرغ'، دَجَاجَۃٌ 'مرغی' وغیرہ کا تعلق حقیقی جنس سے ہے۔

❷ الجنس المجازی:

ایسے اسما جن میں فی الحقیقت تو نر اور مادہ کا تصور نہیں پایا جاتا مگر مجازاً انہیں مذکر اور مؤنث سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان کی پہچان یہ ہے کہ جن اسما کے آخر میں گول ''ۃ'' (ۃ مربوطہ) ہو وہ عمومی طور پر مؤنث شمار ہوتے ہیں اور جن اسما کے آخر میں ''ۃ'' کے علاوہ کوئی دوسرا حرف ہو انہیں مذکر شمار کیا جاتا ہے۔ مثلاً سَاعَۃٌ 'گھڑی'، مِرْوَحَۃٌ 'پنکھا'، شَجَرَۃٌ 'درخت'، سَیَّارَۃٌ 'موٹر کار'، جَنَّۃٌ 'باغ'، حَیَاۃٌ 'زندگی'، آیَۃٌ 'نشانی/ آیت'، نَافِذَۃٌ 'کھڑکی' کا تعلق مؤنث مجازی سے ہے جبکہ جِدَارٌ 'دیوار'، کِتَابٌ 'کتاب'، قَلَمٌ 'قلم'، صِرَاطٌ 'راستہ'، مَسْجِدٌ 'مسجد'، بَیْتٌ 'گھر'، کُرْسِیٌّ 'کرسی'، نَھْرٌ 'نہر'، بَابٌ 'دروازہ' کا شمار مذکر مجازی میں ہوتا ہے۔

یہاں یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ اسم صفت مذکر کے آخر میں ''ۃ'' کے اضافہ سے بھی اسم صفت مؤنث بن جاتا ہے، جیسے: مُسْلِمٌ 'ایک مسلم مرد' سے مُسْلِمَۃٌ 'ایک مسلم عورت'، کَافِرٌ 'ایک کافر مرد'، کَافِرَۃٌ 'ایک کافر عورت'، صَادِقٌ 'ایک سچا مرد'، صَادِقَۃٌ 'ایک سچی عورت'، صَالِحٌ 'ایک نیک مرد'، صَالِحَۃٌ 'ایک نیک عورت'، طَالِبٌ 'ایک طالبعلم لڑکا'، طَالِبَۃٌ 'ایک طالبعلم لڑکی'، جَدِیْدٌ 'نیا'، جَدِیْدَۃٌ 'نئی'، قَدِیْمٌ 'پرانا'، قَدِیْمَۃٌ 'پرانی'، طَوِیْلٌ 'لمبا'، طَوِیْلَۃٌ 'لمبی'، کَثِیْرٌ 'زیادہ'، کَثِیْرَۃٌ وغیرہ۔

❸ الجنس اللفظی/استثناء:

مؤنث کے ایسے اسما جن کا تعلق پہلی دو اقسام سے نہ ہو۔یعنی نہ تو اُن کے آخر میں گول ''ۃ'' ہو اور نہ ہی اُن میں نر یا مادہ کا تصور پایا جائے۔ اِن اسما کو مؤنث سماعی بھی کہا جاتا ہے، یعنی ایسے اسما جنہیں عرب مؤنث موسوم کرتے ہیں، اور جو قرآنِ کریم میں بھی بطور مؤنث استعمال ہوئے ہیں۔

مؤنث سماعی کے طور پر زیادہ استعمال ہونے والے اسما درج ذیل ہیں:

سَمَاءٌ 'آسمان'، أَرْضٌ 'زمین'، شَمْسٌ 'سورج'، نَارٌ 'آگ'، نَفْسٌ 'جان، ذات، ذی روح'، سَبِيْلٌ 'راستہ'، جَهَنَّمُ 'جہنم'، حَرْبٌ 'جنگ'، رِيْحٌ 'ہوا'، دَارٌ 'گھر'، خَمْرٌ 'شراب'، بِئْرٌ 'کنواں'، دَلْوٌ 'ڈول'، كَأْسٌ 'گلاس'، عَصًا 'چھڑی'، رُؤْيَا 'خواب'، طَاغُوْتٌ 'بت، شیطان، ظالم'۔

اس کے علاوہ درج ذیل اسما بھی مؤنث لفظی کے دائرہ میں آتے ہیں:

① ملکوں اور شہروں کے نام جیسے بَاكِسْتَانُ، مِصْرُ، أَمْرِيْكَا، العِرَاقُ، لَاهَوْرُ، وَاشِنْطَنْ، لَنْدَنُ، وغیرہ۔

② جسم کے اکثر اعضاء، بالخصوص جو دو، دو ہیں، جیسے يَدٌ 'ہاتھ'، عَيْنٌ 'آنکھ'، قَدَمٌ 'قدم'، رِجْلٌ 'ٹانگ'، سَاقٌ 'پنڈلی'، أُذُنٌ 'کان'، خَدٌّ 'گال'، وغیرہ۔

③ ایسے اسما جن کے آخر میں 'ي'، 'ى' (الف مقصورة) ہو اور –اء (الف ممدودة) ہو، جیسے حُسْنَى 'اچھی، خوبصورت'، كُبْرَى 'بڑی'، صُغْرَى 'چھوٹی'، بُشْرَى 'اچھی خبر'، صَحْرَاءُ 'صحرا'، ضَرَّآءُ 'تکلیف'، زَهْرَآءُ 'پھول کھلنا'، بَيْضَاءُ 'سفید'، خَضْرَاءُ 'سبز'، زَرْقَاءُ 'نیلی'، وغیرہ۔

④ تمام عربی حروفِ تہجی بھی مؤنث شمار ہوتے ہیں۔

⑤ کچھ مزید اسما جیسے الرُّسُلُ 'پیغمبر'، اَلْیَھُوْدُ 'یہود'، النَّصَارٰی 'عیسائی'، قَوْمٌ 'قوم، لوگ'، رَھْطٌ 'قبیلہ' بھی مؤنث استعمال ہو سکتے ہیں۔ تاہم أَھْلٌ 'فیملی، خاندان'، آلٌ 'ذرّیت' مذکر کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

⑥ مذکر استثناء: کچھ اسما ایسے ہیں جن کے آخر میں اگرچہ گول ''ۃ'' ہے لیکن وہ بطور استثناء مذکر استعمال ہوتے ہیں، جیسے خَلِیْفَةٌ 'خلیفہ'، عَلَامَةٌ 'علامہ'، أُسَامَةُ 'مرد کا نام'، سَلَمَةُ 'مرد کا نام'۔ ایسے ہی جسم کے وہ اعضاء جو ایک ایک ہیں مذکر استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے بَطْنٌ 'پیٹ'، صَدْرٌ 'سینہ'، سِنٌّ 'دانت'، وغیرہ۔

❹ الجنس المشترک:

کچھ اسما ایسے بھی ہیں جو دونوں طرح، یعنی بطور مذکر اور مؤنث استعمال ہوتے ہیں، انہیں اسم الجنس کہا جاتا ہے۔ جیسے سَحَابٌ 'بادل'، بَقَرٌ 'مویشی، گائے'، جَرَادٌ 'ٹڈی'، ذَھَبٌ 'سونا'، نَحْلٌ 'شہد کی مکھی'، شَجَرٌ 'درخت'، وغیرہ۔

استثنائی صورت کی وضاحت:

ہر زبان کے گرائمر قواعد میں استثنائی صورت ناگزیر ہوتی ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ زبانیں گرائمر قواعد کے تابع نہیں ہوتیں بلکہ گرائمر قواعد زبان کے مطابق بنائے جاتے ہیں۔ زبانیں عرصہ دراز تک اس علاقے میں بولی جاتی ہیں جس علاقہ سے اُنکا تعلق ہوتا ہے۔ اور بہت بعد کے زمانے میں اس زبان کے گرائمر قواعد مرتب کیے جاتے ہیں تاکہ اُس زبان کو دوسرے ملکوں تک پھیلایا جا سکے اور اُس زبان کو باقاعدہ ایک

ادبی شکل دی جا سکے۔اس دوران گرائمر مرتب کرنے والے جہاں کہیں مرتب کیے گئے قواعد کا اطلاق نہیں کر سکتے وہاں استثناء کا قاعدہ استعمال کرتے ہیں۔اسی لئے استثنائی صورت ہر زبان کے قواعد میں رائج ہے۔

یہاں عربی گرائمر کے تناظر میں یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ مرتبہ قواعد کی موجودگی سے بہت کم وقت میں قرآنی عربی سیکھنا اور سمجھنا بہت آسان ہو گیا ہے،اور اسکا تمام تر سہرا عربی گرائمر مرتب کرنے والوں کے سر ہے۔

سبق نمبر۳

عدد الاسماء

عربی زبان کے اسما کا عدد تین طرح ظاہر کیا جاتا ہے۔ وَاحِدٌ 'واحد' یا مُفْرَدٌ 'مفرد' جو ایک اسم پر دلالت کرتا ہے، تَثْنِيَةٌ 'تثنیہ' جو دو عدد کو ظاہر کرتا ہے، اور جَمْعٌ 'جمع' جو دو سے زیادہ اسما کو ظاہر کرتا ہے۔

❶ واحد یا مفرد:

واحد یا مفرد، جیسے اَلْكِتَابُ 'ایک خاص کتاب-the book'، اَلْقَلَمُ 'ایک خاص قلم-the pen'، اَلسَّاعَةُ 'ایک خاص گھڑی'، طَالِبٌ 'ایک طالبعلم'، بَيْتٌ 'ایک گھر'، يَدٌ 'ایک ہاتھ'، اِمْرَأَةٌ 'ایک عورت'، رَجُلٌ 'ایک مرد'، السَّيَّارَةُ 'ایک خاص کار'، الطَّالِبَةُ 'ایک خاص طالبہ'، وَلَدٌ 'ایک لڑکا'، صَادِقٌ 'ایک سچا مرد'، الصَّالِحُ 'ایک خاص نیک مرد'، فَاسِقٌ 'ایک نافرمان مرد'، اَلْمُسْلِمُ 'ایک مخصوص مسلمان مرد'، اَلْكَافِرُ 'ایک مخصوص کافر مرد'، وغیرہ۔

❷ تَثْنِيَةٌ (تثنیہ):

تثنیہ جو دو پر دلالت کرتا ہے۔ اسکو بنانے کیلئے واحد اسم کے آخر میں 'اَن' (الف نون) کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ جیسے اَلْكِتَابُ سے اَلْكِتَابَان 'دو مخصوص کتابیں'، اَلْقَلَمَانِ، السَّاعَتَانِ، طَالِبَانِ، بَيْتَانِ، الصَّالِحَانِ، فَاسِقَانِ، اَلْمُسْلِمَانِ، اَلْكَافِرَانِ، وغیرہ۔

❸ جَمْعٌ (جمع):

عربی میں جمع کا لفظ دو سے زیادہ عدد کو ظاہر کرتا ہے۔ جمع کی دو اقسام ہیں:

① اَلْجَمْعُ السَّالِمُ (جمع سالم)

② جَمْعُ التَّكْسِيْرُ (جمع تکسیر)

① جمع سالم: اسم کی ایسی جمع کو کہا جاتا ہے جسمیں اس کا واحد صحیح سالم اپنی اصلی شکل پر قائم رہے۔ جمع سالم کا بنانا اور سمجھنا نہایت آسان ہے۔ واحد مذکر اسم کے آخر میں -ونَ (واوَ نون) کے اضافہ سے مذکر صفات کی جمع بن جاتی ہے، جیسے مُسْلِمٌ سے مُسْلِمُوْنَ، اَلْمُؤْمِنُ سے اَلْمُؤْمِنُوْنَ، سَارِقٌ 'چور' سے سَارِقُوْنَ، جَاهِلٌ 'جاہل' سے جَاهِلُوْنَ، عَاقِلٌ سے عَاقِلُوْنَ، صَالِحٌ سے صَالِحُوْنَ، الصَّابِرُ 'صبر کرنے والا' سے الصَّابِرُوْنَ، الصَّادِقُ سے الصَّادِقُوْنَ، وغیرہ۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ جمع سالم مذکر کے آخر میں ہمیشہ "نَ" آتا ہے۔

واحد مؤنث کے ایسے اسما جنکے آخر میں گول "ۃ" ہو انکی جمع بنانے کیلئے آخر میں گول "ۃ" کو "ات" سے بدل دیا جاتا ہے۔ مثلاً سَارِقَةٌ 'ایک چورنی' سے جمع سَارِقَاتٌ، مُسْلِمَةٌ 'ایک مسلمان عورت' سے مُسْلِمَاتٌ، كَافِرَةٌ سے كَافِرَاتٌ، سَاعَةٌ 'ایک گھڑی' سے سَاعَاتٌ، مُدَرِّسَةٌ سے مُدَرِّسَاتٌ 'پڑھانے والیاں'، حَافِظَةٌ 'حفاظت کرنے والی' سے حَافِظَاتٌ، كَلِمَةٌ 'ایک کلمہ' سے كَلِمَاتٌ، طَالِبَةٌ 'ایک طالبہ' سے طَالِبَاتٌ، نَافِذَةٌ 'کھڑکی' سے نَافِذَاتٌ، مِرْوَحَةٌ 'پنکھا' سے مِرْوَحَاتٌ، سَيِّئَةٌ 'ایک برائی' سے سَيِّئَاتٌ، دَرَجَةٌ 'ایک درجہ' سے دَرَجَاتٌ، وغیرہ۔ یاد رہے کہ جمع سالم کا تعلق عام طور پر اسماءِ صفات (Adjective Nouns) سے ہوتا ہے۔ یعنی ایسے اسما جو کسی کی صفت (اچھائی،

برائی، خاصیت) بیان کریں، جیسا کہ اوپر دی گئی مثالوں سے ظاہر ہے۔

② جمع تکسیر یا جمع مکسّر: عربی زبان میں جمع مکسّر کا استعمال کثرت سے ہوتا ہے۔ جمع تکسیر یا مکسّر کا معنی ٹوٹی ہوئی جمع ہے۔ یعنی ایسی جمع جسمیں واحد اسم کی بنیادی شکل یا بناوٹ ٹوٹ جاتی ہے اور اسمیں کچھ حروف یا حرکات کی تبدیلی سے یہ جمع بنتی ہے۔ جیسے رَسُوْلٌ 'ایک رسول' کی جمع مکسّر رُسُلٌ ہے۔ ایسے ہی رَجُلٌ 'ایک مرد' سے رِجَالٌ، اَسَدٌ 'ایک شیر' سے اُسُدٌ ہے۔

جمع تکسیر بنانے کیلئے کوئی ایک مخصوص طریقہ یا وزن نہیں ہے بلکہ یہ متعدد اوزان پر بنتے ہیں۔ اسلئے مطالعہ اور مشق سے بتدریج انکے اوزان سمجھ میں آجاتے ہیں۔ جمع تکسیر کے زیادہ تر استعمال ہونے والے ۱۲ اوزان کا ایک خاکہ درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	باب/وزن	مثال مفرد اسم	جمع تکسیر
۱-	فُعُوْلٌ	نَجْمٌ 'ستارہ'	نُجُوْمٌ
۲-	فُعُلٌ	كِتَابٌ 'کتاب'	كُتُبٌ
۳-	فِعَالٌ	رَجُلٌ 'مرد'	رِجَالٌ
۴-	أَفْعَالٌ	قَلَمٌ 'قلم'	أَقْلَامٌ
۵-	أَفْعُلٌ	عَيْنٌ 'آنکھ'	أَعْيُنٌ
۶-	فُعَلاءُ	فَقِيْرٌ 'فقیر'	فُقَرَاءُ
۷-	أَفْعِلاءُ	غَنِيٌّ 'غنی'	أَغْنِيَاءُ
۸-	فَعَالِيْلُ	شَيْطَانٌ 'شیطان'	شَيَاطِيْنُ
۹-	فَعَالِلُ	مَنْزِلَةٌ 'مکان'	مَنَازِلُ
۱۰-	فُعْلانٌ	بَلَدٌ 'ملک'	بُلْدَانٌ
۱۱-	فِعْلَةٌ	أَخٌ 'بھائی'	اِخْوَةٌ
۱۲-	فُعَّالٌ	تَاجِرٌ 'تاجر'	تُجَّارٌ

<u>نوٹ</u>: بعض عربی اسما کی جمع تکسیر ایک سے زیادہ اوزان پر بھی آتی ہے، جیسے أَخٌ 'بھائی' کی جمع تکسیر اِخْوَانٌ، اِخْوَةٌ، اُخْوَانٌ، آخَاءٌ ہے۔ اور کچھ عربی اسما ایسے بھی ہیں جنکی جمع سالم بھی ہے اور جمع تکسیر بھی، جیسے نَبِيٌّ 'ایک نبی' کی جمع سالم نَبِيُّوْنَ ہے اور جمع تکسیر اَنْبِيَاءُ ہے۔

❁❁❁❁

سبق نمبر۴

وسعة الاسم

کسی عربی اسم کا تجزیہ کرتے وقت یہ جاننا ضروری ہوتا ہے کہ وسعت کے اعتبار سے وہ اسم معرفہ ہے یا نکرہ۔ معرفہ کی وسعت محدود ہوتی ہے جبکہ نکرہ کی وسعت عام ہے۔

اسم معرفہ کی پانچ اقسام ہیں:

① اسم علم ② اسم اشارہ ③ اسم موصول

④ معرّف بالف لام (ال) ⑤ اسم ضمیر

❶ اسم علم:

کسی بھی مخصوص نام یا جگہ کو اسمِ علم سے موسوم کیا جاتا ہے، مثلاً حَامِدٌ، زَیْدٌ، زَیْنَبُ، صَائِمَۃُ، بَاکِسْتَانُ، لاھَوْرُ، وغیرہ۔

❷ اسم اشارہ:

اشارہ کے لئے استعمال ہونے والے اسما کا تعلق بھی معرفہ سے ہوتا ہے۔ اسمِ اشارہ کی دو قسمیں ہیں: اسمِ اشارہ قریب کے لئے۔ جیسے ھٰذَا 'یہ'، ھٰٓؤُلاءِ 'یہ سب'۔ اور اسم اشارہ بعید کے لئے۔ جیسے ذٰلِکَ 'وہ'، اُولٰئِکَ 'وہ سب'، وغیرہ۔

عربی اسماءِ اشارہ مذکر کے لئے الگ اور مؤنث کے لئے الگ ہیں۔ اسی طرح واحد اسم کے لئے الگ اشارہ ہے اور جمع اسماء کے لئے الگ ہے۔ اس کے علاوہ تثنیہ

(دو) کے لئے الگ صیغے ہیں مگر چونکہ قرآنِ کریم میں تثنیہ کے صیغے کم استعمال ہوئے ہیں اس لئے آسانی کے پیشِ نظر شروع میں تثنیہ کے صیغوں کا ذکر نہیں کیا گیا اور صرف کثرت سے استعمال ہونے والے واحد اور جمع کے صیغوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

اسما اشارہ کا درج ذیل ٹیبل ملاحظہ ہو۔

اسم اشارہ	جنس	واحد	جمع
قریب کیلئے	مذکر ♂	هٰذَا 'یہ'	هٰؤُلَاءِ 'یہ سب'
	مؤنث ♀	هٰذِهِ 'یہ'	هٰؤُلَاءِ 'یہ سب'
بعید کیلئے	مذکر ♂	ذَالِکَ 'وہ'	أُولٰئِکَ 'وہ سب'
	مؤنث ♀	تِلْکَ 'وہ'	أُولٰئِکَ 'وہ سب'

اسما اشارہ قریب کی مثالیں:

- ⇦ هٰذَا كِتَابٌ 'یہ ایک کتاب ہے۔'
- ⇦ هٰذِهِ سَاعَةٌ 'یہ ایک گھڑی ہے۔'
- ⇦ هٰؤُلَاءِ طُلَّابٌ 'یہ سب طلباء (♂) ہیں۔'
- ⇦ هٰؤُلَاءِ طَالِبَاتٌ 'یہ سب طالبات (♀) ہیں۔'

اسما اشارہ بعید کی مثالیں:

- ⇦ ذَالِکَ عَالِمٌ 'وہ عالم (♂) ہے۔'
- ⇦ تِلْکَ عَالِمَةٌ 'وہ عالمہ (♀) ہے۔'
- ⇦ أُولٰئِکَ رِجَالٌ 'وہ سب مرد ہیں۔'
- ⇦ أُولٰئِکَ نِسَاءٌ 'وہ سب عورتیں ہیں۔'

❸ اسمِ موصول:

اَلَّذِيْ، اَلَّذِيْنَ وغیرہ اسما موصول کہلاتے ہیں۔ یہ اسما، افعال یا ضمائر کو ایک دوسرے سے ملانے کے کام آتے ہیں۔اور ان کا ترجمہ 'وہ'، 'جو'، 'جس کا'، 'جن کا'، 'جن کو' وغیرہ سے کیا جاتا ہے۔اسما اشارہ کی طرح اسما موصول کے صیغے واحد، جمع، مذکر اور مؤنث کے لئے علیحدہ ہیں جو درج ذیل ٹیبل میں دیے گئے ہیں:

جنس	موصول واحد	موصول جمع
مذکر کیلئے ♂	اَلَّذِيْ 'وہ جو'	اَلَّذِيْنَ 'وہ سب جو'
مؤنث کیلئے ♀	اَلَّتِيْ 'وہ جو'	اَللاَّتِيْ/اَللاَّئِیْ 'یہ سب جو'

اسما موصول کی مثالیں:

- اَلْوَلَدُ الَّذِيْ خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ طَالِبٌ 'وہ لڑکا جو مسجد سے نکلا ہے طالبعلم ہے۔'
- اَلرِّجَالُ الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنَ الْمَكْتَبِ مُدَرِّسُوْنَ 'وہ لوگ جو دفتر سے نکلے ہیں اساتذہ ہیں۔'
- اَلْبِنْتُ الَّتِيْ خَرَجَتْ مِنَ الْبَيْتِ طَالِبَةٌ 'وہ لڑکی جو گھر سے نکلی ہے طالبہ ہے۔'
- ﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لاَ اِلٰهَ إِلاَّ هُوَ﴾ ''وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں سوائے اس کے''۔[۲۹۳:۵۹]
- ﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِیْ صَلاَتِهِمْ خَاشِعُوْنَ۝﴾ ''یقیناً فلاح یاب ہوئے وہ مؤمن جو اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرتے ہیں''۔[۱۸۲:۲۳]

4 معرّف بالف لام:

یہ اسم معرفہ کی ایک اہم قسم ہے جو قرآنِ کریم میں کثرت سے استعمال ہوئی ہے۔ کسی غیر معرفہ اسم سے پہلے الف لام (ال) لگانے سے اسم معرّف بالف لام بن جاتا ہے۔ جیسے کِتَابٌ 'ایک کتاب' سے اَلْکِتَابُ 'ایک مخصوص کتاب'، رَجُلٌ سے اَلرَّجُلُ، بِنْتٌ 'ایک لڑکی' سے اَلْبِنْتُ 'ایک مخصوص لڑکی'۔ عربی میں اَلْ کا استعمال ایسا ہی ہے جیسا انگریزی میں 'the' کا۔ جیسے طَالِبٌ 'ایک طالبعلم' سے اَلطَّالِبُ 'the student'، اَلْبَیْتُ 'the house' وغیرہ۔

5 اسمِ ضمیر:

ایسا لفظ جو کسی اسم کے لئے بولا جائے ضمیر کہلاتا ہے۔ جیسے ھُوَ 'وہ'، ھُمْ 'وہ سب'، ھِیَ 'وہ (مؤنث)'، أَنْتَ 'تو'، نَحْنُ 'ہم'۔ ہٗ 'اُس کا'، ھَا 'اُس کی'، کَ 'تیرا'، یَ 'میرا'، نَا 'ہمارا'، وغیرہ۔ ضمائر کی دو قسمیں ہیں:

① ضمائر منفصلہ: جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ ضمائر کلمات سے الگ لکھے جاتے ہیں، جیسے ھُوَ 'وہ'، أَنْتَ 'تو'، نَحْنُ 'ہم'، وغیرہ۔ ضمائر منفصلہ ٹیبل نمبر 1 میں مثالوں کے ساتھ درج ہیں۔

② ضمائر متصلہ: ایسے ضمائر جو اسم، فعل یا حرف کے بعد متصل آتے ہیں، جیسے کِتَابُہٗ 'اُس کی کتاب' میں "ہٗ"، کِتَابُھُمْ 'اُن کی کتاب' میں "ھُمْ"، کِتَابُکَ 'تیری کتاب' میں "کَ" ہے۔ ضمائر متصلہ ٹیبل نمبر 2 میں مثالوں کے ساتھ درج ہیں۔

ٹیبل نمبر 1

ضمائر منفصلہ

صیغہ	المذکر (♂) واحد 'ایک'	المذکر (♂) جمع '۲ سے زیادہ'	المؤنث (♀) واحد 'ایک'	المؤنث (♀) جمع '۲ سے زیادہ'
غائب	هُوَ طَالِبٌ وہ ایک طالبعلم ہے	هُمْ طُلَّابٌ وہ طلباء ہیں۔	هِيَ طَالِبَةٌ وہ ایک طالبہ ہے۔	هُنَّ طَالِبَاتٌ وہ طالبات ہیں۔
مخاطب	أَنْتَ طَالِبٌ تو ایک طالبعلم ہے	أَنْتُمْ طُلَّابٌ تم طلباء ہو۔	أَنْتِ طَالِبَةٌ تو ایک طالبہ ہے۔	أَنْتُنَّ طَالِبَاتٌ تم طالبات ہو۔
متکلم	أَنَا طَالِبٌ میں ایک طالبعلم ہوں	نَحْنُ طُلَّابٌ ہم طالبعلم ہیں۔	أَنَا طَالِبَةٌ میں ایک طالبہ ہوں۔	نَحْنُ طَالِبَاتٌ ہم طالبات ہیں۔

نوٹ: خط کشیدہ الفاظ ضمائر منفصلہ ہیں۔ متکلم کے مذکر اور مؤنث کے صیغے یکساں ہیں۔ تثنیہ کے صیغوں کا ذکر بعد میں کیا جائے گا۔ زیادہ تر استعمال ہونے والے صیغے واحد اور جمع ہی ہیں۔

ٹیبل نمبر 2

ضمائر متصلہ

صیغہ	المذکر (♂) واحد 'ایک'	المذکر (♂) جمع '۲ سے زیادہ'	المؤنث (♀) واحد 'ایک'	المؤنث (♀) جمع '۲ سے زیادہ'
غائب	ـهُ - كِتَابُهُ اُس کی کتاب	هُمْ - كِتَابُهُمْ اُن کی کتاب	هَا - كِتَابُهَا اُس کی کتاب	هُنَّ - كِتَابُهُنَّ اُن کی کتاب
مخاطب	كَ - كِتَابُكَ تیری کتاب	كُمْ - كِتَابُكُمْ تمہاری کتاب	كِ - كِتَابُكِ تیری کتاب	كُنَّ - كِتَابُكُنَّ تمہاری کتاب
متکلم	ي - كِتَابِيْ میری کتاب	نَا - كِتَابُنَا ہماری کتاب	ي - كِتَابِيْ میری کتاب	نَا - كِتَابُنَا ہماری کتاب

نوٹ: خط کشیدہ الفاظ ضمائر متصلہ ہیں۔ متکلم کے مؤنث اور مذکر کے صیغے یکساں ہیں۔ تثنیہ کے صیغے حذف ہیں۔ ان کا ذکر بعد میں کیا جائے گا۔

6 اِیَّا کیساتھ ضمائر متصلہ کا استعمال:

اِیَّا کا لفظ 'حصر' کا معنی دیتا ہے (صرف، محض، خاص وغیرہ)، اور یہ لفظ ضمائر متصلہ سے پہلے آتا ہے۔ جیسے: ﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ﴾ ''ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ہم فقط تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں'' [۱:۴] ضمائر متصلہ کے اِیَّاکے ساتھ استعمال کے لئے ٹیبل نمبر 3 ملاحظہ ہو۔

ٹیبل نمبر 3

ضمائر متصلہ اِیَّاکیساتھ

صیغہ	المذکر (♂)		المؤنث (♀)	
	واحد 'ایک'	جمع '۲ سے زیادہ'	واحد 'ایک'	جمع '۲ سے زیادہ'
غائب	ـهُ - اِیَّاهُ صرف وہ/اسکا/اسکی	هُمْ - اِیَّاهُمْ صرف وہ/انکا/انکی	هَا - اِیَّاهَا صرف وہ/اسکا/اسکی	هُنَّ - اِیَّاهُنَّ صرف وہ/انکا/انکی
مخاطب	کَ - اِیَّاکَ صرف تیرا/تیری	کُمْ - اِیَّاکُمْ صرف تمہاری/تمہارا	کِ - اِیَّاکِ صرف تیرا/تیری	کُنَّ - اِیَّاکُنَّ صرف تمہاری/تمہارا
متکلم	یَ - اِیَّایَ صرف میرا/میری	نَا - اِیَّانَا صرف ہماری/ہمارا	یَ - اِیَّایَ صرف میرا/میری	نَا - اِیَّانَا صرف ہماری/ہمارا

نوٹ: متکلم کے صیغے مذکر اور مؤنث کے لئے یکساں ہیں۔

کچھ مزید الفاظ جو ضمائر متصلہ کے ساتھ بکثرت استعمال ہوتے ہیں، درج ذیل ہیں:

⇦ یَدِیْ 'میرا ہاتھ'، جیسے اَلْکِتَابُ فِیْ یَدِیْ 'وہ کتاب میرے ہاتھ میں ہے۔'

⇦ يَدَایَ 'میرے دونوں ہاتھ'، مثلاً یَدَایَ عَلَی الْمَکْتَبِ 'میرے دونوں ہاتھ میز پر ہیں۔'

⇦ بَیْنَ یَدَیَّ 'میرے ہاتھوں کے درمیان/میرے سامنے'، مثلاً اَلشَّجَرُ بَیْنَ یَدَیَّ 'درخت میرے سامنے ہے۔'

⇦ عَلَيَّ 'مجھ پر/میرے ذمّہ'، مثلاً حِسَابُهٗ عَلَيَّ 'اسکا حساب میرے ذمّہ ہے'

⇦ لَدَیْهِمْ 'اُن کے پاس/ اُن کے نزدیک'، مثلاً اَلْکُتُبُ لَدَیْهِمْ 'وہ کتابیں اُن کے پاس ہیں۔'

⇦ لِيْ 'میرے لئے/میرا'، مثلاً لِيْ عَمَلِيْ 'میرا عمل میرے لئے ہے یعنی میں اپنے عمل کا خود ذمہ دار ہوں۔'

⇦ لَکَ 'تیرے لئے/ تیرا'، مثلاً وَلَکَ عَمَلُکَ 'اور تمہارا عمل تمہارے لئے یعنی تم اپنے عمل کے خود ذمہ دار ہو۔'

⇦ لَهٗ 'اس کی/اس کے لئے'، مثلاً لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ 'اُسی (اللہ) کی ملکیت ہے کائنات اور اُسی (اللہ) کے لئے ہے تمام ترحمد'، لَهُ الْحَقُّ 'اس کا حق ہے/ وہ حق پر ہے۔'

⇦ عِنْدَ 'پاس'، مثلاً عِنْدَنَا کُتُبٌ 'ہمارے پاس کتابیں ہیں'، عِنْدِیْ سَیَّارَةٌ 'میرے پاس ایک کار ہے۔'

7 اسما استفہام:

عام استعمال ہونے والے اسما استفہام درج ذیل ہیں:

⇦ مَنْ 'کون'، مثلاً مَنْ هُوَ 'وہ کون ہے؟'

⇦ مَا 'کیا'، مثلاً مَا اسْمُکَ 'آپ کا نام کیا ہے؟'

- أَيْنَ 'کہاں'، مثلاً أَيْنَ حَامِدٌ 'حامد کہاں ہے؟'
- كَيْفَ 'کیا/کیسا'، مثلاً كَيْفَ حَالُكَ 'آپ کا کیسا حال ہے؟'
- مَتَى 'کب'، مثلاً مَتَى وَصَلْتَ 'تو کب پہنچا؟'، مَتَى نَصْرُ اللّٰهِ 'اللہ کی مدد کب ہوگی؟'
- كَمْ 'کتنا/کتنی'، مثلاً كَمْ كِتَابًا عِنْدَكَ 'تیرے پاس کتنی کتابیں ہیں؟'
- أَنَّى 'کیسے کیونکر'، مثلاً أَنَّى لَكَ هٰذَا 'یہ کہاں سے کیونکر/کیسے تمہیں ملا؟'
- لِمَ 'کیوں'، مثلاً لِمَ تَكْفُرُوْنَ 'تم کیوں انکار کرتے ہو/کفر کرتے ہو؟'
- لِمَاذَا 'کیوں/کیلئے'، مثلاً لِمَاذَا لَا تَنْطِقُوْنَ 'تم بولتے کیوں نہیں ہو؟'
- مَاذَا 'کیا'، مثلاً مَاذَا أَكَلْتَ 'تم نے کیا کھایا؟'

8 اسم نکرہ:

درج بالا اسماء معرفہ کی اقسام کے علاوہ تمام اسما نکرہ کے زمرے میں آتے ہیں۔ عام طور پر اسم نکرہ پر تنوین ہوتی ہے۔ مثلاً كِتَابٌ، رَجُلٌ، بَيْتٌ، بَابٌ، جِدَارٌ 'دیوار'، نِسَاءٌ 'عورتیں'، وغیرہ۔

❁❁❁❁

سبق نمبر ۵

اعراب الاسم

اعراب الاسم عربی زبان کا ایک مخصوص علم ہے جسکا متبادل اردو یا انگریزی میں نہیں ہے۔ اعراب الاسم سے مراد کسی اسم سے متعلق یہ جاننا ہوتا ہے کہ کیا وہ اسم حالتِ رفع میں ہے، حالتِ نصب میں یا حالتِ جرّ میں۔ یاد رہے عام طور پر عربی اسم کی تین حالتیں ہیں: حالتِ رفع جو اسم کی اصلی حالت ہے، جبکہ اسکی تبدیل شدہ حالت نمبر ا کو حالتِ نصب اور تبدیل شدہ حالت نمبر ۲ کو حالتِ جر کہتے ہیں۔ یہ تبدیلی دو طرح سے ہوتی ہے:

① اعراب بالحرکت ② اعراب بالحرف

❶ اعراب بالحرکت:

اس سے مراد اسم میں حرکات کی تبدیلی ہے، یعنی اسم کے آخری حرف پر جو ضمّہ (پیش)، فتحہ (زَبر) یا کسرہ (زِیر) ہوتا ہے اُسے اعراب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یاد رہے اسم کی اصلی حالت کو حالتِ رفع کہتے ہیں جو ضمّہ سے ظاہر کی جاتی ہے۔ مثلاً رَجُلٌ، یا اَلرَّجُلُ 'مرد' جبکہ اسم کی تبدیل شدہ حالت نمبر ا کو حالتِ نصب کہتے ہیں جو فتحہ سے ظاہر کی جاتی ہے۔ مثلاً رَجُلاً، اَلرَّجُلَ، اور اسکی تبدیل شدہ حالت نمبر ۲ کو حالتِ جر کہتے ہیں جو کسرہ سے ظاہر کی جاتی ہے، مثلاً رَجُلٍ، اَلرَّجُلِ.

اعراب بالحرکت کا اطلاق تین قسم کے اسما پر ہوتا ہے جو درج ذیل ہیں:

① واحد اسما: تمام واحد اسما خواہ مذکر ہوں یا مؤنث ان میں اعراب کی تبدیلی حرکت سے ہوتی ہے، مثلاً مُسْلِمٌ، مُسْلِمًا، مُسْلِمٍ یا اَلْمُسْلِمُ، اَلْمُسْلِمَ، اَلْمُسْلِمِ – مُسْلِمَةٌ، مُسْلِمَةً، مُسْلِمَةٍ یا اَلْمُسْلِمَةُ، اَلْمُسْلِمَةَ، اَلْمُسْلِمَةِ – اَللّٰهُ، اَللّٰهَ، اَللّٰهِ – مُحَمَّدٌ، مُحَمَّدًا، مُحَمَّدٍ – كِتَابٌ، كِتَابًا، كِتَابٍ یا اَلْكِتَابُ، اَلْكِتَابَ، اَلْكِتَابِ وغیرہ۔

② جمع مکسّر اسما: تمام جمع مکسر اسما چاہے مذکر ہوں یا مؤنث، انکی تبدیلی بھی حرکت سے ہوتی ہیں، مثلاً رِجَالٌ، رِجَالاً، رِجَالٍ یا اَلرِّجَالُ، اَلرِّجَالَ، اَلرِّجَالِ – كُتُبٌ، كُتُبًا، كُتُبٍ یا اَلْكُتُبُ، اَلْكُتُبَ، اَلْكُتُبِ – نِسَاءٌ، نِسَاءً، نِسَاءٍ یا اَلنِّسَاءُ، اَلنِّسَاءَ، اَلنِّسَاءِ 'عورتیں' وغیرہ۔

③ جمع سالم مؤنث اسما: ان اسما میں بھی حرکت کی تبدیلی ہوتی ہے۔ البتہ اس صورت میں صرف ایک تبدیلی لاحق ہوتی ہے، یعنی تبدیل شدہ حالت نمبر۲ جو حالت نمبر۱ کے بھی قائم مقام ہوتی ہے، مثلاً

مُسْلِمَاتٌ/مُسْلِمَاتٍ یا اَلْمُسْلِمَاتُ/اَلْمُسْلِمَاتِ

صَالِحَاتٌ/صَالِحَاتٍ یا اَلصَّالِحَاتُ/اَلصَّالِحَاتِ

مُؤْمِنَاتٌ/مُؤْمِنَاتٍ یا اَلْمُؤْمِنَاتُ/اَلْمُؤْمِنَاتِ

كَافِرَاتٌ/ كَافِرَاتٍ یا اَلْكَافِرَاتُ/اَلْكَافِرَاتِ

اَلسَّمَاوَاتُ/اَلسَّمٰوَاتِ 'آسمان' وغیرہ۔

❷ اعراب بالحرف:

اعراب بالحرف سے مراد اسم کے آخر میں حرف کی تبدیلی ہے۔ اعراب بالحرف

کا تعلق جمع سالم مذکر اسما سے ہے۔ اس نوع میں بھی ایک ہی تبدیلی ہے، مثلاً مُسْلِمُوْنَ/ مُسْلِمِيْنَ یا اَلْمُسْلِمُوْنَ/ اَلْمُسْلِمِيْنَ - كَافِرُوْنَ/ كَافِرِيْنَ یا اَلْكَافِرُوْنَ/ اَلْكَافِرِيْنَ۔ اِن اسما کے آخر میں 'ـُ وْنَ' رفعی حالت کو ظاہر کرتا ہے۔ جبکہ 'ـِ يْنَ' نصبی اور جرّی دونوں حالتوں کو ظاہر کرتا ہے۔ اعراب الحرف کی چند مزید مثالیں: اَلصَّالِحُوْنَ/ اَلصَّالِحِيْنَ - مُشْرِكُوْنَ/ مُشْرِكِيْنَ - اَلصَّادِقُوْنَ/ اَلصَّادِقِيْنَ - كَاذِبُوْنَ/ كَاذِبِيْنَ - اَلْمُنَافِقُوْنَ/ اَلْمُنَافِقِيْنَ - مُجْرِمُوْنَ/ مُجْرِمِيْنَ۔

معرب، غیر منصرف اور مبنی اسما

اعراب کے لحاظ سے عربی اسم کی تین اقسام ہیں: معرب اسما، غیر منصرف اسما اور مبنی اسما۔ اِنکی کی وضاحت درج ذیل ہے۔

❶ مُعرب اسما:

معرب اُن اسما کو کہتے ہیں جو تمام تر اعراب قبول کرتے ہیں، یعنی ان میں تینوں حالتیں، رفعی، نصبی اور جری ہوتی ہیں۔ اِنکا بیان اوپر گزر چکا ہے۔ تقریباً ۹۰ فیصد عربی اسما کا تعلق معرب اسما سے ہے۔

❷ غیر منصرف اسما:

غیر منصرف کا اُن اسما سے تعلق ہے جو:

① تنوین کو قبول نہیں کرتے، یعنی اِن پر دو زَبر، دو زِیر، دو پیش نہیں آسکتی۔

② حالتِ جر میں کسرہ کو قبول نہیں کرتے، یعنی ان اسما کے آخری حرف پر زِیر نہیں آتی۔ یہ اسما اپنی اصلی حالت، رفع، کے علاوہ صرف ایک تبدیلی

قبول کرتے ہیں جو حالتِ نصب ہے۔ یعنی اِن اسما میں دو ہی حالتیں ہیں: حالتِ رفع اور تبدیل شدہ حالت نمبر ا، حالتِ نصب جو اسم کے آخری حرف پر فتحہ سے ظاہر کی جاتی ہے، اور اِن اسما کی حالتِ نصب ہی حالتِ جرّ متصوّر ہوتی ہے۔ یا یُوں سمجھیں کہ اِن اسما میں حالت نصب اور حالتِ جرّ ایک ہی ہے جو اسم کے آخری حرف پر فتحہ سے ظاہر کی جاتی ہے۔ انکا تعلق بھی استثنائی صورت سے ہے۔ غیر منصرف اسما کا اطلاق درج ذیل طبقات پر ہے:

- ⇦ عورتوں کے نام، مثلاً مَرْیَمُ/مَرْیَمَ، خَدِیْجَةُ/خَدِیْجَةَ، طَاهِرَةُ/ طَاهِرَةَ، عَائِشَةُ/ عَائِشَةَ وغیرہ۔
- ⇦ انبیاءِ اکرام اور فرشتوں کے کچھ نام، مثلاً هَارُوْنُ/ هَارُوْنَ، جِبْرَائِیْلُ/ جِبْرَائِیْلَ، مِیْکَائِیْلُ/ مِیْکَائِیْلَ، هَارُوْتُ/هَارُوْتَ، مَارُوْتُ/ مَارُوْتَ، إِبْرَاهِیْمُ/ إِبْرَاهِیْمَ، یُوْسُفُ/یُوْسُفَ وغیرہ۔
- ⇦ ایسے اسما جو أَفْعَلُ کے وزن پر ہیں، مثلاً أَکْبَرُ، أَمْجَدُ، أَفْضَلُ، أَحْمَدُ، أَحْسَنُ، أَسْوَدُ 'کالا'، أَحْمَرُ 'لال'، أَزْرَقُ 'نیلا'، أَبْیَضُ 'سفید' وغیرہ۔ یاد رہے غیر منصرف اسما کے آخر میں ضمّہ ہوتا ہے یا فتحہ، اِن اسما کے آخر میں کسرہ نہیں آتا، نہ ہی اِن پر تنوین آتی ہے۔
- ⇦ جمع مکسر کے ایسے اسما بھی جو مَفَاعِلُ اور فَعَالِلُ کے وزن پر ہوں، وہ غیر منصرف ہوتے ہیں، مثلاً مَضَاجِعُ 'بستر'، مَسَاجِدُ، مَقَابِرُ 'قبریں'، دَرَاهِمُ 'درہم'، وغیرہ۔
- ⇦ ایسے مردوں کے نام جو فَعْلَانُ کے وزن پر ہوں، مثلاً عُثْمَانُ، سَلْمَانُ، عَدْنَانُ، رَحْمَانُ وغیرہ۔

⇦ مردوں کے ایسے نام جس کے آخر میں "ۃ" مربوطہ ہو، مثلاً طَلْحَةُ، سَلَمَةُ، مَعَاوِيَةُ، أُسَامَةُ وغیرہ۔

⇦ اکثر ملکوں اور شہروں کے نام، مثلاً بَاكِسْتَانُ، لَاهَوْرُ، لَنْدَنُ، مِصْرُ، مَكَّةُ، بَابِلُ وغیرہ بھی غیر منصرف ہیں۔

⇦ ایسے اسما جن کے آخر میں الف ممدودۃ (ـاء) ہو، مثلاً رُحَمَآءُ 'مہربان'، شُرَفَآءُ 'شریف'، فُقَرَآءُ 'فقیر'، سَوْدَآءُ 'کالی'، بَيْضَآءُ 'سفید'، حَمْرَآءُ 'لال'، زَرْقَآءُ 'نیلی'، خَضْرَآءُ 'سبز'، بھی غیر منصرف اسما کے زمرے میں آتے ہیں۔

⇦ کچھ اور اسما جیسے جَهَنَّمُ، اِبْلِيْسُ، فِرْعَوْنُ، يَأْجُوْجُ، مَأْجُوْجُ وغیرہ۔

③ استثناء: ایسے غیر منصرف اسما جو معرف بالف لام ہوں یا مضاف ہوں وہ حالت جرّ میں کسرہ قبول کرتے ہیں، مثلاً بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ 'شروع اللہ تعالی کے نام سے جو بہت مہربان ہے'، عَنِ الْمَضَاجِعِ 'بستروں سے'، مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ 'اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے'، فِيْ أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ 'بہترین ساخت میں'۔

❸ مبنی اسما:

مبنی اسما سے مراد ایسے اسما/ضمائر ہیں جو اپنی بناوٹ پر قائم رہتے ہیں۔ اور ان میں اعراب کی تبدیلی نہیں ہوتی۔ مبنی اسما/ضمائر درج ذیل ہیں:

⇦ تمام ضمائر، مثلاً هُوَ، هَا، هُمْ، أَنْتَ، أَنْتُمْ وغیرہ مبنی ہیں، اِن میں تبدیلی نہیں آتی۔

- اسمااشارہ، مثلاً ذٰلِکَ، تِلْکَ، اُولٰئِکَ، هٰذَا، هٰؤُلَاءِ بھی مبنی ہیں۔
- اسماموصول، مثلاً اَلَّذِیْ، اَلَّتِیْ، اَلَّذِیْنَ، اَللَّائِیْ کا تعلق بھی مبنی اسما سے ہے۔
- ایسے اسما جن کے آخر میں الف مقصورہ ہو، مثلاً دُنْیَا، مُوْسیٰ، أَدْنیٰ 'قریب'، أَقْصیٰ 'دور' وغیرہ۔
- اسما استفہام، مثلاً مَنْ، مَا، أَیْنَ، کَیْفَ، کَمْ، لِمَ/ لِمَاذَا، أَنّٰی وغیرہ مبنی ہیں۔
- ذاتی ضمائر، مثلاً اِیَّاهُ، اِیَّاکَ، اِیَّاکُمْ، اِیَّایَ وغیرہ میں بھی کوئی تبدیلی نہیں آتی۔
- ایسے اسما جو ضمیر متکلم کیساتھ آئیں، مثلاً کِتَابِیْ 'میری کتاب'، سَیَّارَتِیْ 'میری گاڑی'، وغیرہ بھی مبنی ہیں۔ یہ بھی اپنی بناوٹ پر قائم رہتے ہیں۔

سبق نمبر ۶

المرکب التوصیفی

اب تک ہماری بحث کا محور مفرد اسما/الفاظ تک محدود تھا۔ آیئے اب ہم مرکبات کا مطالعہ کرتے ہیں۔ مرکب سے مراد دو یا دو سے زیادہ الفاظ کو اس طرح جمع کرنا ہے کہ اس سے کوئی مفہوم پیدا ہو، جیسے الطَّالِبُ اور المُجْتَہِدُ دو مفرد اسما ہیں۔ اگر انہیں یوں اکٹھا لکھا جائے 'الطَّالِبُ الْمُجْتَہِدُ' تو یہ ایک مرکب بن جاتا ہے اور اسکا معنی ہے 'وہ محنت کرنے والا طالبعلم' یا اگر اِن دو مفرد اسما کو یوں لکھا جائے 'الطَّالِبُ مَجْتَہِدٌ' تو یہ بھی ایک مرکب بن جاتا ہے جس کا مطلب ہے 'وہ طالبعلم محنتی ہے'۔

مرکبات کی دو اقسام ہیں:

① مرکب ناقص: کم از کم دو الفاظ کا مجموعہ جس کا مفہوم نامکمل ہو مرکب ناقص کہلاتا ہے۔

② مرکب تام: کم از کم دو الفاظ کا ایسا مجموعہ جس کا مفہوم مکمل ہو، اسے جملہ بھی کہتے ہیں۔

اس سبق میں مرکب ناقص کی وضاحت کی جائے گی جبکہ مرکب تام کی وضاحت بعد میں آئے گی۔ مرکب ناقص کی چار اقسام ہیں:

① المرکب التوصیفی
② المرکب الإضافی
③ المرکب الإشاری
④ المرکب الجاری

یادر ہے کہ کہنے کو تو یہ مرکب ناقص ہیں مگر ہیں بہت کام کے۔ دراصل اکثر عربی جملوں کی بنا انہیں مرکب ناقص پر ہوتی ہے۔ اور قرآنِ کریم میں بھی انکا استعمال بکثرت ہے۔ اس لئے طلباء انہیں اچھی طرح سمجھ لیں۔ اس سبق میں صرف مرکب توصیفی کی وضاحت کی جائے گی جبکہ دیگر مرکبات آئندہ اسباق میں پڑھے جائیں گے۔

❶ مرکب توصیفی:

مرکب توصیفی کم از کم دو اسما کا مجموعہ ہوتا ہے جسمیں ایک اسم دوسرے اسم کی صفت (اچھائی، برائی، خاصیت) بیان کرتا ہے۔ اُردو کے برعکس عربی میں موصوف پہلے آتا ہے اور اسمِ صفت بعد میں، مثلاً ﴿الْكِتَابُ الْمُنِيْرُ﴾ ''روشن کتاب'' [۳:۱۸۴] اسمیں اَلْكِتَابُ موصوف ہے اور الْمُنِيْرُ صفت ہے۔ مَلَكٌ كَرِيْمٌ 'بزرگ فرشتہ' اس میں ملک موصوف اور کریم صفت ہے۔

مرکب توصیفی کا بنیادی قاعدہ یاد رکھیں کہ صفت اور موصوف میں چار اعتبار سے، یعنی جنس، عدد، وسعت اور اعراب میں، ہمیشہ مطابقت ہوتی ہے اور اِسمِ صفت اسمِ موصوف کے تابع ہوتا ہے۔ یعنی جنس میں اگر موصوف مذکر ہے تو صفت بھی مذکر، اگر موصوف مؤنث ہے تو صفت کا صیغہ بھی مؤنث ہی ہوگا، مثلاً وَلَدٌ صَالِحٌ 'نیک لڑکا'، بِنْتٌ صَالِحَةٌ 'نیک لڑکی'۔ اسی طرح عدد کے لحاظ سے اگر موصوف واحد ہے یا جمع تو صفت کا صیغہ بھی اسی کے مطابق ہو گا، مثلاً وَلَدٌ صَالِحٌ 'نیک لڑکا'، اَوْلَادٌ صَالِحُوْنَ 'نیک لڑکے'۔ ایسے ہی وسعت کے اعتبار سے اگر موصوف معرفہ ہے یا نکرہ ہے تو صفت کا صیغہ بھی اسی کے مطابق ہو گا، مثلاً وَلَدٌ صَالِحٌ/ الْوَلَدُ الصَّالِحُ، اَوْلَادٌ صَالِحُوْنَ/ الاَوْلَادُ الصَّالِحُوْنَ. اعراب کے اعتبار سے بھی

اگر موصوف حالتِ رفع، نصب یا جرّ میں ہے تو اسمِ صفت کا صیغہ بھی اسی حالت میں آئے گا، مثلاً وَلَدٌ صَالِحٌ، وَلَدًا صَالِحًا، وَلَدٍ صَالِحٍ اور اَوْلَادٌ صَالِحُوْنَ، اَوْلَادًا صَالِحِیْنَ، اَوْلَادٍ صَالِحِیْنَ۔

استثناء: مرکب توصیفی میں استثناء کی صورت یہ ہے کہ اگر موصوف کا تعلق جمع غیر عاقل اسم سے ہو تو اسکے لئے اسم صفت کا صیغہ عام طور پر واحد مؤنث ہوتا ہے۔ مثلاً اَقْلَامٌ جَمِیْلَةٌ 'خوبصورت قلمیں'، اس میں 'اَقْلَامٌ' قَلَمٌ کی جمع مکسر غیر عاقل ہے اور اسکی صفت جَمِیْلَةٌ واحد مؤنث ہے۔

قرآنِ کریم سے مثالیں:

⇦ ﴿فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ۝﴾ ''اس (جنت) میں تخت ہونگے اونچے اونچے'' [۱۳:۸۸] اس مثال میں سُرُرٌ 'تخت' سَرِیْرٌ کی جمع غیر عاقل ہے اور اسکی صفت کا صیغہ مرفوعہ واحد مؤنث ہے۔

⇦ ﴿وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ۝﴾ ''اور (جنت) میں انجورے ہونگے سامنے سجھائے ہوئے'' [۱۴:۸۸] اس آیت میں اَکْوَابٌ 'انجورے' کا تعلق جمع غیر عاقل سے ہے جو 'کُوْبٌ' کی جمع ہے۔ غیر عاقل کا اطلاق انسان، فرشتہ اور جن کے علاوہ تمام مخلوق/چیزوں پر ہوتا ہے۔

⇦ ﴿الْعَمَلُ الصَّالِحُ﴾ ''نیک عمل'' [۱۰:۳۵] ﴿شَجَرَةٌ مُّبَارَكَةٌ﴾ ''مبارک درخت'' [۳۵:۲۴] ﴿مَتَاعٌ قَلِيْلٌ﴾ ''تھوڑا مال'' [۳۹:۹۷] ﴿أَجْرٌ عَظِيْمٌ﴾ ''بڑا اجر'' [۳:۱۷۲] ﴿الدِّيْنُ الْخَالِصُ﴾ ''سچا دین'' [۳۹:۳۱] ﴿أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ''اچھا طریقہ'' [۳۳:۲۱] ﴿الدَّارُ الآخِرَةُ﴾ ''آخرت والا گھر'' [۲۸:۸۳] ﴿كَلِمَةٌ طَيِّبَةٌ﴾ ''پاک کلمہ'' [۱۴:۲۴] ﴿عِبَادٌ

مُكْرَمُوْنَ ﴾ ’’مکرم بندے‘‘ [۲۶:۲۱] ﴿نِسآءٌ مُؤْمِنَاتٌ ﴾ ’’مومنہ عورتیں‘‘ [۲۵:۴۸] ﴿النَّجْمُ الثَّاقِبُ ﴾ ’’چمکتا ستارہ‘‘ [۳:۸۶] ﴿رَبٌّ غَفُوْرٌ ﴾ ’’بخشنے والا رب‘‘ [۱۵:۳۴] ﴿بَلْدَةٌ طِيِّبَةٌ ﴾ ’’پاکیزہ شہر‘‘ [۱۵:۳۴] ﴿آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ ﴾ ’’واضح نشانیاں‘‘ [۹۹:۲] ﴿فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴾ ’’بلند و بالا جنت میں‘‘ [۱۰:۸۸] ﴿صُحُفٌ مُكَرَّمَةٌ ﴾ ’’اکرام/بزرگی والے صحیفے‘‘ [۸۰:۱۳]

❁❁❁❁

سبق نمبر ۷

مرکب إضافی

مرکب اضافی دو اسما میں ایک تعلق، نسبت یا اضافت کا نام ہے۔ مرکب اضافی میں اکثر اوقات ایک اسم کی وضاحت یا نسبت دوسرے اسم کے حوالے سے بآسانی ہو جاتی ہے۔ مرکب اضافی میں جس اسم کی وضاحت یا تعلق مقصود ہو اسے المضاف کہتے ہیں اور جو اسم وضاحت کرتا ہے اُسے المضاف الیہ کہتے ہیں۔ اِن دو اسما کے درمیان جو تعلق پیدا ہوتا ہے اُسے الإضافة کہتے ہیں۔ مثلاً كِتَابُ اللهِ 'اللہ کی کتاب'، مرکب اضافی ہے۔ اس مرکب میں كِتَابُ مضاف ہے اور اللهِ مضاف الیہ۔ مرکب اضافی میں درج ذیل قواعد کا اطلاق ہوتا ہے۔

① مضاف کے شروع میں نہ اَلْ (الف لام) آ سکتا ہے نہ ہی آخر میں تنوین (دو زَبر، دو زِیر یا دو پیش) آ سکتی ہے۔ الْكِتَابُ اللهِ یا الرَّسُوْلُ اللهِ کہنا غلط ہو گا۔ اسی طرح كِتَابٌ اللهِ یا رَسُوْلٌ اللهِ بھی کہنا غلط ہوگا۔

② چونکہ مضاف پر تنوین نہیں آ سکتی اس لئے جمع سالم مذکر مضاف کا آخری نون (نونِ اعرابی) حذف ہو جاتا ہے۔ مثلاً مُسْلِمُوْنَ الْعَرَبِ کے بجائے مُسْلِمُو الْعَرَبِ 'عرب کے مسلمان' ہوگا۔ ایسے ہی كَاتِبُوْنَ الْهِنْدِ کی بجائے كَاتِبُو الْهِنْدِ 'ہندوستان کے لکھنے والے' ہوگا۔ ایسے ہی عَالِمُوْنَ الْقَرْيَةِ سے عَالِمُو الْقَرْيَةِ 'بستی کے عالم' ہوگا۔

③ مضاف مرفوع (حالت رفع) بھی ہو سکتا ہے، منصوب بھی (حالت نصب) اور

مجرور (حالت جر) بھی۔ مثلاً کِتَابُ اللهِ، اِنَّ کِتَابَ اللهِ، فِیْ کِتَابِ اللهِ۔

④ مضاف ہمیشہ مضاف الیہ سے پہلے آتا ہے، مثلاً زِیْنَةُ الْحَیَاةِ 'زندگی کی رونق'۔ اس میں زِیْنَةُ مضاف اور الْحَیَاةِ مضاف الیہ ہے۔

⑤ اگر مضاف سے پہلے حرفِ ندا آجائے تو مضاف منصوب ہو جاتا ہے، مثلاً عَبْدُ اللهِ 'اللہ کا بندہ' سے یَا عَبْدَ اللهِ اے اللہ کے بندے، اَللّٰهُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ 'اے اللہ! مالکِ ملک'۔ لیکن اگر حرفِ ندا کے بعد والا اسم مضاف نہیں ہے تو ایسی صورت میں یہ اسم مرفوع ہوتا ہے اور منادی 'مفرد' کہلاتا ہے۔ لیکن ایسی صورت میں بھی منادی مفرد پر تنوین نہیں آئے گی۔ مثلاً یَا رَجُلُ 'اے شخص!'، یَا زَیْدُ 'اے زید!'۔ یہ بھی یاد رہے کہ اگر منادی پر اَلْ (الف لام) آئے تو ایسی صورت میں حرفِ ندا 'یا' کے ساتھ اَیُّهَا 'مذکر کے لئے اور اَیَّتُهَا مؤنث کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً یَااَیُّهَا النَّاسُ 'اے لوگو!' اور یَااَیَّتُهَا النَّفْسُ 'اے نفس!'، یَااَیَّتُهَا النِّسَاءُ 'اے عورتو!'۔

⑥ مضاف الیہ کے متعلق ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہ مجرور (حالتِ جر) میں ہوتا ہے، مثلاً یَوْمُ الْقِیَامَةِ 'قیامت کے دن'، غُلَامُ حَامِدٍ 'حامد کا غلام'، رَبُّ الْعَالَمِیْنَ 'عالموں کا رب'۔ اِن مثالوں میں الْقِیَامَةِ، حَامِدٍ اور الْعَالَمِیْنَ مضاف الیہ ہیں جو حالتِ جر میں ہیں۔

⑦ مرکب اضافی میں ایک سے زیادہ بھی مضاف الیہ ہو سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں اِن پر مضاف الیہ کے قواعد ہی کا اطلاق ہو گا، مثلاً ﴿مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۝﴾ ''جزا کے دِن کا مالک'' [۱:۳] اِس آیت میں مٰلِکِ مضاف ہے، یَوْمِ مضاف الیہ ہے۔ اسی لئے حالتِ جر میں ہے۔ اور یَوْمِ پھر مضاف بنتا ہے الدِّیْنِ کی طرف، یعنی الدِّیْنِ مضاف الیہ ہے اور اسکا مضاف یَوْمِ ہے۔ اسی

لئے یَوْمِ پر اَلْ نہیں آیا۔ یوں یَوْمِ بیک وقت مضاف الیہ بھی اور مضاف بھی ہوا۔ ایک اور مثال پر غور کریں بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ 'اللہ کے رسول کی بیٹی'۔ اِس مثال میں بھی بِنْتُ مضاف، رَسُوْلِ مضاف الیہ اور پھر رَسُوْلِ مضاف بنا اللّٰہِ کی طرف جو یہاں مضاف الیہ ہے۔

⑧ ضمائر متصلہ (ـہٗ، ھُمْ، کَ، کُمْ وغیرہ) اکثر اوقات مضاف الیہ کے طور پر مضاف کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً اَعْمَالُھُمْ 'اُن کے اعمال'۔ اس اضافت میں "اَعْمَالُ" مضاف اور "ھُمْ" مضاف الیہ ہے۔ ایسے ہی "کِتَابُہٗ" میں کِتَابُ مضاف اور "ہٗ" مضاف الیہ ہے۔

ضمائر متصلہ کے ساتھ اضافت کی مثالوں کا جدول ٹیبل نمبر 2 میں دیا جا چکا ہے۔ چونکہ ضمائر بنی ہیں اس لئے مضاف الیہ کے طور پر بھی وہ اپنی اصلی اعرابی حالت میں ہوتے ہیں البتہ مضاف الیہ ہونے کی صورت میں انہیں 'مجرور محلا' سمجھا جاتا ہے۔

⑨ اگر مضاف کا آخری حرف ہمزہ (ء) ہو تو واحد متکلم مضاف الیہ کی صورت میں ہمزہ کو حذف کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً خطایاءَ 'غلطی/قصور' کے ساتھ 'یَ' کی اضافت سے ہمزہ کو حذف کر دیا جاتا ہے اور خَطَایَاءَ یَ کے بجائے خَطَایَایَ (میرا قصور) ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی ھَوَاءَ 'خواہش، چاہت' میں ھَوَاءَ یَ کے بجائے ھَوَایَ 'میری خواہش/ چاہت' ہو جائے گا۔

⑩ بعض اوقات ضمیر متصلہ واحد متکلم 'ی' بطور مضاف الیہ کو کسرہ سے بدل دیا جاتا ہے، خاص کر جب اضافت سے پہلے حرفِ ندا آئے، جیسے یَا رَبِّیْ 'اے میرے رب!' کے بجائے رَبِّ ہو جاتا ہے جس کا معنی 'اے میرے رب' ہی ہے۔ ایسے ہی قَوْمِیْ 'میری قوم' سے پہلے حرفِ ندا آجائے تو یہ یَا قَوْمِ 'اے میری قوم!' ہو جاتا ہے۔

⑪ اگر چہ ضمائر متصلہ (ـہٗ، هُمْ، هُنَّ، وغیرہ) مبنی ہیں، یعنی عام طور پر ان میں اعراب کی تبدیلی نہیں ہوتی۔ مگر ایسی صورت میں کہ اِن سے پہلے حرف پر کسرہ ہو یا "ی/ي" ہو تو اِن ضمائر متصلہ کا ضمّہ کسرہ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ مثلاً فِيْ كِتَابِهٖ 'اس کی کتاب میں'، فِيْ كُتُبِهِمْ 'ان کی کتابوں میں'، فِيْ بَيْتِهِنَّ 'اِن کے گھروں میں' یہاں ہٗ، هُمْ، هُنَّ کے بجائے ہٖ، هِمْ، هِنَّ ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی فِيْهِ 'اس میں'، فِيْهِمْ 'اِن میں'، فِيْهِنَّ 'اِن (عورتوں) میں'، یہ تبدیلی پڑھنے میں روانی کے لئے ہے۔

❁❁❁❁

سبق نمبر ۸

مرکب إشاری

اسما اشارہ کا ذکر سبق نمبر ۴ میں گزر چکا ہے۔ یہاں ہم مرکب اشاری کی وضاحت کرینگے۔ مرکب اشاری دو اسما کا ایسا مرکب ہوتا ہے جس میں ایک اسم، یعنی اسم اشارہ، بطور اشارہ استعمال ہوتا ہے، اور دوسرا اسم وہ ہوتا ہے جس کی طرف اشارہ کیا جائے، اسے مشار الیہ کہتے ہیں۔ مشار الیہ ہمیشہ اسم معرفہ ہوتا ہے۔ یاد رہے تمام اسما اشارہ کا تعلق بھی معرفہ سے ہے، مثلاً هَذَا الْقَلَمُ 'یہ قلم'، تِلْكَ السَّاعَةُ 'وہ گھڑی'، هٰؤُلَاءِ الرِّجَالُ 'یہ سب مرد'، أُولٰئِكَ النِّسَآءُ 'وہ سب عورتیں'۔ ان مثالوں میں غور کریں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ان میں سے کوئی بھی مرکب مکمل معنی نہیں دیتا، اسی لئے ان کو مرکب ناقص کہتے ہیں۔

آگے چل کر جب ہم مرکب تام (جملہ) کی بات کرینگے تو مرکب ناقص کی مزید وضاحت ہو جائے گی۔ مرکب توصیفی کی طرح مرکب اشاری میں بھی چار اعتبار سے مطابقت ہوتی ہے، یعنی جنس، عدد، وسعت اور اعراب کے لحاظ سے اسم اشارہ کا استعمال مشار الیہ کے مطابق ہوتا ہے۔ واحد مذکر/مؤنث اسما کے لئے اسم اشارہ هَذَا/هَذِهِ ہے۔ اسے هٰذا/هٰذِهِ بھی لکھا جاتا ہے۔ دونوں صورتوں میں ان کا تلفظ هَاذَا/ هَاذِهِ ہوتا ہے۔ اسم اشارہ جمع مذکر اور جمع مؤنث کے لئے ایک ہی ہے۔ اسم اشارہ قریب کے لئے هٰؤُلَآءِ 'یہ سب'، اور دُور کے لئے أُولٰئِكَ 'وہ سب'، مگر جمع کے یہ صیغے صرف عاقل مشار الیہ کے لئے ہوتے ہیں جبکہ غیر عاقل جمع مشار الیہ کے

لئے واحد مؤنث کا صیغہ ھٰذِہٖ استعمال ہوتا ہے۔مثلاً ھٰذِہِ الْکُتُبُ 'یہ کتابیں'، ھٰذِہِ الْاَقْلَامُ 'یہ قلمیں'، وغیرہ۔ عاقل اسما کا تعلق انسانوں، جنّوں اور فرشتوں سے ہے جبکہ غیر عاقل اسما ان کے علاوہ ہیں۔مرکب اشاری کی مزید مثالیں درج ذیل ہیں ان میں غور کریں۔

- ھٰذَا الْوَلَدُ 'یہ لڑکا یا یہ وہ لڑکا'
- ھٰذِہِ السَّیَّارَۃُ 'یہ کار/ یہ وہ کار'
- ھٰؤُلَاءِ الرِّجَالُ 'یہ مرد/ یہ وہ مرد'
- ھٰؤُلَاءِ النِّسَآءُ 'یہ عورتیں/ یہ وہ عورتیں'
- ذَالِکَ/ ذَاکَ الرَّجُلُ 'وہ مرد (واحد)'
- تِلْکَ الْبِنْتُ 'وہ لڑکی'
- ھٰذِہِ السَّیَّارَۃُ 'یہ کار/ یہ وہ کار'
- اُولٰئِکَ الْمُسْلِمُوْنَ 'وہ سب مسلمان مرد'
- اُولٰئِکَ الْمُسْلِمَاتُ 'وہ سب مسلمان عورتیں'
- ھٰذِہِ الْاَشْجَارُ 'یہ سب درخت (جمع)'
- ھٰذِہِ الصُّحُفُ 'یہ صحیفے'

نوٹ: عربی میں معرفہ بالف لام اسما کے لئے اُردو میں کوئی مخصوص لفظ نہیں ہے، مثلاً ولد 'ایک لڑکا - a boy' مگر الولد 'the boy' کا اُردو ترجمہ 'لڑکا یا وہ لڑکا' ہی ہوسکتا ہے۔اس مشکل کے پیش نظر دیئے گئے اُردو تراجم کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے۔

سبق نمبر۹

مرکب جاری

ہم اِس سبق سے پہلے پڑھ چکے ہیں کہ عربی اسم کی اصلی حالت، حالتِ رفع ہوتی ہے۔اوراس کی تبدیل شدہ حالت نمبر۲ حالتِ جرّ ہوتی ہے۔ہم یہ بھی پڑھ چکے ہیں کہ مرکب اضافی میں مضاف الیہ ہمیشہ حالتِ جر میں ہوتا ہے۔اس سبق میں ہم یہ سمجھیں گے کہ مضاف الیہ کے علاوہ کب اور کیوں اسما حالتِ جر میں جاتے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ کچھ حروف ایسے ہیں کہ جب بھی وہ اسم سے پہلے آتے ہیں اس اسم کو جر دیتے ہیں، یعنی اسم کی اصلی حالتِ رفع سے تبدیل کر کے انہیں حالتِ جر میں لے جاتے ہیں۔ایسے حروف جو بعد میں آنے والے اسم کو جرّ دیتے ہیں انہیں حروفِ جارہ کہتے ہیں، یعنی جر دینے والے۔حروفِ جرّ کو دو اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

① حروفِ جر متصلہ ② حروفِ جر منفصلہ

❶ حروفِ جر متصلہ:

جو صرف ایک حرف پر مشتمل ہوتے ہیں اور ہمیشہ بعد میں آنے والے اسما سے متصل ہوتے ہیں۔حروفِ متصلہ درج ذیل ہیں:

① بِ (بِی): 'ساتھ، سے، پر' وغیرہ کا معنی دیتا ہے، مثلاً اَلْقَلَمُ سے بِالْقَلَمِ 'قلم سے/کے ساتھ'، بِالصَّبْرِ 'صبر کے ساتھ'، بِالْقُرْآنِ 'قرآن کے ذریعے'، بِالْعَدْلِ 'عدل سے'، بِالآخِرَةِ 'آخرت پر/ میں'، بِاسْمِ اللهِ 'اللہ کے نام کے ساتھ'، یہاں فعل اَبْدَءُ محذوف ہے، یعنی میں شروع کرتا ہوں اللہ تعالی کے نام

کے ساتھ۔ یہ حرفِ جر ضمائر متصلہ کے ساتھ بھی بکثرت استعمال ہوتا ہے، مثلاً بِـهٖ 'اس کے ساتھ'، بِـکَ 'تیرے ساتھ'، بِهِمْ 'اُن کے ساتھ'، وغیرہ۔ ایسے ہی آمَنَ بِ کا معنی ہے 'یقین کرنا/ ایمان لانا'، مثلاً آمَنَ بِاللهِ کا معنی ہے 'وہ اللہ پر ایمان لایا'۔ قسم کے ساتھ بِ کا استعمال عام ہے، مثلاً اُقْسِمُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ 'میں قسم کھاتا ہوں/ کھاتی ہوں جزا وسزا کے دن کی'۔

② تَ (تا): یہ بھی حرف جر ہے جو صرف قسم کے لئے مستعمل ہے، مثلاً اللهُ سے تَاللهِ 'اللہ کی قسم'۔

③ وَ (واوَ): واوَ حرف جر بھی ہے، اس صورت میں اسے قسمیہ واوَ/ واوالقسم کہتے ہیں، یعنی وہ واوَ جو قسم کے لئے استعمال ہوتی ہے، مثلاً وَ الشَّمْسِ 'قسم ہے سورج کی'، وَ الْقَمَرِ 'قسم ہے چاند کی'، وَ النَّهَارِ 'قسم ہے دن کی'، وَ اللَّيْلِ 'قسم ہے رات کی'، وَ السَّمَاءِ 'قسم ہے آسمان کی'، وَ الْأَرْضِ 'قسم ہے زمین کی'، وَ النَّفْسِ 'قسم ہے نفس کی'، وَ الْفَجْرِ 'قسم ہے فجر کی'، وَ الْعَصْرِ 'قسم ہے عصر کی'، وَ اللهِ 'قسم ہے اللہ کی'۔

④ لِ (لام): حرفِ جر کے طور پر 'لئے، کا، کے، ملکیت، بوجہ' وغیرہ کے معنی میں مستعمل ہے، مثلاً هٰذَا الْقَلَمُ لِیْ 'یہ میرا قلم ہے'، هٰذَا الْكِتَابُ لِزَيْدٍ 'یہ کتاب زید کی ملکیت ہے/ زید کے لئے ہے'، قَامَ لِنَصْرِهٖ 'وہ اس کی مدد کے لئے کھڑا ہوا'، لِهٰذَا/ لِذَالِکَ/ لِأَجْلِ هٰذَا/ لِأَجْلِ ذَالِکَ، یہ کلمات معنی دیتے ہیں 'اس وجہ سے/ اس سبب سے/ اس لئے' وغیرہ کے۔ لِلّٰهِ 'اللہ کے لئے/ اللہ کی ملکیت'۔ لِلّٰهِ مرکب جاری ہے جو 'لِ' حرف جر اور اللهُ اسم جلالہ سے مل کر بنا ہے۔ ایک ضروری قاعدہ یاد رکھیں کہ 'لِ' جب حرفِ جر کے طور سے اَلْ (الف لام) سے پہلے آتا ہے تو اَلْ کا الف حذف ہو جاتا ہے۔ اس قاعدہ کی چند مزید

مثالوں میں غور کریں: اَلْمُسْلِمُوْنَ سے لِلْمُسْلِمِیْنَ 'مسلمانوں کے لئے' جو اصل میں لِ الْمُسْلِمِیْنَ ہے۔ ایسے ہی اَلْکَاذِبُوْنَ سے لِلْکَاذِبِیْنَ 'جھوٹوں کے لئے/ جھوٹوں کی سزا'، اَلْمُؤْمِنَاتُ سے لِلْمُؤْمِنَاتِ 'مسلم عورتوں کے لئے' وغیرہ۔

یہ بھی یاد رہے کہ یہ حرفِ جر ضمائر متصلہ کے ساتھ بکثرت استعمال ہوتا ہے، جیسے لَـهُ 'اس کے لئے/ اس کا'، لَـهَا 'اس مؤنث کے لئے'، لَکُمْ 'تمہارے لئے'، لَکَ تیرے لئے'، لَهُمْ 'ان کے لئے'، لَـنَا 'ہمارے لئے'۔ ضمائر متصلہ کے ساتھ استعمال ہونے کی صورت میں لام پر کسرہ کے بجائے فتح ہو گی، سوائے واحد متکلم کے صیغہ کے جس میں لام پر کسرہ ہی رہتا ہے، جیسے لِیْ 'میرے لئے'، مثلاً لِیْ عَمَلِیْ وَلَکُمْ عَمَلُکُمْ 'میرے لئے میرا عمل اور تمہارے لئے تمہارا عمل'، یعنی میں اپنے عمل کی جوابدہی کا ذمہ دار ہوں اور تم اپنے عمل کی جوابدہی کے ذمہ دار ہو۔ ﴿لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ۝﴾ ''تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین ہے'' [۱۰۹:۶]

⑤ کَ (کا): یہ حرفِ جر 'مانند، جیسے، طرح' وغیرہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، مثلاً اَلْقَمَرُ سے کَالْقَمَرِ 'چاند کی مانند/ چاند جیسا'، اَلسَّرَابُ سے کَالسَّرَابِ 'سراب کی مانند'، اَلْجَنَّةُ سے کَالْجَنَّةِ 'باغ کی مانند'، اَلْأَسَدُ سے کَالْأَسَدِ 'شیر کی مانند'، وغیرہ۔

❷ حروفِ جر منفصلہ:

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ حروفِ جر اسما سے پہلے عام طور پر الگ لکھے جاتے ہیں، اور بعد میں آنے والے اسما کو حالتِ جر میں لے جاتے ہیں۔ عام استعمال ہونے

والے حروفِ جر منفصلہ درج ذیل ہیں:

① فِیْ: 'میں، اندر' کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، مثلاً الْأَرْضُ سے فِی الْأَرْضِ 'زمین میں'، السَّمَاءُ سے فِی السَّمَاءِ 'آسمان میں'۔ یہ حرفِ جر ضمائر متصلہ کے ساتھ کثرت سے مستعمل ہے۔ مثلاً فِیْہِ 'اس میں'، فِیْکُمْ 'تم میں/تمہارے اندر'، فِيَّ 'مجھ میں'، ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ''یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ میں عمدہ نمونہ موجود ہے'' [۲۱:۳۳]

② عَنْ: 'کے متعلق/ سے متعلق/ کیطرف سے' وغیرہ کے معنی دیتا ہے، مثلاً زَیْدٌ سے عَنْ زَیْدٍ 'زید سے مروی ہے'، عَلِیٌّ سے عَنْ عَلِیٍّ 'علی کی طرف سے'، عَنِ الْخَمْرِ 'شراب سے متعلق'، عَنِ النَّارِ 'آگ سے'، عَنِ الصَّلَاةِ 'نماز سے متعلق'، عَنِ النَّعِیْمِ 'نعمتوں سے متعلق'، عَنِ الْأَنْفَالِ 'مال غنیمت سے متعلق'۔ قرآنِ کریم سے مثالیں: ﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ﴾ ''اور وہ آپ ﷺ سے پوچھتے ہیں روح سے متعلق کہ روح کیا ہے؟'' [۸۵:۱۷] ﴿الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ ''وہ لوگ جو روکتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے'' [۴۵:۷] عَنْ کا استعمال ضمائر متصلہ میں بھی بکثرت ہوتا ہے، مثلاً عَنْهُ 'اُس سے'، عَنْهُمْ 'اُن سے'، عَنِّیْ 'مجھ سے' وغیرہ جیسے ﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾ ''اللہ تعالیٰ راضی ہوا اُن سے اور وہ راضی ہوئے اس سے (اللہ تعالیٰ سے)'' [۸:۹۸]

قاعدہ کے مطابق عن کے نون ساکن (نْ) کو اگلے لفظ سے ملانے کے لئے نون پر کسرہ آتی ہے، جیسے عَنْ السَّاعَةِ سے عَنِ السَّاعَةِ 'قیامت سے متعلق'۔
فعل کے بعد 'عَنْ' کا استعمال بعض صورتوں میں برعکس معنی دیتا ہے، جیسے 'رَغِبَ' کا معنی رغبت رکھنا ہے مگر 'رَغِبَ عَنْ' کا معنی رغبت نہ رکھنا یا انکار کرنا

ہو جاتا ہے۔ مثلاً ((مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّي)) ''جس نے میری سنت کا انکار کیا وہ مجھ سے نہیں'' [الحدیث]

③ مِـنْ: 'سے' کا معنی دیتا ہے اور اکثر اوقات عن کے متبادل کے طور سے بھی استعمال ہوتا ہے، مثلاً الْمَسْجِدُ سے مِنَ الْمَسْجِدِ 'مسجد سے'، السَّمَاءُ سے مِنَ السَّمَاءِ 'آسمان سے'، مِنَ الْخَوْفِ 'خوف سے'، مِنَ الْأَرْضِ 'زمین سے'، مِنَ الْغَيْظِ 'غصہ سے'، مِنَ الْعَذَابِ 'عذاب سے' وغیرہ۔ عَنْ کی طرح مِنْ بھی ضمائر متصلہ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے، جیسے مِنْـهُ 'اس سے'، مِـنَّا 'ہم سے'، مِنِّيْ 'مجھ سے'، وغیرہ۔

مِنْ کا استعمال بعض اوقات قَبْلُ 'پہلے' اور بَعْدُ 'بعد' کے مفہوم بھی ظاہر کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں قَبْلُ اور بَعْدُ کے الفاظ مَبْنی عَلَی الضَّمَة ہوتے ہیں، یعنی مِنْ کے آنے سے ان الفاظ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی، مثلاً مِنْ قَبْلُ 'پہلے سے'، مِنْ بَعْدُ 'بعد سے' ایسی صورت میں بعض گرائمر دانوں نے اس مِنْ کو 'زائدہ' قرار دیا ہے۔ مثلاً ﴿لِلّٰهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ﴾ ''اللہ تعالی کے اختیار میں ہے فیصلہ/حکم پہلے بھی اور بعد میں بھی'' [القرآن] البتہ اگر یہ الفاظ (قَبْلُ، بَعْدُ) مضاف کے طور پر جملے میں آئیں تو ایسی صورت میں مجرور ہونگے، مثلاً وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ 'اور وہ لوگ جو تم سے پہلے ہیں'، ایسے ہی مِنْ بَعْدِ إِيْمَانِكُمْ 'تمہارے ایمان کے بعد'۔

یاد رہے 'مِنْ' کے نون ساکن کو اگلے حرف سے ملانے کے لئے نون پر فتح آتی ہے، مثلاً مِنْ الْمَغْرِبِ سے مِنَ الْمَغْرِبِ 'مغرب سے'۔

④ عَـلَى: اس کا استعمال 'پر، اوپر، مقابلہ میں' وغیرہ کے معنی میں ہوتا ہے، مثلاً الْعَرْشُ سے عَلَى الْعَرْشِ 'عرش پر'، الطَّرِيْقُ سے عَلَى الطَّرِيْقِ 'راستے

پرُ، سَلَامٌ عَلَيْكُمْ 'سلامتی ہو تم پرُ، عَلَى الْإِيْمَانِ 'ایمان پرُ، عَلَى الْإِثْمِ 'گناہ پرُ، عَلَى الْأَرْضِ 'زمین پرُ، عَلَى الْغَيْبِ 'غیب پرُ، إِنَّ اللهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ 'یقیناً اللہ تعالی ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے'، وغیرہ۔ بعض اوقات عَلَى کا استعمال مخالفت کے اظہار کے لئے استعمال ہوتا، مثلاً خَرَجَ عَلَيْهِ کا معنی ہے 'وہ اس کی مخالفت میں نکلا'۔

عَلَى کا استعمال ضمائر متصلہ کے ساتھ بکثرت ہوتا ہے، وضاحت کے لئے درج ذیل ٹیبل نمبر 4 کو غور سے پڑھیں اور سمجھیں۔

ٹیبل نمبر 4

عَلَى کے ساتھ ضمائر متصلہ

صیغہ		واحد	جمع
غائب	مذکر ♂	عَلَيْهِ 'اس پرُ	عَلَيْهِمْ 'اُن پرُ
	مؤنث ♀	عَلَيْهَا 'اس پرُ	عَلَيْهِنَّ 'اُن پرُ
حاضر	مذکر ♂	عَلَيْكَ 'تجھ پرُ	عَلَيْكُمْ 'تم پرُ
	مؤنث ♀	عَلَيْكِ 'تجھ پرُ	عَلَيْكُنَّ 'تم پرُ
متکلم	مذکر/مؤنث	عَلَيَّ 'مجھ پرُ	عَلَيْنَا 'ہم پرُ

نوٹ: عَلَى کی طرح دوسرے حروفِ جارّہ، بشمول مِنْ، عَنْ، بِ، فِيْ، لِ، إِلَى بھی ضمائر متصلہ کے ساتھ اسی طرح استعمال ہوتے ہیں۔

⑤ إِلَى: یہ حرفِ جر، 'کی طرف/کو/تک' وغیرہ کے معنی دیتا ہے، مثلاً الْمَسْجِدُ سے إِلَى الْمَسْجِدِ 'مسجد کی طرف'، إِلَى اللهِ 'اللہ کی طرف'، إِلَى فِرْعَوْنَ 'فرعون کی طرف'، إِلَى الْإِسْلَامِ 'اسلام کی طرف'، إِلَى الْأَرْضِ 'زمین کی طرف'،

إِلَى السُّوْقِ 'بازارکو/ کی طرف'، مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى 'مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک'، وغیرہ۔

ضمائرِ متصلہ کے ساتھ بھی إلی کا استعمال بکثرت ہے، مثلاً إِلَيْهِ 'اُس کی طرف'، إِلَيْکَ 'تیری طرف'، إِلَيْکُمْ 'تمہاری طرف'، إِلَيْهِمْ 'اُن کی طرف'، إِلَيَّ میری طرف'، إِلَيْنَا 'ہماری طرف'، وغیرہ۔

⑥ حروفِ جارہ کے علاوہ کچھ اسما ایسے بھی ہیں جو بعد میں آنے والے اسما کو جرّ دیتے ہیں۔ یہ اسما درج ذیل ہیں:

- ذُوْ 'والا/ رکھنے والا'، مثلاً ذُوْ فَضْلٍ 'فضل/فضیلت رکھنے والا'
- اُولُوْا 'تعلق والا'، مثلاً اُولُوا الْأَرْحَامِ 'رحموں والے یعنی رشتہ دار'
- صَاحِبٌ 'ساتھی'، مثلاً صَاحِبُ عِلْمٍ 'علم کا ساتھی یعنی صاحبِ علم'
- مَعَ 'ساتھ'، مثلاً ﴿إِنَّ اللهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ○﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے'' [۲:۱۵۳]
- عِنْدَ 'پاس، ساتھ، قریب، کے سامنے'، وغیرہ کا معنی دیتا ہے۔ یہ اسم ظرف ہے جو زمان ومکان کے لئے استعمال ہوتا ہے، مثلاً جَلَسْتُ عِنْدَهُ 'میں اس کے ساتھ/ پاس بیٹھا'، ﴿وَلاَ تُقَاتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ ''اور آپ (لوگ) مسجدِ حرام کے پاس/قریب ان سے جنگ نہ کریں'' [القرآن] جَاءَ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ 'وہ سورج کے طلوع ہونے کے وقت آیا'، ﴿أُذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّکَ﴾ ''اپنے مربی/ مالک کے سامنے میرا ذکر کرنا'' [القرآن] ﴿مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللهِ بَاقٍ﴾ ''جو تمہارے پاس ہے وہ ختم ہونے والا ہے، اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے'' [القرآن]

- لَدَی، لَدُنْ، لَدَیَّ 'پاس/قریب'، یہ اسما ضمائر متصلہ کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں، مثلاً ﴿لاَ یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ﴾ ''میرے پاس پیغمبر ڈرا نہیں کرتے'' [القرآن] ﴿وَإِنَّهُ فِیْ أُمِّ الْکِتَابِ لَدَیْنَا﴾ ''اور یقیناً یہ (قرآن) اصل کتاب میں ہمارے پاس ہے'' [القرآن] ﴿وَمَا کُنْتَ لَدَیْهِمْ إِذْ یُلْقُوْنَ أَقْلاَمَهُمْ﴾ ''اور آپ ﷺ ان کے پاس نہیں تھے جب وہ (قرعہ نکالنے کے لئے) اپنی قلمیں ڈال رہے تھے'' [القرآن]

❋❋❋❋

سبق نمبر ۱۰

مرکب تام ۔ الجملة

ہم سبق نمبر ۶ میں پڑھ چکے ہیں کہ مرکبات دو طرح کے ہیں: مرکب ناقص اور مرکب تام ۔ مرکب ناقص کی وضاحت پچھلے اسباق میں گزر چکی ہے ۔ اس سبق میں مرکب تام کا ادراک کیا جائے گا ۔

مرکبِ تام دو یا دو سے زیادہ الفاظ کا ایسا مجموعہ ہے جس سے بات مکمل ہو جائے ۔ مرکبِ تام کو جملہ بھی کہا جاتا ہے ۔ عربی زبان میں عام استعمال ہونے والے جملے دو طرح کے ہیں:

❶ الجملة الإسمية:

جملہ اسمیہ وہ جملہ ہے جو اسم سے شروع ہو، مثلاً اَلْكِتَابُ جَدِيْدٌ 'کتاب نئی ہے' ۔

❷ الجملة الفعلية:

جملہ فعلیہ ایسا جملہ ہے جو فعل سے شروع ہو، جیسے خَرَجَ حَامِدٌ 'حامد نکلا' ۔

اِس سبق میں جملہ اسمیہ کی وضاحت کی جائے گی ۔ کسی بھی آسان جملہ اسمیہ کے دو اجزا ہوتے ہیں: المبتدأ اور الخبر ۔

المبتدأ یعنی وہ اسم جس سے جملہ کی ابتداء کی جائے مبتدأ کہلاتا ہے ۔ مبتدأ عام طور پر اسم معرفہ ہوتا ہے اور اعراب کے اعتبار سے حالت رفع میں ہوتا ہے ۔ جبکہ جملہ اسمیہ کا

دوسرا اجزاء، جسے الخبر کہا جاتا ہے، عام طور پر اسم نکرہ ہوتا ہے اور اعراب کے اعتبار سے خبر بھی حالت رفع میں ہوتی ہے۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے خبر کا مقصد و مدعا مبتدأ سے متعلق کوئی معلومات دینا ہوتا ہے، مثلاً حَامِدٌ مَرِيْضٌ یہ ایک اسمیہ جملہ ہے جس میں حَامِدٌ مبتدأ ہے اور اس کے متعلق خبر ہے مَرِيْضٌ، یعنی حامد بیمار ہے۔ آسان جملہ اسمیہ کی کچھ مزید مثالیں درج ذیل ہیں۔ اِن میں مبتدأ اور خبر کی پہچان کیجئے۔

المبتدأ	خبر	ترجمہ
خَالِدٌ	حَكِيْمٌ.	خالد ایک عقلمند شخص ہے۔
بَشِيْرٌ	كَرِيْمٌ.	بشیر ایک شریف/مہربان/اچھا/نیک/سخی شخص ہے۔
وِلْيَمُ	شَاعِرٌ.	ولیم ایک شاعر ہے۔
مَحْمُوْدٌ	عَالِمٌ.	محمود ایک عالم شخص ہے۔
زَيْنَبُ	عَالِمَةٌ.	زینب ایک عالمہ خاتون ہے۔
مُحَمَّدٌ	رَسُوْلٌ.	محمد ﷺ ایک رسول ہیں۔
الطَّالِبُ	مُجْتَهِدٌ.	وہ ایک محنتی لڑکا ہے۔
الرَّجُلُ	ضَعِيْفٌ.	وہ مرد ایک کمزور/بوڑھا شخص ہے۔
الإِسْلَامُ	دِيْنٌ.	اسلام ایک دِین/طریقہء حیات ہے۔
عَلِيٌّ	كَاتِبٌ.	علی ایک کاتب ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ مبتدأ اور خبر میں 'عدد' اور 'جنس' کے اعتبار سے مطابقت ہوتی ہے۔ یعنی اگر مبتدأ واحد ہوگا تو خبر بھی واحد آئے گی، اور اگر مبتدأ جمع کا صیغہ ہے تو خبر کا صیغہ بھی جمع ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر مبتدأ مذکر ہے تو خبر کا صیغہ بھی مذکر ہوگا، اور اگر مبتدأ مؤنث کا صیغہ ہے تو خبر کا صیغہ بھی مؤنث ہوگا۔ درج ذیل مثالوں میں غور کریں۔

المبتدأ	خبر	عدد/جنس	ترجمہ
سَعِيْدٌ	عَالِمٌ.	واحد/ مذکر	سعید ایک عالم شخص ہے۔
الطَّالِبُ	مُجْتَهِدٌ.	واحد/ مذکر	وہ ایک محنتی طالبعلم ہے۔
سَعِيْدَةٌ	عَالِمَةٌ.	واحد/مؤنث	سعیدہ ایک عالمہ خاتون ہے۔
الطَّالِبَةُ	مُجْتَهِدَةٌ.	واحد/مؤنث	وہ طالبہ ایک محنتی لڑکی ہے۔
الطُّلاَّبُ	مُؤْمِنُوْنَ.	جمع/ مذکر	وہ طلباء مؤمن لڑکے ہیں۔
الطَّالِبَاتُ	مُجْتَهِدَاتٌ.	جمع/مؤنث	وہ طالبات محنتی لڑکیاں ہیں۔

جملہ اسمیہ میں اگر مبتدأ مفرد اسم ہو تو ایسی صورت میں مبتدأ اور خبر دونوں حالت رفع میں ہوتے ہیں۔

اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مرکب ناقص بھی جملے بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ مرکب ناقص سے جملے کیسے بنتے ہیں۔ سب سے پہلے مرکب توصیفی سے جملے بنانے کا طریقہ درج ذیل مثالوں سے سمجھیں۔

رَجُلٌ صَالِحٌ 'ایک نیک مرد' اس مرکب ناقص میں رَجُلٌ موصوف ہے اور صَالِحٌ اس کی صفت ہے، اور دونوں اسما نکرہ ہیں۔ اگر ہم موصوف کو الف لام کے ساتھ معرفہ بنا دیں تو یہ الرَّجُلُ صَالِحٌ 'وہ مرد نیک ہے' جملہ اسمیہ بن جاتا ہے۔ اور اگر موصوف اور صفت دونوں معرفہ ہوں، جیسے الرَّجُلُ الصَّالِحُ 'وہ ایک نیک مرد' تو اس صورت میں اسم صفت یعنی الصَّالِحُ کو نکرہ بنانے سے جملہ اسمیہ بن جاتا ہے، یعنی الرَّجُلُ صَالِحٌ 'وہ شخص نیک ہے'۔ اس جملہ میں الرَّجُلُ مبتدأ ہے اور صَالِحٌ اس کی خبر ہے۔ یاد رکھیں کہ مبتدأ عام طور پر معرفہ ہوتا ہے اور خبر نکرہ۔

اگر مرکب توصیفی سے پہلے کوئی ضمیر معرفہ آجائے یا مرکب ناقص کے بعد کوئی خبر نکرہ آجائے تو بھی جملہ اسمیہ بن جاتا ہے، مثلاً رَجُلٌ صَالِحٌ سے هُوَ رَجُلٌ

صَالِحٌ 'وہ ایک نیک شخص ہے'، أَنْتَ رَجُلٌ صَالِحٌ 'تم ایک نیک شخص ہو' یا الرَّجُلُ الصَّالِحُ تَاجِرٌ 'وہ نیک شخص تاجر ہے'۔ ایسے ہی بِنْتٌ جَمِيْلَةٌ 'خوبصورت لڑکی' سے هِيَ بِنْتٌ جَمِيْلَةٌ 'وہ ایک خوبصورت لڑکی ہے'، الْبِنْتُ الْجَمِيْلَةُ سے اَلْبِنْتُ الجَمِيْلَةُ طَالِبَةٌ 'وہ خوبصورت لڑکی ایک طالبہ ہے'۔

اب آیئے دیکھتے ہیں کہ مرکب اضافی سے کیسے جملے بنتے ہیں، مثلاً رَسُوْلُ اللهِ 'اللہ کا رسول' سے مُحَمَّدٌ ﷺ رَسُوْلُ اللهِ 'محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' اور رَسُوْلُ اللهِ صَادِقٌ 'اللہ کے رسول سچے ہیں'۔ ایسے ہی كِتَابُ اللهِ 'اللہ کی کتاب' سے اَلْقُرْآنُ كِتَابُ اللهِ 'قرآنِ کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے' یا كِتَابُ اللهِ حَقٌّ 'اللہ تعالیٰ کی کتاب سچی ہے'۔

مرکب اشاری سے جملے بنانا، مثلاً هٰذَا الْوَلَدُ 'یہ لڑکا' سے هٰذَا الْوَلَدُ زَكِيٌّ 'یہ لڑکا ذہین ہے'، تِلْكَ الْبِنْتُ 'وہ لڑکی' سے تِلْكَ الْبِنْتُ طَالِبَةٌ 'وہ لڑکی طالبہ ہے'، هٰؤُلَاءِ الرِّجَالُ 'یہ سب مرد' سے هٰؤُلَاءِ الرِّجَالُ مُسْلِمُوْنَ 'یہ سب مرد مسلمان ہیں'۔

مرکب جاری سے جملے بنانا، مثلاً فِي الْغُرْفَةِ 'کمرے میں' سے فِيْ الْغُرْفَةِ طَالِبَاتٌ 'کمرے میں چند طالبات ہیں' یا الطَّالِبَاتُ فِيْ الْغُرْفَةِ 'طالبات کمرے میں ہیں'، فِيْ السُّوْقِ 'بازار میں' سے فِي السُّوْقِ تُجَّارٌ 'بازار میں چند تاجر ہیں' یا التُّجَّارُ فِي السُّوْقِ 'وہ تاجر بازار میں ہیں'، لِلْمُؤْمِنِيْنَ 'مومنوں کے لئے' سے اَلْجَنَّةُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ 'جنت مومنوں کے لئے ہے' یا لِلْمُؤْمِنِيْنَ جَنَّةٌ 'مومنوں کے لئے ایک جنت ہے'۔

مرکب ناقص + مرکب ناقص سے بھی جملے بنتے ہیں، مثلاً ((رَأْسُ الْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللهِ)) ''دانائی کی انتہا اللہ تعالیٰ کے خوف میں ہے/خوفِ خدا دانائی کی معراج

ہے“ [الحدیث] یہ جملہ مرکب اضافی + مرکب اضافی سے بنا ہے۔ ﴿لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۝﴾ ’جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے“ [۶۱:۳] یہ جملہ مرکب اضافی + مرکب جاری سے مل کر بنا ہے۔ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فِي الْمَسْجِدِ ’وہ نیک شخص مسجد میں ہے‘، یہ جملہ مرکب توصیفی اور مرکب جاری سے مل کر بنا ہے۔

❸ المبتدأ کی اقسام:

جملہ اسمیہ کی ابتدا درج ذیل طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ سے ہوسکتی ہے:

① مبتدأ کوئی اسم یا اسم ضمیر ہوسکتا ہے، جیسے اَللهُ غَفُوْرٌ ’اللہ بخشنے والا ہے‘، أَنَا مُجْتَهِدٌ ’میں محنتی ہوں‘، هٰذِهِ مَدْرَسَةٌ ’یہ ایک سکول ہے‘۔ ان مثالوں میں اَللهُ، أَنَا، هٰذِهِ مبتدأ ہیں جن کا تعلق اسم/ضمائر سے ہے۔

② جملہ اسمیہ کی ابتداء مصدر مؤوّل (المصدر المؤوّل) سے بھی ہوتی ہے۔ مصدر مؤول سے مراد ایسے کلمات ہیں جو مصدر کا معنی دیں، مثلاً ﴿وَأَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌلَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝﴾ لفظی ترجمہ ”اور یہ کہ تم روزے رکھو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو“ [۲:۱۸۴] یہاں کلمات ’أَنْ تَصُوْمُوْا‘ مصدری معنی میں استعمال ہوئے ہیں، یعنی صَوْمُكُمْ ’تمہارا روزہ رکھنا‘۔ اس أَنْ کو أَنْ مصدریہ بھی اسی لئے کہا جاتا ہے کہ یہ مصدر کا معنی دیتا ہے۔ ایک اور مثال: ﴿وَأَنْ تَعْفُوْا أَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى﴾ لفظی معنی ”اور یہ کہ تم مرد درگزر کرو تو یہ زیادہ قریب ہے پرہیزگاری کے“ [القرآن] یہاں أَنْ تَعْفُوْا مصدر مؤول ہے جو عَفْوُكُمْ ’تمہارا معاف کرنا‘ کا معنی دیتا ہے۔

③ جملہ اسمیہ کی ابتداء ایسے حروف سے بھی ہوتی ہے جو مشبہ بالفعل، یعنی فعل سے مشابہت رکھنے والے الفاظ کہلاتے ہیں۔ مثلاً ﴿إِنَّ اللهَ غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ۝﴾

''یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے'' [القرآن] إِنَّ اور اس سے ملتے جلتے باقی پانچ حروف، یعنی أَنَّ، كَأَنَّ، لَيْتَ، لٰكِنَّ اور لَعَلَّ مشبہ بالفعل کے زمرے میں آتے ہیں۔ ایسی صورت میں جملہ اسمیہ کے ابتدا میں آنے والے حرف کو مبتدأ نہیں کہا جاتا، بلکہ اسے مشبہ بالفعل کہا جاتا ہے۔ یہاں دی گئی مثال میں إِنَّ حرف مشبہ بالفعل ہے، اللہ اسمِ إِنَّ ہے، جبکہ غَفُوْرٌ خبر إِنَّ کہلاتا ہے۔

جملہ اسمیہ میں المبتدأ عموماً معرفہ ہوتا ہے۔ وضاحت کے لئے درج ذیل مثالوں میں غور کریں۔

- مُحَمَّدٌ ﷺ رَسُوْلُ اللهِ 'محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں'۔ اس مثال میں مُحَمَّدٌ اسم معرفہ ہے کیونکہ یہ اسم علم ہے اور رَسُوْلُ اللهِ اس کی خبر ہے جو مرکب اضافی ہے۔
- هُوَ مُدَرِّسٌ 'وہ ایک ٹیچر ہے'۔ یہاں بھی مبتدأ هُوَ معرفہ ہے کیونکہ یہ اسم ضمیر ہے اور اس کی خبر مُدَرِّسٌ اسم نکرہ ہے۔
- هٰذَا مَسْجِدٌ 'یہ ایک مسجد ہے'۔ اس جملہ میں بھی هٰذَا کا تعلق اسم معرفہ سے ہے کیونکہ یہ اسم اشارہ ہے اور اس کی خبر مَسْجِدٌ اسم نکرہ ہے۔
- الَّذِيْ يَعْبُدُ غَيْرَ اللهِ مُشْرِكٌ 'وہ جو غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے مشرک ہے'۔ یہاں بھی جملہ کی ابتدا معرفہ ''الَّذِيْ'' سے ہوئی جو اسم موصول ہے، اور اس کی خبر ایک جملہ کی شکل میں ہے۔
- اَلْقُرْآنُ كِتَابُ اللهِ۔ اس مثال میں اَلْقُرْآنُ مبتدأ ہے جو معرّف باللام ہے اور اس کی خبر كِتَابُ اللهِ مرکب اضافی ہے۔
- مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلَاةُ 'جنت کی کنجی نماز کی ادائیگی میں ہے'۔ اس جملہ میں

مبتدأ مِفْتَاحُ معرفہ ہے کیونکہ اس کا مضاف الیہ الْجَنَّةُ معرفہ ہے، اس صورت میں الصَّلاۃُ اس کی خبر ہے جو معرفہ ہے۔

المبتدأ، عام قاعدے کے برعکس، درج ذیل صورتوں میں اسم نکرہ ہوتا ہے:

- جب جملہ اسمیہ کی خبر کوئی شبہ جملہ ہو۔ (شبہ جملہ ایسے مرکب کو کہتے ہیں جو جملہ سے مشابہت رکھتا ہو۔) شبہ جملہ درج ذیل دو حالتوں میں سے کوئی ایک ہو سکتی ہے:

① جب خبر مرکب جاری ہو، مثلاً عَلَى الْمَكْتَبِ 'میز پر'، كَالْمَاءِ 'پانی کی طرح'، فِي الْبَيْتِ 'گھر میں'

② جب خبر الظرف سے مرکب ہو، یعنی اس کا تعلق زمان و مکان سے ہو، مثلاً عِنْدَ 'پاس، قریب'، فَوْقَ 'اوپر'، تَحْتَ 'نیچے'، غَدًا 'کل، آئندہ'، اَلْيَوْمُ 'آج'

ان حالتوں میں خبر پہلے آتی ہے مبتدأ سے اور مبتدأ اسم نکرہ مؤخر ہوتا ہے، مثلاً فِيْ الْغُرْفَةِ رَجُلٌ 'کمرے میں ایک شخص ہے'۔ اس مثال میں اسم نکرہ رَجُلٌ مبتدأ ہے جو مؤخر ہے اور مرکب جاری فِي الْغُرْفَةِ اس کی خبر ہے جو مقدم ہے۔ (یاد رہے کہ رَجُلٌ فِي الْغُرْفَةِ جملہ نہیں ہے)

لِيْ أُخْتٌ 'میری ایک بہن ہے'۔ اس جملہ میں أخت جو اسم نکرہ ہے مبتدأ مؤخر ہے اور "لِيْ" جو مرکب اضافی ہے وہ خبر ہے۔ یہاں بھی خبر مقدم ہے۔ تَحْتَ الْمَكْتَبِ قَلَمٌ 'اس میز کے نیچے قلم ہے'۔ اس جملہ میں قَلَمٌ (اسم نکرہ) مبتدأ مؤخر ہے اور تَحْتَ الْمَكْتَبِ (مرکب ظرف) مبتدأ کی خبر ہے جو مقدم ہے۔ عِنْدَنَا سَيَّارَةٌ 'ہمارے پاس ایک کار ہے'۔ اس جملہ میں سَيَّارَةٌ (اسم نکرہ) مبتدأ مؤخر ہے اور اس مبتدأ کی خبر عِنْدَنَا ہے جو ظرف سے ایک مرکب ہے۔

یاد رہے کہ ایسے الفاظ جیسے تَحْتَ، فَوْقَ، عِنْدَ وغیرہ اسم ظرف میں شمار ہوتے ہیں نہ کہ حروف میں جیسے فِيْ، عَلَى، مَنْ، إِلَى، بِ، كَ وغیرہ حروف میں شمار ہوتے ہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ اسماظروف حروف کی طرح مبنی نہیں ہیں بلکہ دیگر اسما کی طرح معرب ہیں، مثلاً مِنْ فَوْقِهِمْ 'ان کے اوپر سے'، مِنْ تَحْتِهِ 'اس کے نیچے سے'، هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ 'یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے ہے' اور اِن اسما کے بعد آنے والے مجرور اسما مضاف الیہ ہوتے ہیں، مثلاً تَحْتَ السَّرِيْرِ 'پلنگ کے نیچے' میں تَحْتَ اسم ظرف/ مضاف ہے اور السَّرِيْرِ (اسم معرفہ) مضاف الیہ ہے۔

- اس کے علاوہ مبتدأ کے نکرہ ہونے کی وجہ یہ بھی ہے کہ وہ اسم استفہام میں سے ہو، مثلاً مَنْ 'کون'، مَا 'کیا'، كَمْ 'کتنا' وغیرہ اسما استفہام ہیں اور نکرہ ہیں۔ مثلاً مَا بِكَ؟ 'تمہارا کیا ہے؟ تمہارا کیا مسئلہ ہے؟'۔ اس جملہ میں مَا مبتدأ ہے اور مرکب جاری بِكَ اس کی خبر ہے۔

مَنْ مَرِيْضٌ؟ 'بیمار کون ہے؟' اس جملہ میں مَنْ مبتدأ ہے جو نکرہ ہے اور اس کی خبر مَرِيْضٌ ہے۔ كَمْ طَالِبًا فِي الْفَصْلِ؟ 'اس کلاس میں کتنے طالبعلم ہیں؟' اس جملہ میں كَمْ مبتدأ ہے اور اس کی خبر فِي الْفَصْلِ مرکب جاری ہے۔
اس کے علاوہ بھی کچھ اور صورتیں مبتدأ کے نکرہ ہونے کی ہوسکتی ہیں، مثلاً ﴿وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ﴾ ''اور یقیناً مؤمن غلام بہتر ہے مشرک سے'' [القرآن]

یاد رہے کہ ضمائر متصلہ ـهُ، هُمْ، هُنَّ تبدیل ہو کر ـهِ، هِمْ، هِنَّ ہو جاتے ہیں جب ان سے پہلے کسرہ (ـِ) یا 'ی' آئے، مثلاً مِنْ تَحْتِهِ، مِنْ تَحْتِهِمْ، مِنْ فَوْقِهِنَّ۔ یہ بھی یاد رہے کہ 'هُ' کا ضمہ مدّ کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اگر اس ضمیر متصلہ سے پہلے حرف پر فتح یا

ضمہ آئے، مثلاً لَـهٗ (لَهُوْ)، رَأَيْتُهٗ (رَاَيْتُهُوْ) اور اگر 'ہٗ' سے پہلے مدّ ہو یا اس سے پہلے حرف ساکن ہو تو پھر 'ہٗ' مختصر پڑھا جاتا ہے، یعنی ضمہ کی ایک حرکت پڑھی جاتی ہے، مثلاً مِنْهُ، ضَرَبُوْهُ۔ یہ قاعدہ 'ہِ' کے لئے بھی ہے البتہ فِيْهِ کی 'ہِ' ایک ہی حرکت پڑھی جائے گی۔ یہ فرق پڑھنے میں روانگی کے سبب ہے (for vocalic harmony)

❹ مبتدأ یا خبر کا حذف ہونا:

بعض اوقات کلام میں مبتدأ یا خبر حذف بھی کر دیے جاتے ہیں، مثلاً مَا اسْمُکَ؟ 'تیرا نام کیا ہے؟' اس سوال کے جواب میں کہا جا سکتا ہے 'أَحْمَدُ' جو خبر ہے اور اس کا مبتدأ حذف کر دیا گیا ہے۔ مکمل جملہ ہوگا إِسْمِيْ أَحْمَدُ 'میرا نام احمد ہے'۔ اسی طرح مَنْ يَعْرِفُ؟ 'کون جانتا ہے؟' اس سوال کے جواب میں کوئی کہہ سکتا ہے أَنَا 'میں' جو کہ مبتدأ ہے اور اس کی خبر محذوف ہے۔ مکمل جملہ ہوگا أَنَا أَعْرِفُ 'میں جانتا ہوں'۔

❺ خبر کی اقسام:

خبر کی تین اقسام ہیں: مُفْرَدٌ 'مفرد'، جُمْلَةٌ 'جملہ'، شِبْهُ جُمْلَةٍ 'شبہ جملہ':

① خبر مفرد: جو ایک لفظ پر مشتمل ہوتی ہے، مثلاً اَللّٰهُ وَاحِدٌ 'اللہ ایک ہے'۔ یہ جملہ اسمیہ ہے، اس میں اَللّٰهُ مبتدأ ہے اور اس کی خبر وَاحِدٌ مفرد خبر ہے۔

② خبر جملہ: خبر کی یہ قسم جملہ پر مشتمل ہوتی ہے، جو جملہ اسمیہ بھی ہو سکتا ہے اور جملہ فعلیہ بھی، مثلاً هَاشِمٌ أَبُوْهُ تَاجِرٌ 'ہاشم کے والد تاجر ہیں' لفظی معنی ہے، ہاشم، اس کے والد تاجر ہیں۔ اس جملہ میں هَاشِمٌ مبتدأ ہے اور أَبُوْهُ تَاجِرٌ 'اس کا والد تاجر ہے' اس کی خبر ہے، یہ خبر جملہ اسمیہ ہے۔ یعنی أَبُوْهُ تَاجِرٌ میں أَبُوْهُ

مبتدأ ہے اور تَاجِرٌ اس کی خبر ہے، یوں مبتدأ اور خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ بنے۔ ایک اور مثال: اَلطَّبِیْبُ مَااسْمُهٗ 'اس ڈاکٹر کا کیا نام ہے؟' لفظی ترجمہ ہے وہ ڈاکٹر، اس کا کیا نام ہے؟ اس جملہ میں اَلطَّبِیْبُ مبتدأ ہے اور جملہ اسمیہ مَااسْمُهٗ اس کی خبر ہے۔ خبر جملہ فعلیہ کی مثال: اَلطُّلَّابُ دَخَلُوْا 'طلباء داخل ہوئے'۔ اس جملہ اسمیہ میں اَلطُّلَّابُ مبتدأ ہے اور اس کی خبر دَخَلُوْا 'وہ داخل ہوئے' جملہ فعلیہ ہے۔ ایک اور مثال: وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ 'اور اللہ نے تمہیں تخلیق کیا'۔ اس جملہ میں اللّٰہُ مبتدأ ہے اور خَلَقَكُمْ 'اس نے تخلیق کیا تمہیں' خبر ہے، یہ خبر جملہ فعلیہ ہے۔ (فعل اور جملہ فعلیہ کی وضاحت بعد میں آئے گی۔)

③ شبہ جملہ: شبہ جملہ کے متعلق ہم پہلے پڑھ چکے ہیں کہ یہ جار مجرور یا الظرف پر مشتمل مرکب ہوتا ہے، مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ 'تمام تعریف اللہ کے لئے ہے'۔ اس جملہ میں اَلْحَمْدُ مبتدأ ہے، اور شبہ جملہ لِلّٰهِ (لِ اللّٰہ) 'اللہ کے لئے' اس کی خبر ہے، جو مرکب جاری ہے۔ لِلّٰهِ لفظاً جار مجرور ہیں مگر اسے فِیْ مَحَلِّ رَفْعٍ تصور کیا جائے گا، کیونکہ خبر عام طور پر مرفوع ہوتی ہے۔ ایک اور مثال: اَلْبَیْتُ خَلْفَ الْمَسْجِدِ 'وہ گھر مسجد کے پیچھے ہے'، یہاں اَلْبَیْتُ مبتدأ ہے اور الظرف خَلْفَ اس کی خبر ہے۔ بطور ظرف خَلْفَ لفظاً منصوب ہے مگر اسے بھی فی محل رفع سمجھا جائے گا۔

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، جملہ اسمیہ میں مبتدأ عام طور پر اسم معرفہ ہوتا ہے، اور خبر عام طور پر اسم نکرہ ہوتی ہے۔ البتہ اگر مبتدا کوئی ضمیر/اسم اشارہ ہو تو ایسی صورت میں خبر بھی معرفہ ہو سکتی ہے، مثلاً اَنَا یُوْسُفُ 'میں یوسف ہوں'۔ اس جملہ میں مبتدأ (ضمیر معرفہ) اور خبر (اسم معرفہ) دونوں معرفہ ہیں۔ ذٰلِكَ الْكِتَابُ 'وہ ایسی کتاب ہے/ یہ وہ کتاب ہے'۔ اس جملہ میں بھی دونوں مبتدأ اور خبر معرفہ ہیں کیونکہ

ذَالِکَ اسم اشارہ معرفہ ہے اور خبر الْکِتَابُ بھی معرفہ ہے۔ المبتدأ اور خبر دونوں کا معرفہ ہونا ایک اور سبب سے بھی ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ سادہ جملہ اسمیہ کے درمیان مبتدأ کی مناسبت سے کوئی ضمیر آ جاتی ہے۔ اور خبر کو معرف بالف لام کر دیا جاتا ہے، یعنی خبر کو اَلْ کے ساتھ معرفہ کر دیا جاتا ہے، مثلاً اَللّٰہُ غَفُوْرٌ 'اللہ بخشنے والا ہے' سے ﴿اَللّٰہُ هُوَ الْغَفُوْرُ﴾ ''اللہ ہی بخشنے والا ہے'' [۴۲:۵] لفظی معنی ہے اللہ وہی بخشنے والا ہے۔ ﴿اَلْكَافِرُوْنَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ﴾ ''جو کافر ہیں وہی ظالم ہیں'' [۲:۲۵۴] ضمیر کے ساتھ خبر کے اس طرح معرفہ ہونے سے کلام میں زور پیدا ہوتا ہے، اور مبتدأ پر حصر کا اظہار ہوتا ہے، یعنی مبتدأ اُجاگر ہوتا ہے۔ چند مزید امثلہ میں غور کریں:

أَصْحَابُ الْجَنَّةِ فَائِزُوْنَ 'جنت والے کامیاب ہیں' سے ﴿أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُوْنَ﴾ ''جنت والے ہی دراصل کامیاب ہیں'' [۵۹:۲۰]، هٰذَا الْحَقُّ 'یہ سچ ہے' سے ﴿هٰذَا هُوَ الْحَقُّ﴾ ''یقیناً وہی سچ ہے'' [۸:۳۲]، اَللّٰہُ غَنِيٌّ 'اللہ بے نیاز ہے' سے اَللّٰہُ هُوَ الْغَنِيُّ 'اللہ ہی بے نیاز ہے'، إِنَّکَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ 'یقیناً (اللہ) سب سننے والا سب جاننے والا ہے'، ﴿إِنَّکَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ ''یقیناً تو ہی سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے'' [القرآن] السَّمِيْعُ اور الْعَلِيْمُ دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں۔

اگر 'خبر' بطور موازنہ آئے تو ایسی صورت میں بھی مبتدأ اور خبر کے درمیان ضمیر غائب کا صیغہ آ جاتا ہے، مثلاً ﴿وَأَخِي هَارُوْنُ هُوَ أَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا﴾ ''اور میرا بھائی ہارون وہ مجھ سے زیادہ فصیح ہے بیان میں'' [القرآن] اس زائدہ ضمیر کو ضمیر الفصل کہا جاتا ہے، یعنی الگ کرنے والی ضمیر۔

لَيْسَ 'نہیں' کا معنی دیتا ہے۔ یہ لفظ جملہ اسمیہ میں نافیہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے، مثلاً اَلْبَيْتُ جَدِيْدٌ 'وہ گھر نیا ہے' سے لَيْسَ الْبَيْتُ جَدِيْدًا یا لَيْسَ الْبَيْتُ

بِجَدِيْدٍ 'وہ گھر نیا نہیں ہے'۔نوٹ کریں کہ ایسی صورت میں عموماً خبر سے پہلے حرف جر 'ب' کا اضافہ کیا جاتا ہے، اس لئے خبر مجرور ہے۔ایک اور مثال: ((مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا)) ''جس نے ملاوٹ کی/ دھوکہ دیا وہ ہم سے نہیں ہے'' [الحدیث] لَيْسَ کے آنے سے مبتدأ کو اِسْمُ لَيْسَ، اور خبر کو خَبَرُ لَيْسَ کہا جاتا ہے۔اور لَيْسَ کی خبر منصوب ہوتی ہے، جیسے لَيْسَ الْبَيْتُ جَدِيْدًا سے واضح ہے۔

لَيْسَ سے مؤنث لَيْسَتْ ہے، مثلاً آمِنَةُ مَرِيْضَةٌ 'آمنہ بیمار ہے' سے لَيْسَتْ آمِنَةُ مَرِيْضَةً 'آمنہ مریض نہیں ہے'، السَّيَّارَةُ قَدِيْمَةٌ 'وہ کار پرانی ہے' سے لَيْسَتِ السَّيَّارَةُ قَدِيْمَةً/ بِقَدِيْمَةٍ 'وہ کار پرانی نہیں ہے'۔اس مثال میں غور کریں کہ لَيْسَتْ کی 'ت' ساکن کو کسرہ سے بدلا گیا ہے۔اس لئے کہ بعد میں آنے والا اسم 'اَلْ' سے شروع ہوتا ہے۔ایسی صورت میں لَيْسَتِ السَّيَّارَةُ ہو جاتا ہے۔ آنے والی مثال میں مزید غور کریں: لَسْتُ بِمُهَنْدِسٍ 'میں انجینئر نہیں ہوں'۔اس مثال میں 'ت'، متکلم کی ضمیر 'اسم لیس' کہلائے گی اور بِمُهَنْدِسٍ 'خبر لیس' کہلائے گی۔

قرآنِ کریم سے مثالیں:

- ﴿إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۝﴾ ''(اے محمد ﷺ) آپ تو صرف نصیحت کرنے والے ہیں، آپ اُن پر داروغہ نہیں ہیں'' [۸۸:۲۱-۲۲]
- ﴿لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ۝﴾ ''نیکی صرف یہی نہیں ہے کہ تم اپنے چہروں کو مشرق اور مغرب کی طرف پھیر لو'' [۲:۱۷۷]

❁❁❁❁

سبق نمبر ۱۱

چند اہم حروف کی وضاحت

حروفِ جر کے علاوہ مزید چند اہم حروف کی وضاحت درج ذیل ہے:

❶ إِنَّ:

إِنَّ جملہ اسمیہ کے شروع میں آتا ہے اور بعد میں آنے والے اسم کو نصب دیتا ہے۔ نیز إِنَّ حرفِ تاکید ہے، مثلاً اَللّٰهُ غَفُوْرٌ 'اللہ بخشنے والا ہے' سے إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ 'یقیناً اللہ بخشنے والا ہے'، اَلْكِتَابُ سَهْلٌ 'وہ کتاب آسان ہے' سے إِنَّ الْكِتَابَ سَهْلٌ 'یقیناً وہ کتاب آسان ہے'۔

إِنَّ کے آنے سے جملہ اسمیہ کی ترکیبِ نحوی میں بھی تبدیلی آتی ہے، جیسے اَللّٰهُ غَفُوْرٌ میں اَللّٰهُ مبتدأ کہلاتا ہے اور غَفُوْرٌ اس مبتدا کی خبر کہلاتا ہے۔ مگر إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ میں إِنَّ حرفِ تاکید کہلائے گا، اللہ اسمِ إِنَّ کہلائے گا، اور غَفُوْرٌ خبرِ إِنَّ کہلائے گا۔

إِنَّ کا ترجمہ، بے شک، یقیناً، حقیقتاً، تاکیداً، وغیرہ کیا جا سکتا ہے۔ إِنَّ سے متعلق درج ذیل قوائد یاد رکھیں:

① اگر مبتدا پر ایک حرکت ہو، یعنی ایک ضمہ ہو، تو إِنَّ کے آنے سے مبتدا کا ضمہ، فتح سے بدل ہو جاتا ہے، مثلاً اَلْمُدَرِّسُ جَدِيْدٌ 'استاد نیا ہے' سے إِنَّ الْمُدَرِّسَ جَدِيْدٌ 'یقیناً استاد نیا ہے' ہو جائے گا۔ ایسے ہی عَائِشَةُ طَالِبَةٌ 'عائشہ طالبہ ہے' سے إِنَّ عَائِشَةَ طَالِبَةٌ 'یقیناً عائشہ ایک طالبہ ہے'۔

② اگر مبتدا پر تنوین ضمہ ہو تو اِنَّ کے آنے سے یہ تنوین فتح میں تبدیل ہوتی ہے، مثلاً حَامِدٌ مَرِيْضٌ سے إِنَّ حَامِدًا مَرِيْضٌ ہو جاتا ہے۔

③ اگر مبتدا ضمیر مرفوع ہو، جیسے هُوَ، هُمْ، أَنْتَ، أَنْتُمْ، أَنَا، نَحْنُ وغیرہ، تو اِنَّ کے آنے سے یہ ضمیر منصوب یعنی هُ، هُمْ، کَ، کُمْ، یَ، نَا وغیرہ سے تبدیل ہو جاتی ہے، مثلاً أَنْتَ غَنِیٌّ 'تو امیر ہے' سے إِنَّکَ غَنِیٌّ 'یقیناً تو غنی ہے'، أَنَا طَالِبٌ 'میں ایک طالبعلم ہوں' سے إِنَّنِیْ / إِنِّیْ طَالِبٌ 'میں یقیناً ایک طالبعلم ہوں' ہو جائے گا۔ ایسے ہی نَحْنُ طُلَّابٌ 'ہم طلباء ہیں' سے إِنَّنَا / إِنَّا طُلَّابٌ 'یقیناً ہم طلباء ہیں' ہو جائے گا۔

اِنَّ کے ساتھ ضمائر متصلہ بکثرت استعمال ہوتے ہیں، مثلاً إِنَّهُ، إِنَّکَ، إِنَّهَا، إِنَّهُنَّ، إِنَّ هُمْ / إِنَّهُمْ وغیرہ۔ اِنَّ کے درج بالا قوائد کا اطلاق أَخَوَاتُ إِنَّ یعنی إن کی بہنوں پر بھی ہوتا ہے جو أَنَّ، کَأَنَّ، لَيْتَ، لٰکِنَّ، لَعَلَّ ہیں۔

❷ لامُ الإبْتِدَاء - لَ:

یہ لام فتح کے ساتھ مبتدا سے پہلے آتا ہے، اور تاکید کا معنی دیتا ہے، مثلاً ﴿وَلَذِكْرُ اللهِ أَكْبَرُ﴾ ''اور یقیناً اللہ کا ذکر سب سے بڑا عمل ہے''۔ [القرآن]

لام ابتدا کو حرفِ جرّ 'لِ' سے الگ سمجھا جائے۔ لام الابتدا پر ہمیشہ فتح آتی ہے جبکہ حرفِ جر 'لِ' پر کسرہ۔ البتہ حرفِ جر 'لِ' پر بھی ایسی صورت میں فتح آتی ہے جبکہ وہ ضمائر متصلہ کے ساتھ آئے، مثلاً لَهَا، لَکَ، لَهُ وغیرہ، اس فرق کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے۔ لام ابتدا اور لام حرفِ جر میں ایک فرق یہ ہے کہ مؤخر الذکر بعد میں آنے والے اسم کو جر دیتا ہے جبکہ لامِ ابتداء المبتدأ پر کوئی عمل نہیں کرتا، مثلاً لَبَيْتُکَ أَجْمَلُ 'یقیناً تیرا گھر زیادہ خوبصورت ہے'۔ یاد رہے لام تاکید حرف 'إِنَّ' کے ساتھ بھی

بکثرت استعمال ہوتا ہے جو تاکید کا معنی دیتا ہے۔ البتہ ایسی صورت میں لام مبتدأ کے ساتھ نہیں بلکہ خبر پر آجاتا ہے، کیونکہ دونوں حروفِ تاکید 'إنَّ' اور 'لَ' ایک ساتھ نہیں آسکتے۔ دی گئی مثال لَبَيْتُكَ أَجْمَلُ کے ساتھ إنَّ آنے سے یہ جملہ یوں بن جائے گا، إِنَّ بَيْتُكَ لَأَجْمَلُ 'یقیناً، یقیناً تمہارا گھر زیادہ خوبصورت ہے'۔ اس لام کی تبدیل شدہ جگہ کے پیشِ نظر اب اسے لام الابتدا نہیں کہا جائے گا، بلکہ اس لام کو اللَّامُ الْمُزَحْلَقَةُ (جگہ بدلی کیا ہوا لام-the displaced lam) کہا جائے گا۔ یاد رہے إنَّ اور لام تاکید کے ساتھ جملہ میں تاکید کا پہلو دو چند ہو جاتا ہے، مثلاً ﴿إِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ۝﴾ ''یقیناً، یقیناً تمہارا معبود ایک ہے'' [۳۷:۴]، ﴿وَإِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ۝﴾ ''اور یقیناً یقیناً کمزور ترین گھر مکڑے کا ہے''۔ [۲۹:۴۱]، ﴿إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ۝﴾ ''یقیناً، یقیناً بدترین آواز گدھے کی آواز ہے''۔ [۳۱:۱۹]

❸ لٰكِنَّ 'لیکن':

یہ حرف 'إنَّ' کی بہنوں میں شمار ہوتا ہے، اور إنَّ کی طرح ہی عمل کرتا ہے یعنی بعد میں آنے والے اسم کو نصب دیتا ہے، مثلاً هَاشِمٌ مُجْتَهِدٌ لٰكِنَّ زَيْدًا كَسْلَانٌ 'ہاشم محنتی ہے لیکن زید سست ہے'۔ لٰكِنَّ بغیر شدّہ کے، یعنی لٰكِنْ بھی استعمال ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں دو تبدیلیاں لاحق ہوتی ہیں:

① لٰكِنْ اپنے بعد میں آنے والے اسم میں کوئی تبدیلی نہیں کرتا، یعنی یہ حرفِ ناصبہ نہیں رہتا، مثلاً ﴿لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُبِيْنٍ۝﴾ ''لیکن وہ ظالم آج پڑے ہیں صریح گمراہی میں'' [۱۹:۳۸]

② لٰكِنَّ کے برعکس، لٰكِنْ جملہ فعلیہ میں بھی استعمال ہوتا ہے، مثلاً وَلٰكِنْ لَا يَشْعُرُوْنَ 'لیکن وہ نہیں سمجھتے'۔

دونوں لٰکِنْ اور لٰکِنَّ پہلے آنے والے کلام میں تصحیح یا تبدیلی لاتے ہیں۔ مثلاً ﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ ''اور نہیں کفر کیا تھا سلیمان علیہ السلام نے لیکن (صحیح بات یہ ہے کہ) شیطانوں نے ہی کفر کیا تھا، سکھاتے تھے لوگوں کو جادو'' [۲:۱۰۲] ایک اور مثال: ﴿إِنَّ اللهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ بہت فضل والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے'' [۲:۲۴۳]

❹ كَأَنَّ:

یہ حرف بھی إِنَّ کی بہنوں میں سے ایک ہے، اور بعد میں آنے والے اسم کو نصب دیتا ہے۔ كَأَنَّ کا معنی ہے 'ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے'، مثلاً كَأَنَّ الطَّالِبَ مَرِيْضٌ 'ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ طالبعلم بیمار ہے'۔ ایسے ہی كَأَنَّكَ مِنَ الْهِنْدِ 'تو ہندوستانی معلوم ہوتا ہے'۔

❺ لَعَلَّ:

یہ حرف بھی أخوات إِنَّ میں سے ہے اور إِنَّ ہی کی طرح عمل کرتا ہے۔ لَعَلَّ امید یا خوف کا معنی دیتا ہے، مثلاً اَلْجَوُّ جَمِيْلٌ 'موسم سہانا ہے' سے لَعَلَّ الْجَوَّ جَمِيْلٌ 'شائد کہ موسم اچھا ہے' ہو جاتا ہے۔ اَلْمُدَرِّسُ مَرِيْضٌ 'استاد بیمار ہے' سے لَعَلَّ الْمُدَرِّسَ مَرِيْضٌ 'مجھے ڈر ہے کہ استاد بیمار ہے/ ہوسکتا ہے استاد بیمار ہو'۔

❻ إِنَّمَا:

إِنَّمَا فقط/ محض/ بس/ اس سے زیادہ کچھ نہیں/ بیشک/ تحقیق وغیرہ کا معنی دیتا ہے۔ یہ حصر کے معنی کے لئے نہایت اہم حرف ہے، مثلاً ﴿إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ﴾

''ہم تو محض/ فقط (اُن سے) دِل لگی/ مذاق کرتے ہیں'' [۲:۱۴]، ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ﴾ ''صدقات تو بس/ فقط/ محض فقیروں کے لئے ہیں'' [۹:۶۰]

إِنَّمَا أَنَا مُدَرِّسٌ کا معنی ہے 'میں تو صرف ایک استاد ہوں، اس سے زیادہ کچھ نہیں'۔ إِنَّمَا = إِنَّ + مَا کا مرکب ہے، اس مَا کو مَا الْكَافَةِ کہتے ہیں، یعنی 'روکنے والا ما' کیونکہ یہ إِنَّ کو اسم پر نصب آنے سے روکتا ہے اس لئے إِنَّمَا کے بعد میں آنے والا اسم اپنی اصلی حالت یعنی حالتِ رفع میں ہی رہتا ہے، مثلاً ((إِنَّما الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ)) ''اعمال کا دارومدار صرف نیتوں پر ہے'' [الحدیث] یہ بھی یاد رہے کہ إِنَّ کے برعکس إِنَّمَا جملہ فعلیہ میں بھی استعمال ہوتا ہے، مثلاً إِنَّمَا يَكْذِبُ 'وہ فقط جھوٹ بول رہا ہے'۔

7 أَنَّ 'کہ/ یہ کہ':

أَنَّ جملہ کے شروع میں نہیں آتا بلکہ یہ حرف جملہ کے درمیان میں آتا ہے۔ اور ماقبل کی وضاحت کرتا ہے۔ إِنَّ کی طرح أَنَّ بھی حرفِ ناصبہ ہے، یعنی بعد میں آنے والے اسم کو نصب دیتا ہے، مثلاً ﴿أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ ''کیا آپ نے نہیں جانا کہ اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے'' [۲:۱۰۶] إِنَّ کی طرح أَنَّ بھی ضمائر متصلہ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے، مثلاً ﴿وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ ''اور یہ کہ وہ اُسی (اپنے رب) کی طرف واپس جانے والے ہیں'' [القرآن] یہ بھی یاد رکھیں کہ جملہ اسمیہ میں إِنَّ اور أَنَّ لا متناہی/ مصدری معنی دیتے ہیں۔

8 أَنّٰى:

یہ لفظ استفہام ہے جو 'کیونکہ، جہاں، کیسے، کہاں سے، کب' وغیرہ کے معنی دیتا ہے۔ اسم ظرف ہے، زمان ومکان دونوں کے لئے آتا ہے، مثلاً ﴿قَالَ يَامَرْيَمُ أَنّٰى لَكِ هٰذَا﴾ ''اس (زکریا علیہ السلام) نے کہا، اے مریم کہاں سے ملا تجھے یہ (رزق)''

[۳:۴۷]، ﴿فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ﴾ ''پس جاؤ اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو'' [۲:۲۲۳]، ﴿قَالُوْا أَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا﴾ ''کہنے لگے کیونکر ہوسکتی ہے اس کی حکومت ہم پر'' [۲:۲۴۷]

❾ بَلْ:

یہ حرف 'بلکہ، ایسا نہیں بلکہ، برخلاف اس کے، اصل بات یہ ہے کہ' وغیرہ کے معنی دیتا ہے، مثلاً ﴿بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا۝ وَالآخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى۝﴾ ''بلکہ (حقیقتِ حال یہ ہے) کہ تم ترجیح دیتے ہو دنیا کی زندگی کو (اور آخرت کو نظر انداز کرتے ہو) حالانکہ آخرت کہیں بہتر اور زیادہ پائدار ہے'' [۸۷:۱۶-۱۷] ایک اور مثال: ﴿قَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَعَنَهُمُ اللهُ بِكُفْرِهِمْ﴾ ''وہ (بنی اسرائیل) کہتے ہیں ہمارے دل تو غلافوں میں (بند) ہیں (نہیں) بلکہ لعنت کی انہیں اللہ نے ان کے کفر کی وجہ سے''۔ [۲:۸۸] بَلْ حرفِ اضراب ہے، یعنی ماقبل سے اعراض کے لئے آتا ہے اور تدارک، یعنی اصلاح کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

❿ لَيْتَ:

یہ حرف بھی مشبہ بفعل ہے، اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتا ہے اور تمنا کے لئے مستعمل ہے، مثلاً ﴿يَا لَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرَابًا۝﴾ ''اے کاش! میں ہو گیا ہوتا مٹی'' [۷۸:۴۰] ایک اور مثال: ﴿قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ۝ بِمَا غَفَرَلِيْ رَبِّيْ۝﴾ ''اُس نے کہا اے کاش! میری قوم کے لوگ (اس بات کو) جانیں کہ بخش دیا ہے مجھے میرے پروردگار نے'' [۳۶:۲۶-۲۷]

❁❁❁❁

سبق نمبر۱۲

الفعل ـ الماضی

الفعل ایسے لفظ کو کہتے ہیں جس سے کسی کام/عمل کے کرنے یا ہونے کا مفہوم ظاہر ہو۔ اور اس کا تعلق کسی زمانے، یعنی ماضی، حال یا مستقبل سے بھی ہو۔ عربی فعل کی تین اقسام ہیں:

❶ فعل ماضی:

ایسا کام/عمل جو زمانے کے اعتبار سے مکمل ہو چکا ہو فعل ماضی کہلاتا ہے۔ عام طور پر اس کا اطلاق گزرے ہوئے زمانے پر ہوتا ہے، مثلاً کَتَبَ 'اس نے لکھا'، أَكَلَ 'اس نے کھایا' وغیرہ۔

❷ فعل مضارع:

فعل مضارع کا اطلاق زمانہ حال اور زمانہء مستقبل دونوں پر ہوتا ہے، یعنی ایسا کام جس کی تکمیل کا عمل جاری ہو یا جس کی تکمیل کا عمل زمانہ مستقبل میں ہو، مثلاً يَكْتُبُ 'وہ لکھتا ہے/لکھ رہا ہے/ لکھے گا'، يَأْكُلُ 'وہ کھاتا ہے/ کھا رہا ہے/ کھائے گا' وغیرہ۔

❸ فعل اُمر:

ایسا لفظ جس کا اطلاق کسی حکم، خواہش یا دُعا پر ہو فعل اُمر کہلاتا ہے، مثلاً اُكْتُبْ 'تو

لکھ، 'کُلْ' تو کھا'، 'اِغْفِرْ' تو بخشش فرما' وغیرہ۔

اس سبق میں فعل ماضی کی وضاحت کی جائے گی۔

ساخت کے لحاظ سے زیادہ تر عربی افعال کی بنیاد سہ حرفی (triliteral) ہے، جسے الفعل الثلاثی المجرد کا نام دیا جاتا ہے، یعنی ایسا فعل جس کی بناوٹ صرف تین حروف پر ہوتی ہے۔ مثلاً کَتَبَ جس کا بنیادی معنی لکھنا ہے، اور لفظی معنی ہے 'اُس نے لکھا' اور کَتَبَ کی ساخت کے تین بنیادی حروف ک+ت+ب ہیں، اور یہ لفظ فعل ماضی کے واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے۔ ایسے ہی نَصَرَ کی ساخت کے تین بنیادی حروف (مادہ) ن+ص+ر ہیں، جس کا بنیادی معنی (root meaning) مدد کرنا، اور لفظی معنی (literal meaning) ہے 'اس نے مدد کی'، اور یہ لفظ بھی فعل ماضی کے واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے۔ ایسے ہی عَلِمَ = ع+ل+م 'جاننا/ اس نے جانا' فعل ماضی کا واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے۔

یاد رہے کہ فعل ماضی کا پہلا صیغہ واحد مذکر غائب ہی ہے، اور اس میں متعلقہ فعل کے بنیادی حروف موجود ہوتے ہیں۔ ثلاثی افعال کی ساخت ظاہر کرنے کے لئے عربی قواعد کے نحویوں (Grammarians) نے تین حروف، یعنی ف – ع –ل (فعل) کا ایک سانچہ مقرر کر دیا ہے، اور انہیں حروف کے حوالے سے ہم عربی افعال کی بناوٹ کے بنیادی حروف (root consonants) کی مدد سے ہر طرح کے افعال کا ادراک بآسانی کر سکتے ہیں۔ مثلاً کَتَبَ، اس میں بنیادی حروف ک –ت –ب ہیں، اور جب ہم اس لفظ کو فعل کے سانچے سے گزارتے ہیں تو کَتَبَ میں 'ک' فا کلمہ کہلاتا ہے، 'ت' عین کلمہ اور 'ب' لام کلمہ کہلاتا ہے۔ ایسے ہی عَلِمَ، اس میں پہلا حرف یعنی 'ع' فا کلمہ کی جگہ ہے، 'ل' عین کلمہ کی جگہ اور 'م' لام کلمہ کی جگہ پر ہے۔ مزید مثالوں کے لئے درج ذیل ٹیبل کا بغور مطالعہ کریں:

افعال	ف ـــ (فاء الکلمة)	ـــ ع ـــ (عین الکلمة)	ـــ ل (لام الکلمة)
کَتَبَ 'اس نے لکھا'	ک	ت	ب
ضَرَبَ 'اس نے مارا'	ض	ر	ب
نَصَرَ 'اس نے مدد کی'	ن	ص	ر
فَتَحَ 'اس نے کھولا'	ف	ت	ح
سَمِعَ 'اس نے سنا'	س	م	ع
کَرُمَ 'وہ مکرّم ہوا'	ک	ر	م
حَسِبَ 'اس نے گمان کیا'	ح	س	ب
ضَعُفَ 'وہ کمزور ہوا'	ض	ع	ف

یاد رہے کہ حرکات کے اعتبار سے کسی بھی سادہ ثلاثی فعل کا پہلا اور تیسرا حرف ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے، یعنی اِن دونوں حروف پر فتح آتا ہے۔ جبکہ درمیانی، یعنی دوسرے حرف کی حرکت متعین نہیں ہے۔ اس حرف پر فتح بھی آ سکتا ہے، ضمہ بھی اور کسرہ بھی آ سکتا ہے جیسا کہ اوپر کی مثالوں سے ظاہر ہے۔ درمیانی حرف پر اس تبدیلی کے پیش نظر ثلاثی مجرد افعال کی تقسیم تین اوزان (جمع وزن) یا تین ساخت پر ہے، یعنی فعَلَ ، فعِلَ ، فعُلَ۔ ان تین اوزان پر ثلاثی مجرد کے افعال کی مثالیں درج ذیل ہیں:

① فَعَلَ یعنی ءَ-ءَ-ءَ گروپ: اس میں ثلاثی افعال کے تینوں حروف پر فتح ہے، مثلاً نَصَرَ 'اُس نے مدد کی'، کَتَبَ 'اُس نے لکھا'، فَتَحَ 'اس سے کھولا'، خَرَجَ 'وہ نکلا'، جَلَسَ 'وہ بیٹھا'، دَخَلَ 'وہ داخل ہوا' وغیرہ۔

② فَعِلَ یعنی ءَ-ءِ-ءَ گروپ: اس میں ثلاثی افعال کے درمیانے حرف پر کسرہ ہے، مثلاً سَمِعَ 'اس نے سنا'، عَلِمَ 'اس نے جانا'، فَرِحَ 'وہ خوش ہوا'، شَرِبَ

'اس نے پیا'، وَرِثَ 'وہ وارث ہوا'، رَضِیَ 'وہ خوش ہوا'، خَشِیَ 'وہ خوف زدہ ہوا' وغیرہ۔

③ فَعُلَ یعنی ءَ-ءُ-ءَ گروپ: اس میں ثلاثی افعال کے درمیانے حرف پر ضمہ ہے۔ مثلاً شَرُفَ 'اس نے شرف حاصل کیا'، قَبُحَ 'وہ بدصورت ہوا/تھا'، حَسُنَ 'وہ اچھا ہوا/خوبصورت ہوا/تھا'، بَعُدَ 'وہ دور ہوا/تھا'، عَظُمَ 'وہ عظیم ہوا/تھا'، نَبُلَ 'وہ شریف ہوا/تھا-he was noble'، ضَعُفَ 'وہ کمزور ہوا/بوڑھا ہوا'، کَرُمَ 'وہ مکرم ہوا' وغیرہ۔

یاد رہے کہ ثلاثی مجرد کے ان تینوں اوزان میں پہلا اور تیسرا حرف مفتوح ہے۔

ثلاثی مجرد افعال کے علاوہ چار حروف پر مشتمل افعال بھی استعمال ہوتے ہیں جنہیں رباعی افعال کہا جاتا ہے۔ تاہم ان کا استعمال کم ہے، رباعی افعال کا وزن فَعْلَلَ کی ساخت پر ہے، مثلاً تَرْجَمَ 'اس نے ترجمہ کیا'، زَلْزَلَ 'وہ لرزہ'، زَحْزَحَ 'وہ ہٹ گیا'، دَحْرَجَ 'وہ لڑکا-he rolled'، وغیرہ۔

اب آیئے عربی افعال کی مزید وضاحت کرتے ہیں۔ یہ بات ہم اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ فعل کا لفظ بذاتِ خود کوئی مکمل مفہوم ادا نہیں کر سکتا جب تک کہ اس فعل کے کرنے والے کا ذکر نہ آئے، مثلاً اردو میں 'لکھا' ایک فعل ماضی کا حرف ہے جو بذاتِ خود کوئی مکمل مفہوم نہیں دیتا کیونکہ اس کے کرنے والے یعنی فاعل کا یہاں ذکر نہیں ہے۔ اس بات سے یہ بات واضح ہے کہ فعل کے ساتھ فاعل کا ہونا ناگزیر ہے۔ اُردو زبان میں ہمیں فاعل کا ذکر علیحدہ سے کرنا ہوتا ہے، مثلاً 'اُس نے لکھا'، انہوں نے لکھا، تو نے لکھا، تم نے لکھا، میں نے لکھا، ہم نے لکھا، وغیرہ۔ مگر عربی زبان کی خوبصورتی ہے کہ فعل کے اندر ہی ضمیر کی صورت میں فاعل موجود ہوتا ہے، اور اسے ضمیر مستتر کہا جاتا ہے، یعنی چھپی ہوئی ضمیر جو فعل کا لازم حصہ ہوتی ہے۔ جیسے اوپر دی گئی

مثالوں سے ظاہر ہے کہ کَتَبَ کا معنی ہے 'اس نے لکھا' اور دَخَلَ کا معنی ہے 'وہ داخل ہوا'۔ اِن افعال میں 'اُس نے' اور 'وہ' فاعل ہیں، یعنی اِن فعلوں کو کرنے والے ہیں۔ اوپر دی گئی مثالوں کا تعلق واحد مذکر غائب کے صیغے سے تھا۔ ایسے ہی ذَھَبَ 'وہ گیا' اور ذَھَبَتْ 'وہ گئی' کا معنی دیتے ہیں۔

اسی طرح فعل ماضی کی بنیادی ساخت کے ساتھ کچھ مزید حروف/ حرکات کا اضافہ کر دیا جاتا ہے تاکہ ضمائر کے مختلف صیغوں کا معنی ادا ہو سکے۔

تمام افعال میں کلام کے اعتبار سے تین صیغے ہوتے ہیں، یعنی غائب، حاضر اور متکلم۔ اِن میں سے ہر ایک صیغہ جنس کے اعتبار سے مذکر یا مؤنث ہو سکتا ہے، پھر ہر ایک صیغہ، عدد کے لحاظ سے واحد یا جمع ہو سکتا ہے۔ اس طرح جب ایک سادہ فعل کو تین صیغوں، دو جنسوں اور دو عددوں کے ساتھ ایک ٹیبل کی شکل میں جمع کیا جاتا ہے تو یہ دس صیغے بن جاتے ہیں، جنہیں صَرْفٌ (conjugation) کا نام دیا جاتا ہے۔
اِن صیغوں کی وضاحت درج ذیل ہے:

① ذَھَبَ 'وہ گیا': اس فعل میں فاعل 'وہ' ہے جو ضمیر مستتر کے طور پر فعل کا ہی حصہ ہے۔ یہ واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے جو فعل کے بنیادی حروف (root letters) پر مشتمل ہے اور اسی بنیادی صیغہ سے کچھ اضافہ کے ساتھ دوسرے صیغے وجود میں آتے ہیں۔

② ذَھَبُوْا 'وہ گئے': اس فعل کا فاعل واؤ ہے (واؤ کے بعد کا الف پڑھا نہیں جاتا)۔ یہ جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے جو ذَھَبَ میں واؤ کے اضافے سے وجود میں آیا۔

③ ذَھَبَتْ 'وہ گئی': یہ واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے۔ اس فعل کا فاعل 'تْ' ہے جو واحد مؤنث کی نشانی ہے۔ ذَھَبَ میں تا ساکن کے اضافے سے یہ فعل وجود میں آیا۔

④ ذَھَبْنَ 'وہ گئیں': یہ جمع مؤنث غائب کا صیغہ ہے اور نون اس فعل کا فاعل ہے۔

آخر میں نون جمع مؤنث غائب کی نشانی ہے۔

⑤ ذَهَبْتَ 'تو گیا': یہ واحد مذکر حاضر کا صیغہ ہے۔اور اس فعل کا فاعل 'تَ' (تا) ہے۔

⑥ ذَهَبْتُمْ 'تم گئے': یہ جمع مذکر حاضر کا صیغہ ہے، اور 'تُمْ' اس فعل کا فاعل ہے۔

⑦ ذَهَبْتِ 'تو گئی': یہ واحد مؤنث حاضر کا صیغہ ہے اور 'تِ' (تی) اس فعل کا فاعل ہے۔

⑧ ذَهَبْتُنَّ 'تم گئیں': یہ جمع مؤنث حاضر کا صیغہ ہے، اور اس صیغہ میں 'تُنَّ' فاعل ہے۔

⑨ ذَهَبْتُ 'میں گیا/گئی': یہ واحد متکلم کا صیغہ ہے جو مذکر اور مؤنث کے لئے یکساں استعمال ہوتا ہے۔اور اس فعل کا فاعل 'تُ' (تو) ہے۔

⑩ ذَهَبْنَا 'ہم گئے/ ہم گئیں': یہ جمع متکلم کا صیغہ ہے جو مذکر اور مؤنث کے لئے یکساں استعمال ہوتا ہے۔اور 'نَا' اس فعل کا فاعل ہے۔

ماضی معروف کے کسی بھی سادہ ثلاثی مجرد فعل کی گردان (صَرْفٌ) کا طریقہ کار ٹیبل نمبر 5 میں درج ہے جس کا مطالعہ کر لیا جائے۔اِس ٹیبل میں فَعَلَ 'اس نے کیا' کی گردان ہے جس کا اطلاق تمام سادہ ماضی معروف ثلاثی مجرد پر ہو سکتا ہے۔

ٹیبل نمبر 5

ماضی معروف ثلاثی مجرد فعل کی گردان

صیغہ		واحد	جمع
غائب	مذکر ♂	فَعَلَ 'اس نے کیا'	*فَعَلُوْا 'انہوں نے کیا'
	مؤنث ♀	فَعَلَتْ 'اس نے کیا'	فَعَلْنَ 'انہوں نے کیا'
حاضر	مذکر ♂	فَعَلْتَ 'تو نے کیا'	*فَعَلْتُمْ 'تم نے کیا'
	مؤنث ♀	فَعَلْتِ 'تو نے کیا'	فَعَلْتُنَّ 'تم نے کیا'
متکلم	مذکر/مؤنث	فَعَلْتُ 'میں نے کیا'	فَعَلْنَا 'ہم نے کیا'

نوٹ: ا-(*) قاعدے کے مطابق مخلوط مذکر اور مؤنث گروپ کے لئے غائب اور حاضر کے جمع مذکر کے صیغے استعمال ہوتے ہیں۔ البتہ مخصوص مؤنث گروپ کے لئے غائب اور حاضر کے جمع مؤنث کے صیغے استعمال ہوتے ہیں۔

۲- سمجھنے میں آسانی کے پیش نظر فعل کے تثنیہ کے صیغے اس ٹیبل میں نہیں دیئے گئے، اِن کی وضاحت بعد میں کی جائے گی۔ نیز تثنیہ کے صیغے قرآنِ کریم میں کم استعمال ہوئے ہیں اِس لئے واحد اور جمع کے صیغوں کا سمجھنا اوّلیت کا متقاضی ہے۔

۳- متکلم کے مذکر اور مؤنث کے صیغے یکساں ہیں۔

ثلاثی مجرد کی طرح ہی رباعی افعال کی گردان ہوتی ہے۔ ٹیبل نمبر 6 پر ایک رباعی فعل تَرْجَمَ 'اُس نے ترجمہ کیا' کی گردان لکھ دی گئی ہے جس کا بغور مطالعہ کر لیا جائے۔

ٹیبل نمبر 6

فعل ماضی معروف رباعی کی گردان

صیغہ		واحد	جمع
غائب	مذکر ♂	تَرْجَمَ	تَرْجَمُوْا
	مؤنث ♀	تَرْجَمَتْ	تَرْجَمْنَ
حاضر	مذکر ♂	تَرْجَمْتَ	تَرْجَمْتُمْ
	مؤنث ♀	تَرْجَمْتِ	تَرْجَمْتُنَّ
متکلم	مذکر/مؤنث	*تَرْجَمْتُ	*تَرْجَمْنَا

نوٹ:(*) متکلم کے مذکر اور مؤنث کے صیغے یکساں ہیں۔

❹ فعل ماضی معروف/معلوم:

فعل ماضی معروف (Active Verb) کے بیان کیے گئے اوزان، یعنی فَعَلَ، فَعِلَ اور فَعُلَ کا تعلق فعل معروف یا معلوم سے ہے۔ فعل معروف/معلوم ایسے فعل کو کہا جاتا ہے جس کا کرنے والا، یعنی فاعل معلوم ہو۔ مثلاً کَتَبَ 'اس نے لکھا' یہ ایک فعل معلوم ہے جس کا فاعل 'وہ/اس نے' ہے۔ اور کَتَبَ زَیْدٌ 'زید نے لکھا' یہ بھی فعل معروف ہے کیونکہ اس کا فاعل 'زید' معلوم ہے۔ فاعل ضمیر کی صورت میں فعل کے اندر بھی پوشیدہ ہوسکتا ہے، جسے ضمیر مستتر کہتے ہیں جس کی مثال کَتَبَ میں 'وہ' ہے۔ اور فاعل ظاہری صورت میں بھی ہوسکتا ہے جیسے کَتَبَ زَیْدٌ میں 'زید' ظاہر ہے۔

❺ فعل ماضی مجہول:

فعل ماضی مجہول (Passive Verb) ایسے فعل کو کہا جاتا ہے جس کا کرنے والا یعنی فاعل نامعلوم ہو۔ ثلاثی / رباعی افعال مجہول کا وزن فُعِلَ / فُعْلِلَ ہے، یعنی فا کلمہ پر ضمہ، عین کلمہ پر کسرہ اور لام کلمہ پر فتح، مثلاً کَتَبَ 'اس نے لکھا' سے کُتِبَ 'لکھا گیا'، قَتَلَ سے قُتِلَ 'وہ قتل ہوا'۔ ان مجہول افعال، یعنی کُتِبَ اور قُتِلَ کا فاعل مجہول ہے یعنی نامعلوم ہے۔ فَعُلَ کے وزن پر آنے والے افعال کا مجہول نہیں ہوتا، مثلاً کَرُمَ 'وہ مکرم ہوا'، ضَعُفَ 'وہ کمزور ہوا'، بَعُدَ 'وہ دُور ہوا' کے مجہول نہیں ہوتے۔ فعل معلوم سے فعل مجہول کی چند مزید مثالیں درج ذیل ہیں:

فعل معروف	فعل مجہول
خَلَقَ 'اس نے تخلیق کیا'	خُلِقَ 'وہ تخلیق ہوا'
شَرِبَ 'اس نے پیا'	شُرِبَ 'پیا گیا'
نَصَرَ 'اس نے مدد کی'	نُصِرَ 'وہ مدد کیا گیا'
دَخَلَ 'وہ داخل ہوا'	دُخِلَ 'وہ داخل کیا گیا'

نَزَلَ 'وہ اُترا'	نُزِلَ 'وہ اُتارا گیا'
تَرْجَمَ 'اس نے ترجمہ کیا'	تُرْجِمَ 'اس کا ترجمہ کیا گیا'
زَلْزَلَ 'وہ لرزا'	زُلْزِلَ 'اسے لرزہ گیا'
قَرَءَ 'اس نے پڑھا'	قُرِءَ 'وہ پڑھا گیا'
زَحْزَحَ 'اس نے ہٹایا/ بچایا'	زُحْزِحَ 'وہ ہٹایا گیا/ بچایا گیا'
أَنْبَأَ 'اس نے خبر کی/ دی'	أُنْبِأَ 'اسے خبر دی گئی'

6 فعل ماضی نفی:

فعل ماضی میں نفی کا معنی لانے کے لئے حرف 'مَا' استعمال ہوتا ہے، مثلاً ذَهَبْتُ إِلَى الْجَامِعَةِ 'میں یونیورسٹی گیا/گئی' سے مَا ذَهَبْتُ إِلَى الْجَامِعَةِ 'میں یونیورسٹی نہیں گیا/گئی'، مَاخَرَجَ الطُّلَّابُ مِنَ الْفَصْلِ 'طلباء کلاس سے نہیں نکلے'، دَخَلَ حَامِدٌ وَلٰكِنَّهُ مَا خَرَجَ 'حامد اندر گیا لیکن وہ باہر نہیں آیا'، مَا كُتِبَ الدَّرْسُ 'سبق نہیں لکھا گیا'۔

ماضی کے تمام صیغوں کی نفی کے لئے حرف 'مَا' کا ہی استعمال ہوتا ہے۔ البتہ سوالیہ جملہ کی نفی کے لئے حرف 'لا' بھی استعمال ہوتا ہے، مثلاً أَكَتَبْتَ الدَّرْسَ يَا بِلَالُ 'اے بلال! کیا تو نے سبق لکھ لیا ہے؟' اس کا نفی میں جواب ہوگا لاَ، مَا كَتَبْتُ الدَّرْسَ 'نہیں میں نے سبق نہیں لکھا'۔ أَفَهِمْتَ الدَّرْسَ يَاحَامِدُ 'اے حامد! کیا تو نے اس سبق کو سمجھ لیا ہے؟' اس سوال کا نفی میں جواب ہوگا لاَ، مَا فَهِمْتُهُ 'نہیں، میں نے اسے نہیں سمجھا'۔

7 نَعَمْ اور بَلٰى میں فرق:

مثبت سوال کے جواب میں نَعَمْ 'ہاں/ جی ہاں' استعمال ہوتا ہے جبکہ منفی سوال

کے جواب میں بَلٰی 'بیشک/ کیوں نہیں' استعمال ہوتا ہے، مثلاً أَ أَنْتَ طَالِبٌ یا بِلالُ 'اے بلال! کیا تو طالبعلم ہے؟' اس سوال کا مثبت جواب ہوگا، نَعَمْ، أَنَا طَالِبٌ 'ہاں/ جی ہاں، میں طالب علم ہوں'۔ أَلَسْتَ بِمُسْلِمٍ 'کیا تو مسلمان نہیں ہے؟' اس سوال کا مثبت جواب ہوگا، بَلٰی، أَنَا مُسْلِمٌ 'کیوں نہیں/ بیشک، میں مسلمان ہوں'۔ یاد رہے اس سوال کے جواب میں 'نَعَمْ' کہنے سے معنی الٹ ہو جاتا ہے، یعنی 'میں مسلمان نہیں ہوں'۔

8 ماضی قریب:

ماضی قریب کے لئے جملہ فعلیہ کے شروع میں حرف 'قَدْ' کا اضافہ کیا جاتا ہے، مثلاً قَدْ فَعَلَ 'اس نے کیا ہے'، قَدْ فَعَلُوْا 'انہوں نے کیا ہے' وغیرہ۔ جملہ فعلیہ سے پہلے 'قَدْ' یا 'لَقَدْ' آنے سے جملہ میں فعل پر تاکید کا عنصر بھی پایا جاتا ہے۔ مثلاً قَدْ قَامَتِ الصَّلاۃُ 'بیشک نماز کھڑی ہو چکی ہے'، ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِيْ أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ۝﴾ ''یقیناً، یقیناً ہم نے انسان کو بہترین ساخت میں پیدا کیا'' [۹۵:۴] ﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۝﴾ ''یقیناً مؤمنین کامیاب و کامران ہوئے''۔ [۲۳:۱]

9 ماضی بعید:

ماضی بعید کے لئے جملہ فعلیہ کے شروع میں لفظ 'کَانَ' کا اضافہ کیا جاتا ہے، مثلاً ذَهَبَ 'وہ گیا' سے کَانَ ذَهَبَ 'وہ گیا تھا' ہو جائے گا۔ أَنَا مَرِيْضٌ 'میں بیمار ہوں' سے كُنْتُ مَرِيْضًا أَمْسِ ''میں کل بیمار تھا' ہو جائے گا۔ کَانَ فعل ناقص ہے اور اس کا استعمال فعل کے صیغے کے مطابق ہی ہوتا ہے۔ مثلاً کَانَ کَتَبَ 'اس نے لکھا تھا'، کَانَتْ کَتَبَتْ 'اس (♀) نے لکھا تھا'، کَانُوْا کَتَبُوْا 'انہوں نے لکھا تھا'، كُنْتُ کَتَبْتُ 'میں نے لکھا تھا' وغیرہ۔ کَانَ کی گردان ٹیبل نمبر 7 میں دی گئی ہے۔

یاد رہے اسما کے ساتھ کَانَ 'ہے' کے معنی، یعنی حال یا دوام (ہمیشگی) کے لئے بھی مستعمل ہے، مثلاً ﴿وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَحِيْمًا﴾ ''اور ہے اللہ بڑا بخشنے والا رحم والا'' [۳۳:۷۳]

ٹیبل نمبر 7

الماضی البعید - کَانَ نَظَرَ 'اس نے دیکھا تھا/غور کیا تھا'

صیغہ		واحد	جمع
غائب	مذکر ♂	كَانَ نَظَرَ اس نے دیکھا تھا/غور کیا تھا	كَانُوْا نَظَرُوْا انہوں نے دیکھا تھا
	مؤنث ♀	كَانَتْ نَظَرَتْ اس نے دیکھا تھا/غور کیا تھا	كُنَّ نَظَرْنَ انہوں نے دیکھا تھا
حاضر	مذکر ♂	كُنْتَ نَظَرْتَ تو نے دیکھا تھا	كُنْتُمْ نَظَرْتُمْ تم نے دیکھا تھا
	مؤنث ♀	كُنْتِ نَظَرْتِ تو نے دیکھا تھا	كُنْتُنَّ نَظَرْتُنَّ تم نے دیکھا تھا
متکلم	مذکر/مؤنث	كُنْتُ نَظَرْتُ میں نے دیکھا تھا	كُنَّا نَظَرْنَا ہم نے دیکھا تھا

سبق نمبر۱۳

الجملة الفعلية

اس سے پہلے ہم پڑھ چکے ہیں کہ بناوٹ کے لحاظ سے عربی جملے دوطرح کے ہوتے ہیں، یعنی جملہ اسمیہ (Nominal Sentence) اور جملہ فعلیہ Verbal Sentence) جملہ اسمیہ دوحصوں پر مشتمل ہوتا ہے جنہیں المبتدأ (Subject) اور خبر (Predicate) کہا جاتا ہے۔المبتدا عام طور پر اسم یا ضمیر کی شکل میں ہوتا ہے، جبکہ خبر اسم، فعل یا جملہ کی شکل میں ہوتی ہے۔ جملہ اسمیہ کی وضاحت کی جا چکی ہے۔اس سبق میں جملہ فعلیہ کی وضاحت کی جائے گی۔

جملہ فعلیہ کی ابتدأ عام طور پر فعل سے ہوتی ہے،اوراس فعل کا کرنے والا الفاعل کہلاتا ہے۔مثلاً دَخَلَ زَيْدٌ 'زید داخل ہوا'۔ یہ ایک سادہ جملہ فعلیہ ہے جس میں دَخَلَ فعل (Verb) ہے اور زَيْدٌ اس فعل کا فاعل (Subject) ہے۔ فاعل ہمیشہ مرفوع، یعنی حالتِ رفع میں ہوتا ہے۔ فاعل اسم بھی ہوسکتا ہے اور ضمیر بھی، مثلاً دَخَلُوْا 'وہ داخل ہوئے'۔ یہ بھی ایک سادہ جملہ فعلیہ ہے جس کا فاعل ضمیر کی شکل میں فعل کے اندر پوشیدہ ہے، اوراس کا اظہار دَخَلُوْا کی واوٗ (وہ) سے ہوتا ہے۔ایسے ہی دَخَلْتَ 'تو داخل ہوا'۔ اس جملہ فعلیہ میں بھی فاعل فعل کے اندر پوشیدہ ہے جس کی نشانی دَخَلْتَ کی 'تَ' ہے۔ ایسے ہی دَخَلْنَا 'ہم داخل ہوئے' میں فاعل نَا (ہم) ہے۔ افعال میں پوشیدہ ضمائر (ضمائر مستتر) کی وضاحت سبق نمبر۱۲ میں گزر چکی ہے۔

جملہ فعلیہ میں اگر فاعل ظاہر شکل میں جمع کا صیغہ ہوتو اس کے لئے فعل کا صیغہ

واحد استعمال ہوتا ہے، جمع مذکر فاعل کے لئے فعل کا واحد مذکر صیغہ اور جمع مؤنث فاعل کے لئے فعل کا واحد مؤنث صیغہ استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً دَخَلَ الطُّلَّابُ 'طلبا داخل ہوئے'۔ اس جملہ فعلیہ میں دَخَلَ فعل ہے جو واحد مذکر کا صیغہ ہے جبکہ الطُّلَّابُ اس فعل کا ظاہر فاعل ہے جو جمع مذکر کا صیغہ ہے، اور دَخَلَتِ الْبَنَاتُ 'لڑکیاں داخل ہوئیں'۔ اس جملہ فعلیہ میں الْبَنَاتُ ظاہر فاعل ہے جو جمع مؤنث کا صیغہ ہے اور اس کا فعل دَخَلَتْ واحد مؤنث کا صیغہ ہے۔

❶ فعل لازم/متعدی:

عمل کے اعتبار سے عربی افعال دو طرح کے ہیں، یعنی فعل لازم (Intransitive) اور فعل متعدی (Transitive)۔

فعل لازم ایسا فعل ہے جس میں کسی کام کے ہونے کا مفہوم ہو، اور جو صرف فاعل پر ہی اکتفا کر کے اپنا مفہوم ادا کر دے، یعنی فعل + فاعل سے جملہ مکمل ہو جائے، مثلاً جَلَسَ حَامِدٌ 'حامد بیٹھا'، ذَهَبَ خَالِدٌ 'خالد گیا'، ضَحِكَ الطِّفْلُ 'بچہ ہنسا'۔ اِن مثالوں میں جَلَسَ، ذَهَبَ اور ضَحِكَ لازم افعال ہیں۔ اور اِن مثالوں سے واضح ہے کہ فعل لازم کے ساتھ صرف فاعل کے آنے سے ہی بات مکمل ہو جاتی ہے۔ یاد رہے فعل لازم کا مجہول (Passive Verb) نہیں ہوتا۔

فعل متعدی ایسا فعل ہے جس میں کسی کام کے کرنے کا مفہوم ہو، اور جو فاعل کے علاوہ مفعول کا بھی متقاضی ہو، یعنی مکمل مفہوم کے اظہار کے لئے فعل کے ساتھ فاعل اور مفعول دونوں کا استعمال ناگزیر ہو۔ ایسی صورت میں جملہ فعلیہ کی عمومی ترتیب، فعل + فاعل + مفعول پر ہوتی ہے۔ مثلاً ﴿قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ﴾ "قتل کیا داؤد علیہ السلام نے جالوت کو" [القرآن] اس جملہ میں قَتَلَ فعل متعدی ہے، جبکہ دَاوٗدُ

فعل کا کرنے والا، یعنی فاعل ہے اور جَالُوْتَ مفعول ہے جس پر فعل کا اثر/ ارتکاب ہوا ہے۔درج ذیل مزید مثالوں کی مدد سے جملہ فعلیہ میں فعل، فاعل اور مفعول کا تعین کریں اور اچھی طرح سمجھ لیں۔

فعل	فاعل	مفعول	ترجمہ
خَلَقَ	اللّٰہُ	الإِنْسَانَ	'تخلیق کیا اللہ تعالی نے انسان کو'
ضَرَبَ	اللّٰہُ	مَثَلاً	'بیان فرمائی اللہ تعالی نے ایک مثال'
سَحَرُوْا	(هُمْ)	أَعْيُنَ النَّاسِ	'انہوں نے مسحور کیا لوگوں کی آنکھوں کو'
خَلَقَ	(هُوَ)	الإِنْسَانَ	'اس (اللہ) نے تخلیق کیا انسان کو'
وَوَرِثَ	سُلَيْمَانُ	دَاوُوْدَ	'اور وارث ہوئے سلیمانؑ داوؑد کے'
كَسَرَ	الطِّفْلُ	الْقَلَمَ	'بچے نے قلم توڑا'
سَأَلَ	الْوَلَدُ	أُمَّهُ	'سوال کیا لڑکے نے اپنی ماں سے'

ان مثالوں میں غور کریں اور سمجھ لیں کہ فاعل حالتِ رفع میں ہوتا ہے جبکہ مفعول حالتِ نصب میں۔آخری مثال میں 'أمّ' مفعول بہ ہے اس لئے حالتِ نصب میں ہے اور 'ہ' 'أم' کے ساتھ ضمیر متصلہ ہے جو 'اپنی ماں سے' کا معنی دیتی ہے۔اس طرح کی چند مزید مثالوں پر غور کریں۔

رَأَيْتُ فَرَسَكَ 'میں نے تیرا گھوڑا دیکھا'۔اس مثال میں رَأَيْتُ فعل + فاعل ہیں 'میں نے دیکھا' اور فَرَسَ مفعول ہے اور كَ ضمیر متصلہ ہے۔فَرَسَ + كَ 'تیرا گھوڑا' جو مرکب اضافی ہے۔

قَرَأَ الطَّالِبُ كِتَابَهُ (كِتَابَ+هُ) 'طالبعلم نے اپنی کتاب پڑھی'۔اس مثال میں قَرَأَ فعل ہے، الطَّالِبُ فاعل اور كِتَابَ مفعول بہ، جبکہ كِتَابَ+هُ مرکب اضافی ہے، یعنی 'اپنی کتاب' یا 'اس کی کتاب' کا معنی دیتا ہے۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ مفعول بہ ضمیر کی شکل میں بھی آ سکتا ہے، مثلاً لَقِيْتُ حَامِدًا وَسَأَلْتُهُ 'میں حامد سے ملا اور اس سے پوچھا'۔ اس مثال میں دو فعلیہ جملے ہیں۔ پہلا جملہ لَقِيْتُ حَامِدًا میں لَقِيْتُ فعل + فاعل ہیں اور حَامِدًا مفعول بہ ہے، اور دوسرا جملہ وَسَأَلْتُهُ 'اور میں نے اس سے پوچھا' میں سَأَلْتُ 'میں نے پوچھا' فعل + فاعل ہیں اور 'ہ' اس سے' ضمیر متصلہ مفعول بہ ہے۔

❷ اِلْتِقَاءُ السَّاكِنَيْنِ:

دو ساکن حروف کا ایک ساتھ جمع ہونا اِلْتِقَاءُ السَّاكِنَيْنِ کہلاتا ہے۔ اس کی ایک صورت یہ ہے کہ جب نونِ تنوین (ــٌ) کے بعد کوئی لفظ ہمزۃ الوصل سے شروع ہو تو دو ساکن حروف ایک ساتھ جمع ہو جاتے ہیں، مثلاً شَرِبَ حَامِدٌ الْمَاءَ 'حامد نے پانی پیا'۔ یہاں حَامِدٌ میں دال کی تنوین کے بعد ہمزہ الوصل ہے اور اس کے بعد لام ساکن ہے۔ ایسی صورت میں دو ساکن الفاظ کا تلفظ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لئے ان دو ساکن حروف، یعنی حَامِدٌ اور الْمَاءَ کو ملانے کے لئے تنوین کے نون کو کسرہ دے کر ملایا اور پڑھا جاتا ہے۔ اس مثال میں اِلْتِقَاءُ السَّاكِنَيْنِ کو دُور کرنے سے شَرِبَ حَامِدُنِ الْمَاءَ بن جاتا ہے۔ ایسے ہی سَأَلَ بِلَالٌ اِبْنَهُ 'بلال نے اپنے بیٹے سے پوچھا' سے سَأَلَ بِلَالُنِ ابْنَهُ اور سَمِعَ زَيْدٌ الأَذَانَ 'زید نے آذان سنی' سے سَمِعَ زَيْدُنِ الأَذَانَ ہو جاتا ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ ساکن حرف کے بعد ال آ جائے تو ساکن حرف کو کسرہ دے کر 'ال' سے ملایا جاتا ہے، مثلاً ذَهَبْتْ الْبَنَاتُ سے ذَهَبَتِ الْبَنَاتُ 'لڑکیاں گئیں' ہو جاتا ہے۔

جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے، جملہ فعلیہ کی ترتیب عمومی طور پر فعل + فاعل + مفعول ہوتی ہے اور یہ کہ فاعل ہمیشہ مرفوع ہوتا ہے اور مفعول منصوب، مثلاً نَصَرَ اللّٰهُ

الْعَبْدَ 'اللہ نے اپنے بندے کی مدد کی'، رَأَيْتُهُ 'میں نے اسے دیکھا' وغیرہ۔ تاہم یہ ترتیب بعض حالات میں تبدیل بھی ہوتی ہے، خاص کر جب مفعول کو زیادہ اُجاگر کرنا مقصود ہو۔ درج ذیل مثالوں کی مدد سے ایسی تبدیلی کو اچھی طرح سمجھ لیں۔

بعض اوقات مفعول بہ ضمیر متصلہ کی شکل میں فاعل سے پہلے آ جاتا ہے، مثلاً ﴿قَالُوْا لَئِنْ أَكَلَهُ الذِّئْبُ﴾ ''انہوں نے کہا اگر اُسے (یعقوب علیہ السلام) بھیڑیا کھا جائے'' [۱۲:۱۴] اس مثال میں أَكَلَ فعل ہے، 'هُ' مفعول بہ ہے جو فعل کے بعد ضمیر متصلہ کی شکل میں ہے اور الذِّئْبُ فاعل ہے جو مفعول بہ کے بعد آیا ہے۔ تو اس مثال میں جملہ فعلیہ کی ترتیب فعل+مفعول+ فاعل ہے، اور مفعول بہ کو اُجاگر کیا گیا ہے۔

ایک اور مثال: ﴿إِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ﴾ ''جب موت یعقوب علیہ السلام کے سامنے آئی'' [۲:۱۳۳] اس مثال میں بھی جملہ کی ترتیب فعل+مفعول+ فاعل ہے، اور فعل کے بعد مفعول بہ اِسْمُ الْعَلَمْ کی صورت میں ہے جو یعقوب علیہ السلام ہے، اور مفعول کے بعد فاعل، الْمَوْتُ مؤخر ہے۔ اس مثال میں مفعول یعنی یعقوب علیہ السلام کو اُجاگر کیا گیا ہے۔

بعض اوقات مفعول، فعل اور فاعل دونوں پر مقدم ہو جاتا ہے، مثلاً ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ ''ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں''۔ [۱:۵] اس مثال میں إِيَّاكَ مفعول بہ ہے اور نَعْبُدُ فعل+ فاعل ہیں۔ اس مثال میں بھی مفعول بہ کو زیادہ اُجاگر کرنا مقصود ہے یعنی، ہم صرف اور صرف، اے اللہ!، تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اسی طرح ﴿وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۝﴾ ''اور ہم صرف تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں''۔ [۱:۵] یہاں بھی مفعول بہ إِيَّاكَ کو نمایاں کرنا ہے۔ یعنی اے اللہ! ہم صرف اور صرف تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔ ان مثالوں کی عمومی عبارت، نَعْبُدُكَ 'ہم تیری عبادت کرتے ہیں' وَنَسْتَعِيْنُكَ 'اور ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں' ہوسکتی ہے۔

آیئے اب ہم دیکھتے ہیں کہ جملہ فعلیہ اور جملہ اسمیہ میں کیا فرق ہے۔ جملہ فعلیہ کا تعلق کسی کام، عمل یا واقع سے ہوتا ہے، جبکہ جملہ اسمیہ کسی شخص یا چیز سے متعلق بیان یا وضاحت کرتا ہے۔ اور جملہ اسمیہ میں مبتدا کو اُجاگر کرنا مقصود ہوتا ہے۔ جملہ فعلیہ کو جملہ اسمیہ میں بھی تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً خَلَقَ اللّٰہُ الْکَوْنَ 'اللہ تعالی نے کائنات کو تخلیق کیا'۔ یہ ایک جملہ فعلیہ ہے جس میں حقیقت پر مبنی ایک عمل کا سادہ اظہار ہے۔ اس جملہ فعلیہ میں خلق فعل ہے، لفظ اللہ فاعل اور الْکَوْنَ مفعول بہ ہے۔ تاہم اگر یہ کہنا مقصود ہو کہ صرف اللہ تعالی نے کائنات کو تخلیق کیا، اور اللہ کے سوا کسی اور نے اسے تخلیق نہیں کیا تو ایسی صورت میں جملہ اسمیہ میں اس حقیقت کا بیان یوں ہو گا: اَللّٰہُ خَلَقَ الْکَوْنَ لفظی معنی ہے 'اللہ، اس نے کائنات کو تخلیق کیا ہے'۔ اس جملہ اسمیہ میں لفظ اللہ مبتدا ہے، اور جملہ فعلیہ خَلَقَ الْکَوْنَ اس مبتدأ کی خبر ہے۔ اور اس میں مبتدا، یعنی اللہ کے ذکر کو نمایاں کرنا مقصود ہے، یعنی اس کائنات کا خالق صرف اور صرف اللہ ہے، اور اس میں کسی اور کا عمل دخل نہیں ہے۔

درج ذیل مثالوں میں جملہ فعلیہ کو جملہ اسمیہ میں تبدیل کیا گیا ہے۔ اِن مثالوں کی مدد سے دونوں میں موازنہ کریں اور تبدیلی کا طریقہ اور بناوٹ کے لحاظ سے دونوں میں فرق کو اچھی طرح سمجھ لیں۔

① جَلَسَ الْوَلَدُ اَمَامَ الْمُعَلِّمِ (جملہ فعلیہ) 'لڑکا معلم کے سامنے بیٹھا'
الْوَلَدُ جَلَسَ اَمَامَ الْمُعَلِّمِ (جملہ اسمیہ)

② نَصَرَ الْمُسْلِمُوْنَ إِخْوَانَهُمْ (جملہ فعلیہ) 'مسلمانوں نے اپنے بھائیوں کی مدد کی'
الْمُسْلِمُوْنَ نَصَرُوْا إِخْوَانَهُمْ (جملہ اسمیہ)

③ شَرِبَ الْأَوْلَادُ اللَّبَنَ (جملہ فعلیہ) 'لڑکوں نے دودھ پیا'
الْأَوْلَادُ شَرِبُوا اللَّبَنَ (جملہ اسمیہ)

④ أَكَلَ الْمُسَافِرُوْنَ الطَّعَامَ (جملہ فعلیہ) 'مسافروں نے کھانا کھایا'
الْمُسَافِرُوْنَ أَكَلُوا الطَّعَامَ (جملہ اسمیہ)

⑤ رَجَعَتِ الْبِنْتُ مِنَ الْمَدْرَسَةِ (جملہ فعلیہ) 'لڑکی سکول سے واپس آئی'
الْبِنْتُ رَجَعَتْ مِنَ الْمَدْرَسَةِ (جملہ اسمیہ)

⑥ طَلَبَ الْمُدِيْرُ الطُّلَّابَ (جملہ فعلیہ) 'طلب کیا پرنسپل نے طلبا کو'
الْمُدِيْرُ طَلَبَ الطُّلَّابَ (جملہ اسمیہ) 'وہ پرنسپل، اس نے طلب کیا طلبا کو'، یعنی پرنسپل نے طلباء کو طلب کیا۔

⑦ كَتَبْتُ رِسَالَةً إِلَى أَخِيْ (جملہ فعلیہ) 'لکھا میں نے ایک خط اپنے بھائی کو'
أَنَا كَتَبْتُ رِسَالَةً إِلَى أَخِيْ (اسمیہ) 'میں نے لکھا ایک خط اپنے بھائی کی طرف'

⑧ هَلْ ضَرَبْتَ حَامِدًا؟ (جملہ فعلیہ) 'کیا مارا تو نے حامد کو؟'
هَلْ أَنْتَ ضَرَبْتَ حَامِدًا (جملہ اسمیہ) 'کیا تو نے مارا حامد کو؟'

⑨ سَمِعَ النَّاسُ كَلَامَ الْخَطِيْبِ (جملہ فعلیہ) 'سنا لوگوں نے کلام خطیب کا'
النَّاسُ سَمِعُوْا كَلَامَ الْخَطِيْبِ (جملہ اسمیہ) 'لوگ، انہوں نے سنا کلام خطیب کا'، یعنی لوگوں نے خطیب کا کلام سنا۔

⑩ رَجَعَ الطُّلَّابُ إِلَى الْمَدْرَسَةِ بَعْدَ الْعُطْلَاتِ (جملہ فعلیہ) 'لوٹے طلبا مدرسہ کو چھٹیوں کے بعد'
الطُّلَّابُ رَجَعُوْا إِلَى الْمَدْرَسَةِ بَعْدَ الْعُطْلَاتِ (جملہ اسمیہ) 'طلبا، وہ لوٹے مدرسہ کو چھٹیوں کے بعد' یعنی طلبا چھٹیوں کے بعد مدرسہ کو لوٹے۔

❸ فعل مجہول سے جملہ:

اُوپر دی گئی مثالوں کا تعلق فعل معروف سے ہے جن میں فاعل معروف/معلوم

ہے۔فعل مجہول میں چونکہ فاعل نا معلوم ہوتا ہے اس لئے فعل مجہول کا مفعول فاعل کی جگہ لے لیتا ہے اور نائب الفاعل کہلاتا ہے، نائب الفاعل ہمیشہ حالت رفع میں ہوتا ہے۔فعل ماضی مجہول کے ثلاثی افعال کا وزن فُعِلَ ہے۔درج ذیل مثالوں میں غور کریں اور فعل معروف اور فعل مجہول میں جملوں کے فرق کو اچھی طرح سمجھ لیں۔

فعل معروف	فعل مجہول
سَمِعَ النَّاسُ الاَذَانَ 'لوگوں نے اذان سنی'	سُمِعَ الاَذَانُ 'اذان سنی گئی'
قَتَلَ السَّارِقُ الْمُسَافِرَ 'چور نے مسافر کو قتل کیا'	قُتِلَ الْمُسَافِرُ 'مسافر کو قتل کیا گیا'
شَرِبَ الطِّفْلُ اللَّبَنَ 'بچے نے دودھ پیا'	شُرِبَ اللَّبَنُ 'دودھ پیا گیا'
أَكَلَ الْوَلَدُ الطَّعَامَ 'لڑکے نے کھانا کھایا'	أُكِلَ الطَّعَامُ 'کھانا کھایا گیا'
ضَرَبَ زَيْدٌ حَامِدًا 'زید نے حامد کو مارا'	ضُرِبَ حَامِدٌ 'حامد کو مارا گیا'

❁❁❁❁

سبق نمبر ۱۴

الفعل المضارع

فعل مضارع (The Imperfect Tense) کا اطلاق زمانہ حال اور زمانہ مستقبل دونوں پر ہوتا ہے۔ یعنی ایسا کام جس کی تکمیل کا عمل جاری ہو یا جس کی تکمیل کا عمل زمانہ مستقبل میں ہو، مثلاً یَکْتُبُ کا ترجمہ 'وہ لکھتا ہے، لکھ رہا ہے، لکھے گا' ہو سکتا ہے۔ ایسے ہی یَأْکُلُ 'وہ کھاتا ہے، کھا رہا ہے، کھائے گا' ہو سکتا ہے۔ ماضی معروف کی طرح فعل مضارع معروف کے بھی تین اوزان ہیں۔

① یَفْعَلُ جیسے یَفْتَحُ 'وہ کھولتا ہے/ کھولے گا'

② یَفْعُلُ جیسے یَکْتُبُ 'وہ لکھتا ہے/ لکھے گا'

③ یَفْعِلُ جیسے یَضْرِبُ 'وہ مارتا ہے/ مارے گا'

❶ مضارع معروف بنانے کا طریقہ:

فعل مضارع معروف فعل ماضی کے ثلاثی مجرد معروف افعال سے ہی بنتا ہے۔ اور اس کے لئے فعل ماضی کا واحد مذکر غائب کا صیغہ بنیاد بنتا ہے۔ فعل مضارع معروف بنانے کا طریقہ درج ذیل ہے۔

① چار حروف، یعنی ی–ت–ا–ن (یتان) علامات المضارع کہلاتے ہیں۔ فعل کی مناسبت سے اِن میں سے ایک حرف فتح کے ساتھ فعل ماضی کے فا کلمہ سے پہلے آتا ہے اور فا کلمہ ساکن ہو جاتا ہے۔

② اب عین کلمہ پر ضمہ لگائیں، دی گئی مثال کتب کا عین کلمہ/ درمیانی کلمہ 'تا' ہے، اور آخری کلمہ یعنی لام کلمہ 'با' پر بھی ضمہ لگائیں، اس طرح کَتَبَ سے فعل مضارع کا ایک صیغہ یَکْتُبُ 'وہ لکھتا ہے/ لکھ رہا ہے/ لکھے گا' بن جائے گا۔ اور اگر علاماتِ مضارع میں سے 'تا' لگائیں تو یہ تَکْتُبُ 'تو لکھتا ہے/لکھ رہا ہے/ لکھے گا'۔ اور اگر پہلے الف لے آئیں تو یہ أَکْتُبُ 'میں لکھتا ہوں/لکھ رہا ہوں/لکھوں گا' ہو جائے گا۔ اور اگر فعل ماضی کے فا کلمہ سے قبل علامات مضارع 'یتان' میں سے نون لگائیں تو یہ نَکْتُبُ 'ہم لکھتے ہیں/لکھ رہے ہیں/لکھیں گے' ہو جائے گا جو فعل مضارع کا جمع متکلم کا صیغہ ہے۔ یاد رہے ثلاثی افعال سے فعل مضارع معروف بنانے کے لئے علامات المضارع پر ہمیشہ فتح ہوگا، اس کا 'فا' کلمہ ہمیشہ ساکن اور لام کلمہ (آخری) پر ہمیشہ ضمہ ہوگا۔ البتہ عین کلمہ (درمیانی کلمہ) پر فتح بھی آسکتا ہے، کسرہ بھی اور ضمہ بھی آسکتا ہے۔

تجربے کی بنیاد پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ عام طور پر اگر فعل ماضی کے عین کلمہ پر ضمہ ہو تو اس کے فعل مضارع کے عین کلمہ پر بھی ضمہ آتا ہے، یعنی فَعُلَ سے یَفْعُلُ، مثلاً کَرُمَ/ یَکْرُمُ [معزز ہونا'، حَسُبَ/ یَحْسُبُ 'کافی ہونا'، حَسُنَ/ یَحْسُنُ 'حسین ہونا، خوبصورت ہونا'، عَظُمَ/ یَعْظُمُ 'عظیم ہونا'، قَبُحَ یَقْبُحُ 'بدنما ہونا، بدصورت ہونا'، ضَعُفَ/ یَضْعُفُ 'کمزور ہونا، بوڑھا ہونا' وغیرہ۔ اور اگر فعل ماضی کے عین کلمہ پر کسرہ ہو تو اس کے فعل مضارع کے عین کلمہ پر عموماً فتح آتا ہے۔ یعنی فَعِلَ سے یَفْعَلُ، مثلاً سَمِعَ/ یَسْمَعُ 'سننا'، بَخِلَ/ یَبْخَلُ 'بخل کرنا، لالچ کرنا'، بَکِمَ/ بَیْکَمُ 'گونگا ہونا'، تَبِعَ/ یَتْبَعُ 'اتباع کرنا، مطیع ہونا'، جَنِبَ/ یَجْنَبُ 'جنبی ہونا، ناپاک ہونا'، جَهِلَ/ یَجْهَلُ 'جاہل ہونا، بے خبر ہونا'، حَسِبَ/ یَحْسَبُ 'گمان کرنا'، خَسِرَ/ یَخْسَرُ 'حسرت کرنا، افسوس کرنا'، حَفِظَ/ یَحْفَظُ 'حفاظت کرنا، نگہبانی کرنا'، حَمِدَ/

یَحْمَدُ 'تعریف کرنا' وغیرہ۔

تاہم اگر فعل ماضی کے عین کلمہ پر فتح ہو تو اس کے فعل مضارع کے عین کلمہ پر فتح بھی آ سکتا ہے۔ کسرہ بھی اور ضمہ بھی آ سکتا ہے، اس کا تعین مشق سے یا لغات کے استعمال سے ہی کیا جا سکتا ہے، جیسے فَعَلَ سے یَفْعَلُ مثلاً فَتَحَ / یَفْتَحُ 'کھولنا، ظاہر کرنا، فتح کرنا'، جَعَلَ / یَجْعَلُ 'بنانا، پیدا کرنا'، جَهَدَ / یَجْهَدُ 'کوشش کرنا، محنت کرنا، جہاد کرنا'، ذَهَبَ / یَذْهَبُ 'جانا، زائل کرنا'، رَفَعَ / یَرْفَعُ 'بلند کرنا'، رَکَعَ / یَرْکَعُ 'رکوع کرنا، جھکنا'، خَشَعَ / یَخْشَعُ 'جھکنا، عاجزی کرنا'، سَحَرَ / یَسْحَرُ 'جادو کرنا، دھوکہ دینا'، سَفَحَ / یَسْفَحُ 'خون بہانا'، شَرَحَ / یَشْرَحُ 'کھولنا'، شَرَعَ / یَشْرَعُ 'واضح کرنا، واضح راستہ بتانا'، طَبَعَ / یَطْبَعُ 'مہر لگانا' وغیرہ۔

اور فَعَلَ سے یَفْعِلُ، مثلاً ضَرَبَ / یَضْرِبُ 'بیان کرنا، مارنا، مثال دینا'، جَلَسَ / یَجْلِسُ 'بیٹھنا'، حَبَسَ / یَحْبِسُ 'قید کرنا، روکنا'، حَرَصَ / یَحْرِصُ 'حرص کرنا، لالچ کرنا'، حَمَلَ / یَحْمِلُ 'بوجھ اٹھانا'، رَجَعَ / یَرْجِعُ 'رجوع کرنا، واپس ہونا'، صَبَرَ / یَصْبِرُ 'صبر کرنا'، ظَلَمَ / یَظْلِمُ 'ظلم کرنا، حق تلفی کرنا'، عَدَلَ / یَعْدِلُ 'عدل کرنا'، غَسَلَ / یَغْسِلُ 'دھونا، بہانا'، غَفَرَ / یَغْفِرُ 'معاف کرنا'، کَذَبَ / یَکْذِبُ 'جھوٹ بولنا' وغیرہ۔

اور فَعَلَ سے یَفْعُلُ، مثلاً نَصَرَ / یَنْصُرُ 'مدد کرنا'، تَرَکَ / یَتْرُکُ 'چھوڑ دینا'، حَسَدَ / یَحْسُدُ 'حسد کرنا'، حَسَبَ / یَحْسُبُ 'حساب کرنا، شمار کرنا'، حَشَرَ / یَحْشُرُ 'اکٹھا کرنا'، دَخَلَ / یَدْخُلُ 'داخل ہونا'، دَرَسَ / یَدْرُسُ 'پڑھنا، یاد کرنا'، ذَکَرَ / یَذْکُرُ 'یاد رکھنا، ذکر کرنا'، سَجَدَ / یَسْجُدُ 'سجدہ کرنا'، شَکَرَ / یَشْکُرُ 'شکر کرنا'، قَتَلَ / یَقْتُلُ 'قتل کرنا'، کَتَبَ / یَکْتُبُ 'لکھنا'، کَفَرَ / یَکْفُرُ 'کفر

کرنا، انکار کرنا'، نَظَرَ / یَنْظُرُ 'غور سے دیکھنا، انتظار کرنا'۔

مختصر یہ کہ اگر فعل ماضی کے عین کلمہ پر ضمہ ہو تو مضارع کے عین کلمہ پر بھی ضمہ آتا ہے، اگر فعل ماضی کے عین کلمہ پر کسرہ ہو تو اس کے بالمقابل مضارع کے عین کلمہ پر عموماً فتح آتا ہے۔ البتہ اگر فعل ماضی کے عین کلمہ پر فتح ہو تو پھر فعل مضارع کے عین کلمہ پر فتح بھی آ سکتا ہے، کسرہ بھی اور ضمہ بھی آ سکتا ہے۔ اس کا تعین مشق سے یا پھر لغات کے استعمال سے ہی ہو سکتا ہے۔

صیغوں کی مناسبت سے علامات المضارع (ی-ت-ا-ن) کا عمومی استعمال درج ذیل طور پر ہوتا ہے۔ انہیں اچھی طرح سمجھ لیں۔

① فعل مضارع مذکر غائب کے صیغوں کے لئے 'ی' استعمال ہوتا ہے، مثلاً یَعْمَلُ 'وہ عمل کرتا ہے/کرے گا'

② فعل مضارع مذکر حاضر کے صیغوں کے لئے 'ت' استعمال ہوتا ہے، مثلاً تَعْمَلُ 'تو عمل کرتا ہے/کرے گا'

③ فعل مضارع واحد متکلم کے لئے 'أ' استعمال ہوتا ہے، مثلاً أَعْمَلُ 'میں عمل کرتا/کرتی ہوں'

④ فعل مضارع جمع متکلم کے لئے 'ن' استعمال ہوتا ہے، مثلاً نَعْمَلُ 'ہم عمل کرتے ہیں/کرتیں ہیں'

یہاں فعل مضارع کے جمع کے صیغوں کو بھی اچھی طرح سمجھ لیں۔ اِن کی وضاحت درج ذیل ہے:

① فعل مضارع مذکر کے غائب اور حاضر کے صیغوں سے جمع بنانے کے لئے اس فعل کے واحد کے بعد 'ـونَ' کا اضافہ کر دیا جاتا ہے، مثلاً یَعْمَلُ سے

یَعْمَلُوْنَ 'وہ عمل کرتے ہیں/کریں گے' اور تَعْمَلُ سے تَعْمَلُوْنَ 'تم عمل کرتے ہو، کروگے'۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ اس جمع کے آخری نون کو نونِ اعرابی کہا جاتا ہے۔

② فعل مضارع غائب کا واحد مؤنث کا صیغہ تَعْمَلُ 'وہ عمل کرتی ہے' ہے، اور اس کا جمع مؤنث کا صیغہ یَعْمَلْنَ 'وہ عمل کرتی ہیں' ہے۔ جبکہ فعل مضارع مؤنث حاضر کا واحد کا صیغہ تَعْمَلِیْنَ 'تو عمل کرتی ہے' ہے، اور اس کا جمع مؤنث کا صیغہ تَعْمَلْنَ 'تم عورتیں عمل کرتی ہو' ہے۔ تَعْمَلِیْنَ 'تو عمل کرتی ہے' کا آخری نون بھی نونِ اعرابی ہے۔ جبکہ یَعْمَلْنَ 'وہ عمل کرتیں ہیں' اور تَعْمَلْنَ 'تم عمل کرتی ہو' میں آخری نون، نونِ نسوہ یا نونِ ضمیر کہلاتا ہے۔ نونِ اعرابی اور نونِ نسوہ کی وضاحت بعد میں آئے گی۔

③ فعل مضارع واحد متکلم کا صیغہ أَعْمَلُ 'میں عمل کرتا/کرتی ہوں' ہے اور یہ مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے یکساں استعمال ہوتا ہے، اور اس کا جمع متکلم کا صیغہ نَعْمَلُ 'ہم عمل کرتے ہیں/کرتیں ہیں' ہے جو مذکر اور مؤنث دونوں میں یکساں ہے۔

❷ فعل مضارع مجہول:

فعل مضارع معروف کے تین اوزان، یعنی یَفْعَلُ، یَفْعِلُ، یَفْعُلُ ہیں جو ہم پڑھ چکے ہیں۔ فعل مضارع مجہول کا وزن یُفْعَلُ ہے، مثلاً یَنْصُرُ 'وہ مدد کرتا ہے' سے یُنْصَرُ 'اس کی مدد کی جاتی ہے'، یَظْلِمُوْنَ 'وہ ظلم کرتے ہیں' سے یُظْلَمُوْنَ 'اُن پر ظلم کیا جاتا ہے'، یَرْزُقُ 'وہ رزق دیتا ہے' سے یُرْزَقُوْنَ 'انہیں رزق دیا جاتا ہے'، یَقْتُلُوْنَ 'وہ قتل کرتے ہیں' سے یُقْتَلُوْنَ 'انہیں قتل کیا جاتا ہے' وغیرہ۔ فعل مضارع

معروف کی گردان کی مثال ٹیبل نمبر 8 میں درج ہے۔

ٹیبل نمبر 8

فعل مضارع معروف کی گردان ۔ (نَصَرَ یَنْصُرُ 'مدد کرنا')

صیغہ		واحد	جمع
غائب	مذکر ♂	یَنْصُرُ 'وہ مدد کرتا ہے'	یَنْصُرُوْنَ 'وہ مدد کرتے ہیں'
	مؤنث ♀	*تَنْصُرُ 'وہ مدد کرتی ہے'	یَنْصُرْنَ 'وہ مدد کرتی ہیں'
حاضر	مذکر ♂	*تَنْصُرُ 'تو مدد کرتا ہے'	تَنْصُرُوْنَ 'تم مدد کرتے ہو'
	مؤنث ♀	تَنْصُرِیْنَ 'تو مدد کرتی ہے'	تَنْصُرْنَ 'تم مدد کرتی ہو'
متکلم	مذکر ♂ / مؤنث ♀	#أَنْصُرُ 'میں مدد کرتا ہوں/کرتی ہوں'	#نَنْصُرُ 'ہم مدد کرتے ہیں/کرتیں ہیں'

نوٹ:

*– واحد مؤنث غائب اور واحد مذکر حاضر کے صیغے ایک جیسے ہیں۔

#– متکلم کے صیغے مذکر اور مؤنث کے لئے یکساں ہیں۔

-یاد رہے فعل مضارع کے عین کلمہ کی حرکت تمام صیغوں میں برقرار رہتی ہے۔مثلاً یَنْصُرُ میں 'صُ'، یَسْمَعُ میں 'مَ'، یَضْرِبُ میں 'رِ' اور یُنْصَرُ میں 'صَ'

فعل مضارع معروف کی طرح ہی فعل مضارع مجہول کی گردان کی جاتی ہے۔ یاد رہے فعل مضارع مجہول کا وزن یُفْعَلُ ہے، مثلاً یُنْصَرُ، یُنْصَرُوْنَ، تُنْصَرُ، یُنْصَرْنَ 'وغیرہ۔فعل مضارع معروف اور مجہول کے موازنہ کے لئے درج ذیل مثالوں میں غور کریں:

مضارع معروف	مضارع مجہول
یَسْمَعُ 'وہ سنتا ہے'	یُسْمَعُ 'اسے سنا جاتا ہے'
	یُسْمَعُ الأذانُ 'آذان سنی جاتی ہے'
یَقْتُلُ 'وہ قتل کرتا ہے'	یُقْتَلُ 'اسے قتل کیا جاتا ہے'
	یُقْتَلُ السَّارِقُوْنَ 'چور قتل کیے جاتے ہیں'
یَفْتَحُ 'وہ کھولتا ہے'	یُفْتَحُ 'وہ کھلتا ہے'
	یُفْتَحُ الْبَابُ 'دروازہ کھولا جاتا ہے'
یَقْرَأُ 'وہ پڑھتا ہے'	یُقْرَأُ الْقُرْآنُ 'قرآن پڑھا جاتا ہے'
یَقْبَلُ 'وہ قبول کرتا ہے'	تُقْبَلُ التَّوْبَةُ 'توبہ قبول کی جاتی ہے'
یَزُوْرُ 'وہ زیارت کرتا ہے'	یُزَارُ الْحُجَّاجُ 'حاجیوں کی زیارت کی جاتی ہے'

3 فعل مضارع کا حرف نفی:

فعل مضارع کے لئے 'لا' حرفِ نفی کے طور پر استعمال ہوتا ہے، مثلاً لا أَفْهَمُ الدَّرْسَ 'میں سبق نہیں سمجھتا/نہیں سمجھ سکتا'، لا یَشْرَبُ الْقَهْوَةَ 'وہ قہوہ/کافی نہیں پیتا'، لا یَذْهَبُوْنَ إِلَی السُّوْقِ 'وہ بازار نہیں جاتے'، لا یَعْقِلُوْنَ الْكَافِرُوْنَ 'کافر عقل نہیں رکھتے'۔

4 فعل مضارع - حال/مستقبل:

زمانہ کے لحاظ سے فعل مضارع کا تعلق حال اور مستقبل دونوں زمانوں سے ہے۔ البتہ اگر فعل مضارع کو صرف زمانہ حال سے منسوب کرنا ہو تو ایسی صورت میں فعل سے پہلے 'لَ' کا اضافہ کیا جاتا ہے، مثلاً یَذْهَبُ 'وہ جاتا ہے/ جائے گا' سے لَیَذْهَبُ 'وہ جاتا ہے'، لَیَفْعَلُ 'وہ کرتا ہے'، لَیَشْرَبُ مَاءً 'وہ پانی پیتا ہے'۔ اور اگر فعل

مضارع کوصرف مستقبل کا معنی دینا مقصود ہو تو فعل سے پہلے 'س' یا 'سَوْف' کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ عام طور پر 'س' مستقبل قریب کے لئے جبکہ 'سَوْف' مستقبل بعید کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ تاہم ترجمہ میں لفظ قریب یا بعید کا ہر جگہ لکھنا ضروری نہیں کیونکہ دونوں کا تعلق زمانہ مستقبل سے ہی ہوتا ہے۔ مثلاً یَعْلَمُ 'وہ جانتا ہے/ جانے گا' سے سَیَعْلَمُ/ سَوْفَ یَعْلَمُ 'وہ جان لے گا' ہو جائے گا۔ یَکْتُبُ 'وہ لکھتا ہے/ لکھے گا' سے سَیَکْتُبُ/ سَوْفَ یَکْتُبُ 'وہ لکھے گا'، یَقُوْلُ 'وہ کہتا ہے' سے سَیَقُوْلُ 'وہ عنقریب کہے گا' اور تَعْلَمُوْنَ 'تم جانتے ہو/ جان لو گے' سے سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ 'تم سب آئندہ جان لو گے' ہو جائے گا۔

5 ثلاثی مجرد کے چھ ابواب:

ثلاثی افعال کے عین کلمہ کی حرکات کے مطابق ثلاثی افعال کو چھ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

1. باب فَتَحَ/ یَفْتَحُ (ءَ-ءَ گروپ): اس گروپ میں فعل ماضی کے عین کلمہ پر فتح ہوتا ہے اور اس کے فعل مضارع کے عین کلمہ پر بھی فتح آتا ہے۔ اگر کسی فعل کے عین کلمہ کی حرکت کا تعین کرنا ہو تو لغات کی مدد سے ایسا کیا جا سکتا ہے۔ اس باب کے تعین کے لئے فعل ماضی کا پہلا حرف یعنی 'ف' کو حوالے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کی وضاحت یوں ہے کہ اگر کسی فعل کے بنیادی حروف کے سامنے قوسین میں 'ف' لکھا ہو تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ فعل باب فَتَحَ /یَفْتَحُ سے ہے، یعنی اس باب میں فعل ماضی اور اس کے فعل مضارع دونوں کے عین کلمات پر فتح ہے۔ مثلاً ذَھَبَ کے سامنے 'ف' لکھا ہونا یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس کے فعل مضارع کے عین کلمہ پر بھی فتح ہے، یعنی ذَھَبَ کا مضارع

یَذْھَبُ ہے جو باب فَتَحَ / یَفْتَحُ سے ہے، یا اس کا تعلق (ءَ–ءَ گروپ) سے ہے، یعنی ماضی اور مضارع دونوں کے عین کلمات کی حرکات فتح ہے۔ کچھ نئی لغات میں اس باب کو ظاہر کرنے کے لئے لفظ 'ف' کی بجائے فتح (َ) کی علامت بنا دی جاتی ہے۔ اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس فعل کے مضارع کے عین کلمہ کی حرکت فتح (َ) ہے، مثلاً جَھَدَ (َ) سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس فعل کا تعلق باب فَتَحَ / یَفْتَحُ سے ہے، یعنی جَھَدَ کا مضارع یَجْھَدُ 'کوشش کرنا / جہاد کرنا' ہے۔ یا یوں سمجھیں کہ جَھَدَ کے مضارع کا عین کلمہ مفتوح ہے۔ ایک اور مثال میں غور کریں۔ زَرَعَ (ف) / (َ) اس مثال سے معلوم ہوتا ہے کہ زَرَعَ کا تعلق باب فَتَحَ / یَفْتَحُ سے ہے، یعنی زَرَعَ / یَزْرَعُ 'زمین میں بیج ڈالنا' ہے، یا یہ کہ زَرَعَ کے مضارع میں عین کلمہ مفتوح ہے۔

② باب ضَرَبَ / یَضْرِبُ (ءَ–ءِ گروپ): اس باب کے لئے حوالہ کے طور پر لفظ 'ض' لکھا جاتا ہے، یا اسے کسرہ (ِ) کی علامت سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ مثلاً جَلَسَ (ض) یا جَلَسَ (ِ) ظاہر کرتا ہے کہ جَلَسَ کا تعلق باب ضَرَبَ / یَضْرِبُ سے ہے، یا یہ کہ اس کے فعل مضارع کے عین کلمہ پر کسرہ ہے، یعنی جَلَسَ / یَجْلِسُ ہے۔ ایسے ہی حَمَلَ (ض) / (ِ) ظاہر کرتا ہے حَمَلَ / یَحْمِلُ 'کو بوجھ اٹھانا'، یوں ہی رَجَعَ (ض) / (ِ) نشاندہی کرتا ہے رَجَعَ / یَرْجِعُ کی 'رجوع کرنا / واپس ہونا'۔

③ باب سَمِعَ / یَسْمَعُ (ءِ–ءَ گروپ): اس باب کے لئے حوالہ کے طور پر لفظ 'س' لکھا جاتا ہے یا اسے فتح (َ) کے نشان سے ظاہر کیا جاتا ہے، مثلاً فَھِمَ (س) / (َ) ظاہر کرتا ہے کہ اس باب کا تعلق سَمِعَ / یَسْمَعُ سے ہے، یعنی اس کے فعل ماضی کے عین کلمہ پر کسرہ اور اس کے فعل مضارع کے عین کلمہ پر فتح (َ)

ہے۔ایسے ہی حَمِدَ (س)/(ـَ) سے حَمِدَ/ يَحْمَدُ کا تعین ہوتا ہے۔

④ باب نَصَرَ/ يَنْصُرُ (ءَ–ءُ گروپ): اس باب کے حوالہ کے طور پر لفظ 'ن' لکھا جاتا ہے یا اسے ضمہ (ـُ) کی علامت سے ظاہر کیا جاتا ہے، مثلاً سَجَدَ (ن)/(ـُ) سے پتا چلتا ہے کہ سَجَدَ کا مضارع يَسْجُدُ ہے 'سجدہ کرنا'، یعنی اس فعل کے ماضی کے عین کلمہ پر فتح (ـَ) اور اس کے مضارع کے عین کلمہ پر ضمہ (ـُ) ہے۔ ایسے ہی حَسَدَ (ن)/(ـُ) سے حَسَدَ/ يَحْسُدُ 'حسد کرنا' کا اظہار ہوتا ہے۔

⑤ باب كَرُمَ/ يَكْرُمُ (ءُ–ءُ گروپ): اس باب کا حوالہ لفظ 'ک' سے دیا جاتا ہے، یا اسے ضمہ (ـُ) کی علامت سے ظاہر کیا جاتا ہے، مثلاً حَسُنَ (ک)/(ـُ) حوالہ ہے حَسُنَ/ يَحْسُنُ کا 'حسین ہونا'، اور ضَعُفَ (ک)/ (ـُ) حوالہ ہے ضَعُفَ/ يَضْعُفُ کا 'کمزور ہونا، ضعیف ہونا'۔

⑥ باب حَسِبَ/ يَحْسِبُ (ءِ–ءِ گروپ): اس باب کو لفظ 'ح' یا علامت کسرہ (ـِ) سے ظاہر کیا جاتا ہے، مثلاً وَرِثَ (ح)/(ـِ) علامت ہے وَرِثَ/ يَرِثُ کی 'وارث ہونا'، اور وَلِيَ (ح)/ (ـِ) علامت ہے وَلِيَ/ يَلِيُ کی 'حامی ہونا/ مالک ہونا'۔

<u>نوٹ:</u>

۱- اِن چھ ابواب کا یاد رکھنا ناگزیر ہے، یعنی فَتَحَ/ يَفْتَحُ، ضَرَبَ/ يَضْرِبُ، سَمِعَ/يَسْمَعُ، نَصَرَ/يَنْصُرُ، كَرُمَ/ يَكْرُمُ اور حَسِبَ/ يَحْسِبُ کا یاد رکھنا طالبعلم کے لئے ضروری ہے۔

۲- پہلے چار ابواب بکثرت استعمال ہوتے ہیں، پانچواں باب یعنی كَرُمَ/ يَكْرُمُ کم استعمال ہوتا ہے جبکہ چھٹا باب حَسِبَ/ يَحْسِبُ نادر ہے۔

6 كَانَ + فعل مضارع:

فعل مضارع سے پہلے کَانَ کے آنے سے جملہ میں فعل ماضی استمرار کا معنی پیدا ہوتا ہے۔یاد رہے فعل مضارع کے صیغے کے مطابق ہی کَان کا صیغہ استعمال ہوتا ہے۔ (کَانَ کی گردان سبق نمبر۱۲،ٹیبل نمبر 7 میں گزر چکی ہے)،مثلاً کَانَ یَکْتُبُ 'وہ لکھا کرتا تھا'، کَانُوْا یَکْتُبُوْنَ 'وہ لکھا کرتے تھے'، کَانَتْ تَکْتُبُ 'وہ لکھا کرتی تھی'، کُنَّ یَکْتُبْنَ 'وہ لکھا کرتی تھیں'، کُنْتَ تَکْتُبُ 'تو لکھا کرتا تھا'، کُنْتُمْ تَکْتُبُوْنَ 'تم لکھا کرتے تھے'، کُنْتِ تَکْتُبِیْنَ 'تو لکھا کرتی تھی'، کُنْتُنَّ تَکْتُبْنَ 'تم لکھا کرتی تھیں'، کُنْتُ أَکْتُبُ 'میں لکھا کرتا تھا/کرتی تھی'، کُنَّا نَکْتُبُ 'ہم لکھا کرتے تھے/کرتیں تھیں'۔

قرآنِ کریم سے چند مثالیں:

- ﴿كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۝﴾ ''ایسا نہیں چاہیے (یہ روش صحیح نہیں ہے) آئندہ تم جان لوگے'' [۱۰۲:۳]
- ﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللهِ لَا تُحْصُوْهَا۝﴾ ''اگر تم شمار کرنے لگو اللہ کی نعمتوں کو تو نہ گن سکو گے اُن کو'' [۱۶:۱۸]
- ﴿وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُوْنَ۝﴾ ''اور جن کو وہ پکارتے ہیں سوائے اللہ کے وہ نہیں پیدا کرسکتے کچھ بھی اور وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں'' [۱۶:۲۰]
- ﴿وَمَا ظَلَمَهُمُ اللهُ وَلٰكِنْ كَانُوْا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۝﴾ ''اور نہیں ظلم کیا تھا ان پر اللہ نے لیکن وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے''۔ [۱۶:۳۳]
- ﴿فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ۝﴾

''پس پہنچے ان کو بُرے (نتائج) ان کے (بُرے) عملوں کے اور آ پڑا ان پر وہی (عذاب) جس کا وہ تمسخر کیا کرتے تھے'' [۳۴:۱۶]

⇦ ﴿الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۝﴾ ''وہ لوگ جنہیں دی تھی ہم نے کتاب وہ اس (رسول) کو پہچانتے ہیں جیسے وہ پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو اور یقیناً کچھ لوگ ان میں چھپاتے ہیں حق بات کو حالانکہ وہ جانتے ہیں'' [۱۴۶:۲]

⇦ ﴿فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۝﴾ ''پس اللہ ہی فیصلہ کرے گا تمہارے درمیان قیامت کے دن'' [۱۴۱:۴]

⇦ ﴿قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ۝﴾ ''اس نے کہا (نوح علیہ السلام) کہ اگر (آج) تم تمسخر کرتے ہو ہم سے تو (ایک روز) ہم بھی تمسخر کریں گے تم سے جیسے تم تمسخر کرتے ہو'' [۳۸:۱۱]

⇦ ﴿لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا۝﴾ ''وہ نہ سنیں گے وہاں کوئی لغو اور نہ گناہ کی بات'' [۲۵:۵۶]

⇦ ﴿سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا۝﴾ ''عنقریب کر دے گا اللہ تنگی کے بعد آسانی'' [۷:۶۵]

⇦ ﴿وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ۝﴾ ''اور وہ تراشا کرتے تھے پہاڑوں سے گھر چین سے (رہنے کے لئے)'' [۸۲:۱۵]

❁❁❁❁

سبق نمبر ۱۵

فعل کی اعرابی حالت

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، عربی زبان کے افعال تین قسم کے ہیں، یعنی فعل ماضی، فعل مضارع اور فعل امر۔ اِن میں سے فعل ماضی اور فعل امر مبنی ہیں اِس لئے اِن کے اعراب میں کوئی تبدیلی نہیں آتی، لیکن فعل مضارع معرب ہے اس لئے اس کے اعراب میں تبدیلی آتی ہے۔ جس طرح اسم کی اعرابی حالتیں تین ہیں، یعنی حالت ِ رفع، حالتِ نصب اور حالتِ جر۔ اِسی طرح فعل مضارع کی اعرابی حالتیں بھی تین ہیں، یعنی حالتِ رفع، حالتِ نصب اور حالتِ جزم۔ حالتِ جزم سے مراد فعل مضارع کا آخری حرف کا ساکن ہونا ہے یعنی اس پر جزم آتی ہے کوئی حرکت نہیں آتی۔ حالتِ رفع، اسم ہی کی طرح، فعل مضارع کی اصلی حالت ہے جبکہ اس کی تبدیل شدہ حالت نمبر ا حالتِ نصب اور اس کی تبدیل شدہ حالت نمبر ۲ حالتِ جزم کہلاتی ہے۔ تاہم فعل مضارع کے جمع مؤنث غائب اور جمع مؤنث حاضر کے صیغے مبنی ہیں، ان میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ یاد رہے اسم میں حالتِ جزم نہیں ہے جبکہ فعل میں حالتِ جر نہیں ہے۔

فعل مضارع کی اعرابی حالت کو تبدیل کرنے کے عوامل دو قسم کے ہیں:

① نواصب المضارع: ایسے حروف جو فعل مضارع کو حالتِ رفع سے تبدیل کر کے اسے حالت نصب میں لے جاتے ہیں، مثلاً یَفعَلُ سے یَفعَلَ

② جوازم المضارع: ایسے حروف جو فعل مضارع کو حالتِ رفع سے حالت جزم میں لے جاتے ہیں، مثلاً یَفعَلُ سے یَفعَلْ۔

❶ نواصب المضارع:

زیادہ تر استعمال ہونے والے ناصبۃ المضارع حروف اوران کے اثرات درج ذیل ہیں:

① لَنْ: فعل مضارع سے پہلے حرف لَنْ کے آنے سے فعل مضارع کی بناوٹ اور معنی میں چار طرح کی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں:

۱- فعل مضارع میں نفی تاکید کا معنی آجاتا ہے، یعنی 'نہیں' کے بجائے 'کبھی نہیں' ہرگز نہیں کا معنی آجاتا ہے۔

۲- معنی کے لحاظ سے فعل مضارع صرف زمانہ مستقبل کے لئے مخصوص ہو جاتا ہے، مثلاً لَنْ یَضْرِبَ 'وہ کبھی نہیں مارے گا'، لَنْ أَشْرَبَ الْخَمْرَ 'میں کبھی شراب نہیں پیوں گا'، لَنْ تُؤْمِنَ 'تو کبھی بھی یقین نہیں کرے گا'، ﴿لَنْ نَصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ﴾ ''ہم ہرگز صبر نہ کرینگے ایک ہی قسم کے کھانے پر'' [۲:۶۱]

۳- فعل مضارع کے آخری حرف پر نصب آجاتی ہے، یعنی فعل مضارع منصوب ہو جاتا ہے، مثلاً یَکْذِبُ سے لَنْ یَکْذِبَ 'وہ کبھی جھوٹ نہیں بولے گا'، یُؤْمِنُ سے لَنْ یُؤْمِنَ 'وہ کبھی یقین نہیں کرے گا/کبھی ایمان نہیں لائے گا'، یَأْکُلُ سے لَنْ یَأْکُلَ الْحَرَامَ 'وہ کبھی حرام نہیں کھائے گا'۔ یاد رہے تمام ناصبۃ المضارع حروف فعل مضارع کو حالتِ نصب میں لے جاتے ہیں۔

۴- ناصبۃ المضارع حروف کے آنے سے فعل مضارع میں نون اعرابی حذف ہو جاتا ہے، مثلاً یُؤْمِنُوْنَ 'وہ یقین رکھتے ہیں' سے لَنْ یُؤْمِنُوْا 'وہ ہرگز

یقین نہیں کریںگے' ہو جائے گا۔ یَذْھَبُوْنَ سے لَنْ یَذْھَبُوْا 'وہ ہرگز نہیں جائیں گے'، تَصْبِرُوْنَ سے لَنْ تَصْبِرُوْا 'تم ہرگز صبر نہیں کرسکو گے'۔

لَنْ کے ساتھ فعل مضارع کی گردان ٹیبل نمبر 9 میں دی گئی ہے۔ تمام نواصب المضارع حروف کے ساتھ فعل مضارع کی گردان اسی طرز پر ہوگی۔

ٹیبل نمبر 9

لَنْ + فعل مضارع کی گردان (لَنْ یَنْصُرَ)

صیغہ		واحد	جمع
غائب	مذکر ♂	لَنْ یَنْصُرَ	لَنْ یَنْصُرُوْا*
	مؤنث ♀	لَنْ تَنْصُرَ	لَنْ یَنْصُرْنَ
حاضر	مذکر ♂	لَنْ تَنْصُرَ	لَنْ تَنْصُرُوْا*
	مؤنث ♀	لَنْ تَنْصُرِیْ*	لَنْ تَنْصُرْنَ
متکلم	مذکر/ مؤنث	لَنْ أَنْصُرَ	لَنْ نَنْصُرَ

نوٹ: * —ان صیغوں میں حالتِ رفع کی پہچان فعل مضارع میں نون اعرابی کی موجودگی سے ہے جبکہ اس میں حالتِ نصب کی پہچان نونِ اعرابی کے حذف ہونے سے ہے۔

② اَنْ: اَنْ 'کہ/ یہ کہ' کا معنی دیتا ہے اور فعل مضارع کو حالتِ نصب میں لے جاتا ہے، مثلاً ﴿أُمِرْتُ اَنْ أَعْبُدَ اللّٰهَ﴾ ''مجھے تو حکم ہوا ہے کہ میں عبادت کروں اللہ کی'' [۱۳:۳٦] مَاذَا تُرِیْدُ أَنْ تَشْرَبَ لفظی ترجمہ: 'تم کیا چاہتے ہو کہ تم پیو'، یعنی تم کیا پینا چاہتے ہو۔ نُرِیْدُ اَنْ نَجْلِسَ ھُنَا لفظی ترجمہ: 'ہم چاہتے ہیں

کہ ہم یہاں بیٹھیں' یعنی ہم یہاں بیٹھنا چاہتے ہیں۔

③ أَلَّا: یہ مرکب ہے أَنْ+لا کا، اور 'کہ نہ ہو/ ایسا نہ ہو/ نہ ہو سکے' وغیرہ کا معنی دیتا ہے، مثلاً ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَاطَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ، فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً أَوْمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ، ذَالِكَ أَدْنٰى أَلَّا تَعُوْلُوْا۞﴾ ''اور اگر تمہیں خوف ہو کہ تم انصاف نہ کرسکو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں عورتوں میں سے دو، دو اور تین، تین اور چار، چار، پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ تم عدل نہیں کرسکو گے تو ایک ہی سے نکاح کرو یا کنیز سے جو تمہارے ملک میں ہے، یہ زیادہ قریب ہے اس سے کہ تم ناانصافی اور ایک طرف جھک پڑنے سے بچ جاؤ'' [۳:۴] ﴿حَقِيْقٌ عَلٰى أَلَّا أَقُوْلَ عَلَى اللهِ إِلَّا الْحَقَّ۞﴾ ''میرے شایاں ہے کہ میں نہ نسبت کروں اللہ کی طرف مگر سچی بات'' [۱۰۵:۷]

④ لِ – لامُ التَّعْلِيْل: لام تعلیل 'تا کہ/کہ/ اس وجہ سے' وغیرہ کا معنی دیتا ہے۔ اور فعل مضارع کو حالت نصب میں لے جاتا ہے، مثلاً أَفْهَمُ 'میں سمجھتا ہوں' سے لِأَفْهَمَ 'تا کہ میں سمجھوں' جیسے أَدْرُسُ اللُّغَةَ الْعَرَبِيَّةَ لِأَفْهَمَ الْقُرْآنَ لفظی ترجمہ 'میں عربی زبان پڑھ رہا ہوں تا کہ میں قرآن کو سمجھ سکوں' یعنی قرآن کو سمجھنے کے لئے عربی زبان پڑھتا ہوں۔ خَلَقَنَا اللهُ تَعَالٰى لِنَعْبُدَهُ 'اللہ تعالی نے ہمیں تخلیق کیا تا کہ ہم اس کی عبادت کریں/ بندگی کریں'۔

⑤ كَيْ: كَيْ بھی لام تعلیل کا معنی دیتا ہے، یعنی 'تا کہ/کہ/ اس سبب سے' وغیرہ، اور بعد میں آنے والے فعل مضارع کو نصب دیتا ہے، مثلاً ذَهَبْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ كَيْ أَعْبُدَ اللهَ 'میں مسجد کو گیا تا کہ اللہ کی عبادت کروں'۔

⑥ إذاً: یہ بھی ناصبۃ المضارع میں سے ہے اور 'تب/تو/اس وقت' وغیرہ کا معنی دیتا ہے، مثلاً إجْتَهِدْ إذاً تَنْجَحَ 'محنت کرتب کامیاب ہوگا'۔

۷- حَتّٰی: 'تب تک/ جب تک/ یہاں تک کہ' وغیرہ کا معنی دیتا ہے اور یہ بھی ناصبۃ المضارع میں سے ہے، مثلاً إجْلِسْ هُنَا حَتّٰى أَرْجِعَ لفظی ترجمہ 'یہاں بیٹھ جب تک کہ میں واپس آؤں' یعنی میرے لوٹنے تک یہاں بیٹھ، ﴿حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ﴾ ''یہاں تک کہ وہ (اللہ تعالیٰ) (نہ) جدا کر دے ناپاک کو پاک سے'' [۳:۱۷۹] ﴿وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ﴾ ''اور وہ نہ داخل ہونگے جنت میں یہاں تک کہ گھس جائے اونٹ ناکے میں سوئی کے (جو ناممکن ہے)'' [۷:۴۰]

❷ جوازم المضارع:

ایسے حروف جو فعل مضارع سے پہلے آنے کی وجہ سے اس فعل کو حالتِ رفع سے تبدیل کر کے حالتِ جزم میں لے جاتے ہیں، یعنی فعل مضارع کا آخری حرف ساکن ہو جاتا ہے۔ تاہم اِس کی گردان ناصبۃ المضارع افعال ہی کی طرز پر ہوتی ہے۔ زیادہ تر استعمال ہونے والے جازمۃ المضارع حروف اور اُن کے اثرات درج ذیل ہیں:

① لَمْ: فعل مضارع سے پہلے حرف لَمْ کے آنے سے درج ذیل تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں:

ا- فعل مضارع کا معنی ماضی نفی تاکید میں تبدیل ہو جاتا ہے، مثلاً لَا يَكْذِبُ 'وہ جھوٹ نہیں بولتا/ بولے گا' سے لَمْ يَكْذِبْ 'اُس نے جھوٹ نہیں بولا'۔ یاد رہے افعال میں لَمْ اور لا اہم حروفِ نافیہ ہیں۔

۲- لَمْ کی وجہ سے مضارع مرفوع مضارع مجزوم کی شکل اختیار کر لیتا ہے، یعنی آخر کا ضمہ جزم سے تبدیل ہو جاتا ہے، مثلاً يَذْهَبُ 'وہ جاتا ہے/ جائے گا' سے لَمْ يَذْهَبْ 'وہ نہیں گیا' ہو جائے گا۔

۳- حرفِ لَمْ کے آنے سے فعل مضارع میں نونِ اعرابی حذف ہو جاتا ہے، مثلاً يَعْلَمُوْنَ 'وہ جانتے ہیں' سے لَمْ يَعْلَمُوْا 'انہوں نے نہیں جانا'، يَأْكُلُوْنَ 'وہ کھاتے ہیں' سے لَمْ يَأْكُلُوْا 'انہوں نے نہیں کھایا' ہو جائے گا۔

درج ذیل مثالوں میں غور کریں:

-لا يَذْهَبُ 'وہ نہیں جاتا/نہیں جائے گا' سے لَمْ يَذْهَبْ 'وہ نہیں گیا/ وہ یقیناً نہیں گیا'

-هَلْ كَتَبْتَ عَلَى السَّبُّوْرَةِ يَازَيْدُ؟ 'اے زید! کیا تو نے بورڈ پر لکھا؟' جواب ملا لَمْ أَكْتُبْ 'میں نے نہیں لکھا'۔ اس سوال کا آسان اور سادہ جواب مَا كَتَبْتُ 'میں نے نہیں لکھا' ہوسکتا ہے لیکن لَمْ أَكْتُبْ میں تاکید پائی جاتی ہے، یعنی میں نے قطعی نہیں لکھا۔

-لا يُؤْمِنُوْنَ 'وہ نہیں یقین کرتے/کرینگے' سے لَمْ يُؤْمِنُوْا 'انہوں نے یقین نہیں کیا'

- لا يَشْرَبُوْنَ الْقَهْوَةَ 'وہ قافی نہیں پیتے/ پئیں گے' سے لَمْ يَشْرَبُوا الْقَهْوَةَ 'انہوں نے قافی نہیں پی'۔

- ﴿لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا﴾ ''نہیں بنایا ہم نے اس کا اس سے پہلے کوئی ہم نام'' [۱۹:۷]

لَمْ کے ساتھ فعل مضارع کی گردان کے لئے ٹیبل نمبر 10 دیکھیں:

ٹیبل نمبر 10

لَمْ + فعل مضارع کی گردان (لَمْ یَضْرِبْ 'اس نے نہیں مارا')

صیغہ		واحد	جمع
غائب	مذکر ♂	لَمْ یَضْرِبْ 'اسنے نہیں مارا'	0لَمْ یَضْرِبُوْا انہوں نے نہیں مارا
	مؤنث ♀	*لَمْ تَضْرِبْ 'اسنے نہیں مارا'	#لَمْ یَضْرِبْنَ انہوں نے نہیں مارا
حاضر	مذکر ♂	*لَمْ تَضْرِبْ تو نے نہیں مارا	0لَمْ تَضْرِبُوْا تم نے نہیں مارا
	مؤنث ♀	0لَمْ تَضْرِبِیْ تو نے نہیں مارا	#لَمْ تَضْرِبْنَ تم نے نہیں مارا
متکلم	مذکر/ مؤنث	لَمْ أَضْرِبْ میں نے نہیں مارا	لَمْ نَضْرِبْ ہم نے نہیں مارا

نوٹ:

*– دونوں صیغے ایک طرح کے ہیں۔ اِن میں فرق اِن افعال کے فاعل سے ظاہر ہوتا ہے۔

0– نونِ اعرابی حذف ہو گئے ہیں۔

#– نونِ نسوہ/نونِ ضمیر ہمیشہ باقی رہتا ہے، حذف نہیں ہوتا۔

② لَـمَّا: یہ حرف بھی جازمۃ المضارع ہے اور یہ 'ابھی تک نہیں' کا معنی دیتا ہے، مثلاً لَمَّا یَذْهَبْ إِلَی الْجَامِعَةِ 'وہ ابھی تک یونیورسٹی نہیں گیا'، ﴿وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ﴾ ''اور ابھی تک داخل نہیں ہوا ایمان تمہارے دِلوں میں'' [۱۴:۴۹] لَمَّا یَصِلِ الْقِطَارُ 'ریل گاڑی ابھی تک نہیں پہنچی'۔

نوٹ: ساکن حرف کو کسرہ دے کر ملایا جاتا ہے جب اس کے بعد کا لفظ اَلْ سے شروع ہو۔ جیسے لَمَّا یَدْخُلْ سے لَمَّا یَدْخُلِ الْإِیْمَانُ اور لَمَّا یَصِلْ سے لَمَّا یَصِلِ الْقِطَارُ۔

③ لا: یہ کلمہ نفی ہے جو 'مت' نہیں، نہ' کا معنی دیتا ہے اور فعل مضارع کو حالتِ جزم میں لے جاتا ہے، مثلاً لا تَجْلِسْ هُنَا 'یہاں مت بیٹھ'، ﴿لا تَدْخُلُوْا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ، وَادْخُلُوْا مِنْ أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ﴾ ''نہ داخل ہونا تم ایک ہی دروازے سے بلکہ داخل ہونا مختلف دروازوں سے'' [۱۲:۶۷]

④ لِ – لامُ الأَمْرِ: غائب کے صیغوں کے لئے 'لِ' امر غائب کے طور پر استعمال ہوتا ہے، اسی لئے لام الأمر کہلاتا ہے۔ لام الأمر 'چاہئے/ضروری ہے کہ ایسا ہو' وغیرہ کا معنی دیتا ہے اور فعل مضارع کو حالتِ جزم میں لے جاتا ہے، مثلاً لِيَجْلِسْ كُلُّ طَالِبٍ فِي الْفَصْلِ سَاكِتًا لفظی ترجمہ 'چاہئے کہ بیٹھے ہر ایک طالبعلم کلاس میں خاموشی سے' یعنی تمام طلباء کو کلاس میں خاموشی سے بیٹھنا چاہئے۔ ﴿وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾ ''اور چاہئے کہ دیکھے انسان کہ کیا بھیجا اس نے کل کے لئے'' [۵۹:۱۸] فَلْيَخْرُجْ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الْغُرْفَةِ 'پس چاہئے کہ نکل جائے ہر ایک کمرے سے' یعنی ہر ایک کو کمرے سے نکل جانا چاہیے۔

نوٹ: لام امر ساکن ہو جاتا ہے جب اسے کسی ماقبل حرف کے ساتھ ملایا جائے۔ جیسے لِتَنْظُرْ نَفْسٌ سے پہلے واؤ کے آنے سے لام امر ساکن ہو جاتا ہے اور وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی لِيَخْرُجْ سے پہلے فا کے آنے سے فَلْيَخْرُجْ ہو جاتا ہے۔

⑤ إِنْ: 'اگر' کا معنی دیتا ہے اور حروف شرائط میں سے ہے جو فعل مضارع کو حالتِ جزم میں لے جاتے ہیں۔ یاد رہے ایسی صورت میں جواب الشرط یا جزاء الشرط بھی حالتِ جزم میں ہو جاتا ہے، مثلاً إِنْ تَذْهَبْ أَذْهَبْ 'اگر تو جائے گا تو میں بھی جاؤں گا'، إِنْ تَشْرَبْ عَصِيْرًا أَشْرَبْ 'اگر تو جوس پئے گا تو میں بھی

جو س پیوں گا‘۔ اگر تاکید مقصود ہو تو ’إن‘ سے پہلے ’ل‘ لگا دیا جاتا ہے، مثلاً ﴿وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ۝﴾ ’’اور جبکہ اعلان کیا تھا تمہارے رب نے کہ اگر تم شکر گزاری کرو گے تو یقیناً میں تمہیں زیادہ دونگا، اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بھی بہت سخت ہے‘‘۔ [۱۴:۷] ﴿وَقَالَ مُوْسٰى اِنْ تَكْفُرُوْا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ۝﴾ ’’اور کہا موسیٰ علیہ السلام نے کہ اگر تم سب اور روئے زمین کے تمام انسان اللہ کی ناشکری کریں تو بھی اللہ بے نیاز ہے، تعریفوں کے لائق‘‘ [۱۴:۸] اس آخری مثال میں غور کریں کہ إن تکفروا میں نونِ اعرابی حذف ہے جو اس فعل کے مجزوم ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔

⑥ مَنْ: ’جو، جو بھی، جس نے‘ وغیرہ کا معنی دیتا ہے، اور یہ بھی حرفِ شرط ہے جو فعل مضارع کو حالتِ جزم میں لے جاتا ہے، مثلاً مَنْ يَجْتَهِدْ يَنْجَحْ ’جو محنت کرتا ہے وہ کامیاب ہوتا ہے‘ وَمَنْ يَكْسَلْ يَنْدَمْ ’اور جو سستی کرتا ہے پشیمان ہوتا ہے‘، ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوْءًا يُجْزَبِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا۝﴾ ’’جو کوئی کرے گا برا کام اس کی سزا پائے گا، اور نہ پائے گا اپنے لئے اللہ کے سوائے کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار‘‘ [۴:۱۲۳]

⑦ مَا: ’جو کچھ‘ کا معنی دیتا ہے اور حروف الشروط میں سے ہے جو فعل مضارع کے آخر کو جزم دیتے ہیں، مثلاً مَا تَفْعَلْ أَفْعَلْ ’جو کچھ تو کرے گا میں بھی کرونگا‘۔ اس مثال میں بھی غور کریں کہ ’ما‘ حرفِ شرط ہے اور تَفْعَلْ فعل مضارع مشروط ہے جو حالتِ جزم میں ہے، اور اس جملہ شرطیہ میں أَفْعَلْ جو جوابِ شرط ہے، وہ بھی حالتِ جزم میں ہے۔

⑧ أَيْنَ / أَيْنَمَا: یہ حرفِ شرط 'جہاں/ جہاں کہیں' کا معنی دیتا ہے، مثلاً أَيْنَ تَذْهَبْ أَذْهَبْ 'جہاں کہیں تو جائے گا میں جاؤں گا'، ﴿أَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُشَيَّدَةٍ، وَإِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُوْلُوْا هَذِهِ مِنْ عِنْدِ اللهِ، وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُوْلُوْا هَذِهِ مِنْ عِنْدِكَ﴾ ''جہاں کہیں بھی تم ہوگے پالے گی تمہیں موت اور اگرچہ تم ہو محکم قلعوں میں، اور اگر پہنچے انہیں کوئی بھلائی تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے، اور اگر پہنچے انہیں کوئی مصیبت تو کہتے ہیں یہ آپ کی طرف سے ہے'' [۴:۷۸] اس مثال میں ''أينما اور إن'' دو حروفِ شرط ہیں، اس میں تَكُوْنُوْنَ اور يَقُوْلُوْنَ کے نونِ اعرابی حذف ہیں جو ان جمع افعال کے جازمہ ہونے کا پتہ دیتے ہیں۔ نیز اس مثال کی مدد سے افعالِ شرط اور جوابِ شرط کے اعراب کو اچھی طرح سمجھ لیں۔

❸ نُوْنُ التَّوْكِيْدِ:

نونِ تاکید فعل مضارع میں تاکید کا عنصر پیدا کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ نیز نونِ تاکید کے آنے سے فعل مضارع کا معنی زمانہ مستقبل سے خاص ہو جاتا ہے۔
نونِ تاکید دو قسم کے ہیں:

① نونِ تاکید خفیفہ: یہ فعل مضارع کے آخر میں نون ساکن سے ظاہر کیا جاتا ہے، مثلاً أَكْتُبُ 'میں لکھتا ہوں/ لکھوں گا' سے أَكْتُبَنْ 'میں ضرور لکھوں گا'۔ نونِ خفیفہ کا استعمال کم ہے۔

② نونِ تاکید ثقیلہ: یہ فعل مضارع کے آخر میں نون مشدد سے ظاہر کیا جاتا ہے، مثلاً أَكْتُبُ سے أَكْتُبَنَّ 'میں یقیناً لکھوں گا'۔ نونِ خفیفہ کی بنسبت نونِ ثقیلہ کا استعمال عام ہے اور اس میں تاکید کا عنصر بھی زیادہ ہے۔ نونِ تاکید کا استعمال صرف فعل

مضارع اور فعل اَمر کے لئے ہے، فعل ماضی میں اس کا استعمال نہیں ہے۔

مضارع مرفوع میں نونِ ثقیلہ کا استعمال درج ذیل طور پر ہوتا ہے:

۱- فعل مضارع کے چار بنیادی صیغوں، یعنی یَکْتُبُ، تَکْتُبُ، أَکْتُبُ، نَکْتُبُ میں آخری ضمہ فتح سے تبدیل ہو جاتا ہے، اس طرح یہ صیغے یَکْتُبَنَّ، تَکْتُبَنَّ، أَکْتُبَنَّ، نَکْتُبَنَّ بن جاتے ہیں۔

۲- فعل مضارع کے تین صیغوں، یعنی یَکْتُبُوْنَ، تَکْتُبُوْنَ، تَکْتُبِیْنَ میں آخری نون اور واؤ حذف ہو جاتے ہیں۔ اس طرح نون کے حذف ہونے اور نون مشدد کے اضافے سے یَکْتُبُوْنَ سے یَکْتُبُنَّ اور تَکْتُبُوْنَ سے تَکْتُبُنَّ ہو جاتا ہے جبکہ تَکْتُبِیْنَ سے آخری نون اور یا کو حذف کرنے سے تَکْتُبِنَّ ہو جاتا ہے۔

قاعدے کے مطابق عربی زبان میں ساکن حرف کے بعد حرف مدّہ نہیں آ سکتا۔ اس لئے واؤ مدّہ کو ضمہ سے اور یائے مدّہ کو کسرہ سے بدل دیا جاتا ہے۔ اس طرح یَکْتُبُوْنَ سے یَکْتُبُنَّ، تَکْتُبُوْنَ سے تَکْتُبُنَّ اور تَکْتُبِیْنَ سے تَکْتُبِنَّ ہو جاتا ہے۔ یاد رہے کہ نونِ ثقیلہ کے ساتھ واحد، یَکْتُبَنَّ اور یَکْتُبُنَّ میں فرق صرف 'ـَ' اور 'ـُ' کا ہے، یعنی واحد میں 'بَنَّ' اور جمع میں 'بُنَّ' ہو گیا ہے۔

۳- فعل مضارع کے جمع مؤنث کے دو صیغے یَکْتُبْنَ اور تَکْتُبْنَ نونِ تاکید کے ساتھ یَکْتُبْنَانِّ اور تَکْتُبْنَانِّ ہو جاتے ہیں۔ نوٹ کریں کہ اس صورت میں نونِ ضمیر/نسوہ اور نونِ تاکید کے درمیان الف کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔

۴- مضارع مجزوم اور فعل امر کے ساتھ نونِ تاکید کے استعمال کا طریقہ بھی وہی ہے جو فعل مضارع مرفوع کے ساتھ ہے، سوائے اس کے کہ اِن

صیغوں میں نونِ اعرابی پہلے سے ہی حذف ہوتا ہے، مثلاً

- لا تَجْلِسْ 'تو مت بیٹھ' سے لا تَجْلِسَنَّ 'تو ہرگز نہ بیٹھ'
- لا تَجْلِسُوْا 'تم نہ بیٹھو' سے لا تَجْلِسُنَّ 'تم ہرگز نہ بیٹھو'
- أُكْتُبْ 'تو لکھ' سے أُكْتُبَنَّ 'تو ضرور لکھ'
- أُكْتُبُوْا 'تم لکھو' سے أُكْتُبُنَّ 'تم ضرور لکھو'
- أُكْتُبِيْ 'تو لکھ' سے أُكْتُبِنَّ 'تو ضرور لکھ'
- أُكْتُبْنَ 'تم لکھو' سے أُكْتُبْنَانِ 'تم ضرور لکھو'

فعل مضارع کے شروع میں لامِ تاکید اور آخر میں نونِ تاکید آنے سے فعل میں تاکید در تاکید کا عنصر آ جاتا ہے۔ اور فعل مضارع زمانہ مستقبل سے خاص ہو جاتا ہے، مثلاً لَيَذْهَبَنَّ 'یقیناً یقیناً وہ جائے گا'۔ یاد رہے کہ جوابِ قسم کی صورت میں لامِ تاکید کا استعمال لازم ہو جاتا ہے، مثلاً وَاللهِ لَأَحْفَظَنَّ الدَّرْسَ 'اللہ کی قسم! میں ضرور سبق یاد کرونگا'۔ اس مثال میں فعل مضارع أَحْفَظُ جواب قسم ہے کیونکہ اس سے پہلے وَاللهِ قسم ہے۔ تاہم جواب قسم میں لام کا لازم ہونا تین شرائط کے ساتھ ہے، جو درج ذیل ہیں:

① فعل کا مثبت ہونا ضروری ہے جیسا کہ اوپر دی گئی مثال سے واضح ہے۔ کیونکہ فعل کے نفی ہونے کی صورت میں نہ لام تاکید لایا جاتا ہے نہ نونِ تاکید، مثلاً وَاللهِ لا أَذْهَبُ 'اللہ کی قسم! میں نہیں جاؤں گا'۔

② فعل کا زمانہ مستقبل سے ہونا ضروری ہے۔ اگر فعل کا تعلق زمانہء حال سے ہو تو صرف لام تاکید استعمال ہوتا ہے، نونِ تاکید نہیں، مثلاً وَاللهِ لَأَظُنُّكَ صَادِقًا 'اللہ کی قسم! میں تجھے سچا سمجھتا ہوں'۔

③ لام تاکید کا فعل کے ساتھ آنا بھی شرط ہے۔ اگر فعل کے بجائے اور لفظ کے ساتھ آ جائے تو ایسی صورت میں نونِ تاکید استعمال نہیں ہو سکتا، مثلاً وَاللهِ لَإِلَى

الْمَسْجِدِ أَذْهَبُ 'اللہ کی قسم! میں مسجد جاؤں گا'۔اس مثال میں لامِ تاکید إِلَی کے ساتھ آیا ہے۔اگر یہ فعل کے ساتھ آتا تو نونِ تاکید کا استعمال لازم آتا، مثلاًوَاللهِ لَأَذْهَبَنَّ إِلَى الْمَسْجِدِ۔ایک اور مثال:وَاللهِ لَسَوْفَ أَزُوْرُکَ 'اللہ کی قسم! میں تجھے ضرور ملوں گا'۔

فعل مضارع سے پہلے لام تاکید اور آخر میں نونِ تاکید کے ساتھ گردان کی مثال کے لئے ٹیبل نمبر 11 دیکھیں:

ٹیبل نمبر 11

فعل مضارع لَ+نَّ کے ساتھ ـ لَیَفْعَلَنَّ 'وہ یقیناً یقیناً کرے گا'

صیغہ		واحد	جمع
غائب	مذکر ♂	لَیَفْعَلَنَّ	لَیَفْعَلُنَّ
	مؤنث ♀	لَتَفْعَلَنَّ *	لَیَفْعَلْنَانِّ
حاضر	مذکر ♂	لَتَفْعَلَنَّ *	لَتَفْعَلُنَّ
	مؤنث ♀	لَتَفْعَلِنَّ	لَتَفْعَلْنَانِّ
متکلم	مذکر/ مؤنث	لَأَفْعَلَنَّ#	لَنَفْعَلَنَّ#

نوٹ: *- یہ دونوں صیغے ایک جیسے ہیں۔

#- یہ صیغے مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے یکساں ہیں۔

سبق نمبر۱۶

فعل الأمر

فعل الامر عربی افعال میں فعل کی تیسری قسم ہے۔اس سے پہلے کی دو اقسام، یعنی فعل ماضی اور فعل مضارع ہم پڑھ چکے ہیں۔فعل الامر عام طور پر کسی حکم، درخواست، یا دعا کے اظہار کے لئے استعمال ہوتا ہے، مثلاً اُكْتُبْ 'تو لکھ'، اِجْلِسْ 'تو بیٹھ'، اُسْجُدْ 'تو سجدہ کر'، اِغْفِرْ 'تو بخشش فرما'، وغیرہ۔فعل الامر فعل مضارع سے بنتا ہے۔اس کے بنانے کا طریقہ درج ذیل ہے:

- بعض صورتوں میں فعل مضارع معروف سے علامۃ المضارع کو حذف کرنے اور آخری ضمہ کو ساکن کرنے سے فعل امر بن جاتا ہے، مثلاً یُجَاهِدُ 'کوشش کرنا' سے فعل امر کے لئے علامۃ المضارع 'یا' کو حذف کرنے اور آخری دال کو ساکن کرنے سے جَاهِدْ 'کوشش کر' فعل امر بن جاتا ہے۔ایسے ہی یُبَلِّغُ 'پہنچانا' سے فعل امر بَلِّغْ ، یُقَاتِلُ 'قتال کرنا' سے قَاتِلْ 'تو قتال کر' اور یَعِدُ 'وعدہ کرنا' سے عِدْ 'وعدہ کر'، یَقُوْلُ 'کہنا' سے قُلْ 'تو کہہ'۔اس مثال میں 'یا' کو حذف کرنے سے قُوْلْ رہ جاتا ہے، یہاں واؤ ساکن بھی حذف ہو کر قُلْ بن گیا، اس کی وضاحت بعد میں آئے گی۔
- بعض صورتوں میں علامۃ المضارع کے حذف کرنے کے بعد فعل مضارع کا پہلا حرف ساکن رہ جاتا ہے جو پڑھا نہیں جا سکتا، کیونکہ کسی بھی فعل کا پہلا حرف ساکن نہیں ہوسکتا۔اس لئے اس دشواری کے پیشِ نظر ساکن حرف سے پہلے

ہمزہ لگا دیا جاتا ہے جو همزه الوصل کہلاتا ہے۔ اس ہمزہ پر ضمہ آتا ہے اگر فعل مضارع کے عین کلمہ پر بھی ضمہ ہو، بصورتِ دیگر یہ ہمزہ مکسور ہوتا ہے، یعنی اس پر کسرہ آتا ہے، مثلاً یَكْتُبُ 'لکھنا' میں علامۃ المضارع 'یا' کے حذف ہونے کے بعد فعل کا پہلا حرف 'کاف' ساکن رہ جاتا ہے جو پڑھا نہیں جا سکتا، لہذا اس 'کاف' ساکن سے پہلے همزة الوصل ضمہ کے ساتھ لایا جاتا ہے کیونکہ یَكْتُبُ کے عین کلمہ 'تا' پر ضمہ ہے۔ اس طرح یَكْتُبُ سے فعل امر اُكْتُبْ 'تو لکھ' ہو جاتا ہے، اور یَنْصُرُ سے اُنْصُرْ 'تو مدد کر'، یَسْجُدُ سے اُسْجُدْ 'تو سجدہ کر'، یَخْرُجُ سے اُخْرُجْ 'تو نکل'، یَدْخُلُ سے اُدْخُلْ 'تو داخل ہو'، یَقْتُلُ سے اُقْتُلْ 'تو قتل کر'، یَأْكُلُ سے كُلْ 'کھا'، یَأْخُذُ سے خُذْ 'تو پکڑ لے'۔ آخری دو مثالوں، یعنی كُلْ اور خُذْ میں علامۃ المضارع کے بعد کا ہمزہ ساکن بھی حذف کر دیا گیا ہے۔

- فعل امر کے همزة الوصل پر کسرہ کی مثالیں، جیسے: یَضْرِبُ 'مارنا' سے فعل امر اِضْرِبْ 'تو مار' ہو جاتا ہے کیونکہ فعل مضارع کے عین کلمہ پر کسرہ یا فتح کی صورت میں همزة الوصل پر کسرہ آتا ہے۔ چند مزید مثالوں میں غور کریں: یَجْلِسُ سے فعل امر اِجْلِسْ 'تو بیٹھ'، یَغْسِلُ سے اِغْسِلْ 'تو غسل کر/ دھو'، یَفْعَلُ سے اِفْعَلْ 'تو کر'، یَسْمَعُ سے اِسْمَعْ 'تو سن'، یَفْتَحُ سے اِفْتَحْ 'تو کھول'، یَشْرَبُ سے اِشْرَبْ 'تو پی'، یَفْهَمُ سے اِفْهَمْ 'تو سمجھ/ فہم کر'، یَعْمَلُ سے اِعْمَلْ 'تو عمل کر'، یَرْكَبُ سے اِرْكَبْ 'تو سواری کر'، یَحْفَظُ سے اِحْفَظْ 'تو یاد کر'۔

فعل امر حاضر میں واحد اور جمع کے چار ہی صیغے ہوتے ہیں۔ اس کی گردان کی تین مثالیں ٹیبل نمبر 12 پر دی گئی ہیں۔

ٹیبل نمبر 12

فعل امر حاضر کی گردان

صیغہ		واحد	جمع
حاضر	مذکر♂	اِجْلِسْ 'تو بیٹھ'	اِجْلِسُوْا 'تم بیٹھو'
	مؤنث♀	اِجْلِسِي 'تو بیٹھ'	اِجْلِسْنَ 'تم بیٹھو'
حاضر	مذکر♂	اُكْتُبْ 'تو لکھ'	اُكْتُبُوْا 'تم لکھو'
	مؤنث♀	اُكْتُبِي 'تو لکھ'	اُكْتُبْنَ 'تم لکھو'
حاضر	مذکر♂	قُلْ 'تو کہہ'	قُوْلُوْا 'تم کہو'
	مؤنث♀	قُوْلِي 'تو کہہ'	قُلْنَ 'تم کہو'

فعل امر کی اصطلاح کا اطلاق درحقیقت تو مخاطب کے لئے ہی ہوتا ہے، تاہم عربی میں غائب اور متکلم کے صیغوں کے لئے بھی تاکیداً حکم یا درخواست کو أَمْرٌ غَائِبٌ وَمُتَكَلِّمٌ (امر غائب اور متکلم) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے فعل مضارع معروف/مجہول سے پہلے 'ل' لگایا جاتا ہے اور مضارع حالتِ جزم میں آجاتا ہے، مثلاً: يَذْهَبُ 'وہ جاتا ہے/ جائے گا' سے لِيَذْهَبْ 'اسے چاہئے کہ وہ جائے' یعنی اسے جانا چاہئے۔

- يَكْتُبُ 'وہ لکھتا ہے/ لکھے گا' سے لِيَكْتُبْ 'اسے لکھنا چاہئے'
- اَكْتُبُ 'میں لکھتا ہوں/لکھوں گا' سے لِأَكْتُبْ فَوْراً 'مجھے فوراً لکھنا چاہئے'
- يُنْصَرُ 'اس کی مدد کی جاتی ہے/کی جائے گی' سے لِيُنْصَرْ 'اس کی مدد کی جائے'

یہ لام 'لام الأمر' کہلاتا ہے جو ماقبل سے ملانے کی صورت میں ساکن ہو جاتا ہے، مثلاً لِيَكْتُبْ سے وَلْيَكْتُبْ 'اور اسے لکھنا چاہئے'، لِيَنْظُرْ 'اسے چاہئے کہ دیکھے/ غور کرے' سے فَلْيَنْظُرْ 'پس اسے چاہئے کہ وہ دیکھے/غور کرے۔

فعل امر سے نہی بنانے کے لئے فعل مضارع کے صیغہ حاضر سے پہلے لفظ 'لا' لگایا جاتا ہے، مثلاً:

- اِذْهَبْ 'تو جا' سے لا تَذْهَبْ 'تو مت جا'
- اِجْلِسْ 'تو بیٹھ' سے لا تَجْلِسْ هنا 'تو یہاں مت بیٹھ'
- اُخْرُجْ 'تو نکل' سے لا تَخْرُجْ مِنَ الْفَصْلِ 'تو کلاس سے مت نکل'۔

اس لا کو لا الناهية (روکنے والا لا) کہا جاتا ہے۔ اس لا اور لا النافية (نفی کرنے والا لا) میں فرق کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے۔ دونوں میں فرق کیلئے درج ذیل مثالوں میں غور کریں:

- تَكْتُبُ 'تو لکھتا ہے/لکھ رہا ہے/ لکھے گا'

لا تَكْتُبُ 'تو نہیں لکھتا/نہیں لکھ رہا/نہیں لکھے گا'۔ یہ لا نافیہ ہے یعنی نفی کرنے والا لا ہے۔

لا تَكْتُبْ عَلَى السَّبُّوْرَةِ 'تو بورڈ پر مت لکھ'۔ یہ لا الناهية ہے یعنی روکنے والا لا ہے۔

لا الناهية کی مزید مثالیں درج ذیل ہیں:

- لا تَجْلِسُوْا عَلَى الطَّرِيْقِ يَا أَوْلَادُ 'اے لڑکو! راستے میں مت بیٹھو'
- لا تَعْبُدُ الشَّيْطَانَ أَيُّهَا النَّاسُ 'اے لوگو! شیطان کی پرستش نہ کرو'
- لا تَجْلِسِيْ هُنَا يَا آمِنَةُ 'اے آمنہ! تو یہاں نہ بیٹھ'
- لا تَجْلِسْنَ هُنَا يَابَنَاتُ 'اے لڑکیو! یہاں نہ بیٹھو'

فعل امر/نہی کی قرآنِ کریم سے چند مثالیں:

⇦ ﴿فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ ۝﴾ "پس ہم نے فرمایا (اے

موسیٰ (علیہ السلام) اپنی لاٹھی کو اس پتھر پر مار''[۲:۶۰]

⇦ ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝﴾ ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو رکوع کرو اور سجدہ کرو اور عبادت کرو اپنے رب کی اور کرو نیکی تا کہ تم فلاح پاؤ''[۲۲:۷۷]

⇦ ﴿يَامَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرَّاكِعِيْنَ۝﴾ ''اے مریم! فرمانبردار رہ اپنے رب کی اور سجدہ کر اور رکوع کر رکوع کرنے والوں کے ساتھ''[۳:۴۳]

⇦ ﴿يَاأَبَتِ لاَ تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ﴾ ''اے میرے باپ! تو نہ پرستش کر شیطان کی''[۱۹:۴۴]

⇦ ﴿فَلاَ تَدْعُ مَعَ اللهِ إِلٰهاً آخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ۝﴾ ''پس نہ پکاریئے اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو کہ ہو جائیں آپ بھی ان میں سے جن پر عذاب کیا گیا''[۲۶:۲۱۳]

⇦ ﴿لاَ تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَداً وَلاَ تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ۝﴾ ''اور آپ ہرگز نہ پڑھئے نماز کسی ایک پر اُن میں سے جو مر جائے کبھی بھی اور نہ کھڑے ہوں آپ اس کی قبر پر''[۹:۸۴]

سبق نمبر ۱۷

فعل مزید فیہ

باب نمبر ۱: فَعَّلَ

ہم سبق نمبر ۱۲ میں ثلاثی اور رباعی افعال کی وضاحت کر چکے ہیں۔ ثلاثی افعال ف-ع-ل کے وزن پر جبکہ رباعی افعال ف-ع-ل-ل کے وزن پر ہیں۔ یہ افعال اپنے اندر فعل کے بنیادی حروف (مادہ حروف-root letters) بھی رکھتے ہیں۔ اِن افعال کے علاوہ عربی فعل کی ایک اور قسم بھی ہے جو فعل مزید فیہ کہلاتی ہے، یعنی ایسا فعل جو ثلاثی / رباعی افعال کے شروع، آخر یا درمیان میں کچھ اضافی حروف شامل کرنے سے وجود میں آتا ہے، اور فعل کے بنیادی استعمال اور معنی میں کچھ تبدیلی کا باعث بنتا ہے۔ ثلاثی افعال کے چھ ابواب کے مقابلے میں مزید فیہ افعال کے تقریباً پندرہ باب ہیں، اِن میں سے ہم اُن دس ابواب کی وضاحت کریں گے جو قرآنِ کریم میں کثرت سے استعمال ہوئے ہیں، اور انہیں مزید فیہ باب نمبر ۱، ۲، ۳ وغیرہ سے موسوم کریں گے۔ اِس سبق میں فعل مزید فیہ باب نمبر ۱: فَعَّلَ کی وضاحت کی جائے گی۔

فَعَّلَ اِس باب میں ثلاثی فعل فَعَلَ کے درمیانی کلمہ 'ع' کو مشدد کر دیا گیا ہے، یعنی درمیانی کلمہ double ہو گیا ہے، مثلاً دَرَسَ 'اس نے پڑھا' سے دَرَّسَ 'اس نے پڑھایا'، نَزَلَ 'وہ اترا' سے نَزَّلَ 'اس نے اتارا'، ضَرَبَ 'اس نے مارا' سے ضَرَّبَ 'اس نے شدت سے مارا'، عَلِمَ 'اس نے جانا' سے عَلَّمَ 'اس نے سکھایا' وغیرہ۔ اس فعل کے صیغوں کی گردان ثلاثی افعال کے صیغوں کی گردان ہی کے طریقہ پر ہے۔ دَرَّسَ

سے اس فعل کے صیغوں کی گردان کی مثال ٹیبل نمبر 13 میں دیکھیں۔

ٹیبل نمبر 13

فعل ماضی باب فَعَّلَ کی گردان (دَرَّسَ)

صیغہ		واحد	جمع
غائب	مذکر ♂	دَرَّسَ 'اس نے پڑھایا'	دَرَّسُوْا 'انہوں نے پڑھایا'
	مؤنث ♀	دَرَّسَتْ 'اس نے پڑھایا'	دَرَّسْنَ 'انہوں نے پڑھایا'
حاضر	مذکر ♂	دَرَّسْتَ 'تو نے پڑھایا'	دَرَّسْتُمْ 'تم نے پڑھایا'
	مؤنث ♀	دَرَّسْتِ 'تو نے پڑھایا'	دَرَّسْتُنَّ 'تم نے پڑھایا'
متکلم	مذکر / مؤنث	دَرَّسْتُ 'میں نے پڑھایا'	دَرَّسْنَا 'ہم نے پڑھایا'

معنی اور استعمال کے لحاظ سے اس باب کی خصوصیات میں مبالغہ اور تکثیر کا عنصر بھی شامل ہے، یعنی مبالغہ کے علاوہ کثرت اور شدت کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے، مثلاً قَتَلَ 'اس نے قتل کیا' سے قَتَّلَ 'اس نے بہت بے دردی سے قتل کیا'، اور کَسَرَ کُوْبًا 'اس نے گلاس توڑا' سے کَسَّرَ کُوْبًا 'اس نے گلاس چکنا چور کر دیا'، اور طَافَ 'وہ گھوما' سے طَوَّفَ 'اس نے کئی چکر لگائے' معنی ہو جائے گا۔

اس باب کی اہم خصوصیات میں اہتمام اور تدریج کا عنصر نمایاں ہوتا ہے، مثلاً عَلِمَ 'جاننا' سے عَلَّمَ 'سکھانا'۔ سکھانے اور پڑھانے کے عمل میں چونکہ تدریج اور اہتمام کا عنصر بالخصوص اہمیت کا حامل ہوتا ہے اس لئے یہ فعل باب فَعَّلَ سے آتا ہے۔ اہتمام اور تدریج کے ساتھ اس باب میں تعدیہ، یعنی متعدی کے معنی بھی پائے جاتے ہیں، جیسے نَزَلَ 'وہ اترا' فعل لازم سے نَزَّلَ 'اس نے اتارا' فعل متعدی بن جاتا ہے۔ مثلاً نَزَّلَ اللّٰهُ مَطَرًا مِنَ السَّمَاءِ 'اللہ تعالیٰ نے آسمان سے بارش کا پانی

اتارا' چونکہ بارش کے برسنے میں ایک طویل عمل، اہتمام اور تدریج کا دخل ہے اس لئے اس فعل کو باب فَعَّلَ سے لیا گیا ہے۔ ایک اور مثال میں غور کریں: نَزَّلَ اللہُ القُرْآنَ 'اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم نازل فرمایا'۔ قرآنِ کریم بھی بے حد اہتمام اور تدریج کے ساتھ نازل کیا گیا ہے، اس کی وضاحت قرآنِ کریم میں موجود ہے۔ تعدیہ یعنی فعل لازم کو فعل متعدی بنانے کی ایک اور مثال میں غور کریں: بَلَغَ 'پہنچنا' فعل لازم ہے جس میں کام کے ہونے کا مفہوم پایا جاتا ہے، مثلاً بَلَغَ مِنِّيْ كَلَامُكَ 'تیرا کلام مجھے پہنچا' یعنی میں تیرے کلام سے متاثر ہوا۔ جبکہ بَلَغَ سے بَلَّغَ 'پہنچانا' فعل متعدی ہے، یعنی اس میں کام کے ہونے کے بجائے کام کرنے کا مفہوم پایا جاتا ہے، مثلاً هَلْ بَلَّغْتَ رِسَالَتِيْ 'کیا تو نے میرا پیغام پہنچا دیا'۔ اس کے علاوہ اس باب کی خصوصیات میں قصر یا احتصار کا عنصر بھی پایا جاتا ہے، یعنی پورے جملہ کے بجائے ایک ہی لفظ کا استعمال کرنا، مثلاً كَبَّرَ 'اس نے اللہ اکبر کہا'، اور سَبَّحَ 'اس نے سبحان اللہ کہا'، یعنی اس نے اللہ کی تسبیح کی۔

غور طلب وضاحت: درج بالا وضاحت میں عربی افعال کے ایک باب کی اہم خصوصیات کا ذکر ہوا ہے، جس سے یہ بات واضح ہو جانی چاہئے کہ اس قسم کے متعدد عربی الفاظ کا صحیح ترجمہ و مفہوم کسی دوسری زبان میں ممکن نہیں، کیونکہ قرآنی عربی زبان کے خفیف و دقیق معانی کا ادراک اس زبان کا فہم حاصل کرنے سے ہی ممکن ہے۔ اس لئے قرآن و حدیث کو اس کی اصل روح کے مطابق صحیح طور پر سمجھنے کے لئے قرآنی عربی زبان کا جاننا ناگزیر قرار پایا ہے۔ لہٰذا دین اسلام کے فہم و فراست کا انحصار بہت حد تک قرآنی عربی سمجھنے پر ہے۔ اور قرآن و حدیث کی تعلیم پر عمل سے ہی ہماری دینوی و اُخروی زندگی فلاح و کامرانی سے ہمکنار ہو سکتی ہے۔

❶ فعلِ مضارع:

ثلاثی افعال کے برخلاف، جن میں مضارع کی ساخت چھ ابواب میں بٹی ہوئی ہے، جیسے فَتَحَ سے یَفْتَحُ، سَجَدَ سے یَسْجُدُ، ضَرَبَ سے یَضْرِبُ، فَهِمَ سے یَفْهَمُ، کَرُمَ سے یَکْرُمُ اور وَرِثَ سے یَرِثُ، مزید فیہ افعال کے مضارع کی ساخت ہر ایک باب کے لئے متعین ہے۔ اس لئے باب فَعَّلَ کا مضارع ہمیشہ یُفَعِّلُ کے وزن پر ہوتا ہے، یعنی اس باب میں علامۃ المضارع ہمیشہ مضموم ہوتا ہے جبکہ مضارع کے پہلے صیغے کا پہلا حرف ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے، دوسرا حرف مجزوم، تیسرا مکسور اور آخری ہمیشہ مضموم ہوتا ہے، مثلاً دَرَّسَ سے یُدَرِّسُ، ضَرَّبَ سے یُضَرِّبُ، فَهَّمَ سے یُفَهِّمُ، عَلَّمَ سے یُعَلِّمُ، سَجَّلَ سے یُسَجِّلُ 'ریکارڈ نگ'، کَبَّرَ سے یُکَبِّرُ۔

جہاں تک علامۃ المضارع کا تعلق ہے تو یاد رکھیں کہ قاعدہ کے مطابق علامۃ المضارع پر ہمیشہ ضمہ آتا ہے اگر اس کا فعل ماضی چار حروف پر مشتمل ہو، بصورتِ دیگر اگر فعل ماضی کی بِنا تین، پانچ یا چھ حروف پر مشتمل ہو تو اس کے علامۃ المضارع پر ہمیشہ فتح آتا ہے۔ باب فَعَّلَ کی بِنا چونکہ چار حروف پر ہے اس لئے اس کے علامۃ المضارع کی حرکت ہمیشہ ضمہ ہوتی ہے، مثلاً کَبَّرَ سے یُکَبِّرُ، تُکَبِّرُ، اُکَبِّرُ، نُکَبِّرُ۔

❷ فعلِ اَمر:

اس باب سے فعل امر بنانا نہایت آسان ہے، یعنی علامۃ المضارع کو حذف کرنے اور آخری حرف کو ساکن کرنے سے فعل الامر بن جاتا ہے، مثلاً تُکَبِّرُ 'تو تکبیر کہتا ہے/ کہے گا' سے کَبِّرْ 'تو اللہ اکبر کہہ'، تُسَجِّلُ سے سَجِّلْ 'تو ریکارڈنگ کر'، تُعَلِّمُ سے عَلِّمْ 'تو سکھا'، تُضَرِّبُ سے ضَرِّبْ 'تو سخت پٹائی کر'، تُذَکِّرُ سے ذَکِّرْ 'تو نصیحت کر'۔

❸ فعل نہی:

فعل نہی بنانے کے لئے مضارع مخاطب کے پہلے صیغہ سے پہلے لاَ آتا ہے اور آخری حرف کو ساکن کیا جاتا ہے، مثلاً تُکَذِّبُ 'تو جھوٹ بولتا ہے/ بولے گا' سے لاَ تُکَذِّبْ 'تو جھوٹ نہ بول'، تُضَرِّبُ سے لاَ تُضَرِّبْ 'تو سختی سے نہ مار'، تُحَمِّلُ 'متحمل کرنا' سے لاَ تُحَمِّلْ 'تو متحمل نہ کر/ نہ اٹھوا'۔

❹ المصدر:

ہم پڑھ چکے ہیں کہ ثلاثی افعال کے مصادر کسی ایک وزن پر نہیں ہیں بلکہ متعدد اوزان پر آتے ہیں، مثلاً ضَرَبَ یَضْرِبُ سے ضَرْبٌ 'مارنا'، خَرَجَ یَخْرُجُ سے خُرُوْجٌ 'نکلنا'، کَتَبَ یَکْتُبُ سے کِتَابَةٌ 'لکھنا'، ذَهَبَ یَذْهَبُ سے ذِهَابٌ 'جانا'، غَابَ یَغِیْبُ سے غِیَابٌ 'غائب ہونا/ غیر حاضر ہونا'، شَرِبَ یَشْرَبُ سے شُرْبٌ 'پینا' وغیرہ۔ لیکن مزید فیہ افعال کے ہر ایک باب کا مصدر متعین ہے۔ چنانچہ باب فَعَّلَ سے مصدر کا ایک وزن تَفْعِیْلٌ ہے، مثلاً:

الماضی	المضارع	المصدر (تَفْعِیْلٌ)	معنی
ضَرَّبَ	یُضَرِّبُ	تَضْرِیْبٌ	شدت کے ساتھ مارنا
کَرَّمَ	یُکَرِّمُ	تَکْرِیْمٌ	مکرم کرنا
قَبَّلَ	یُقَبِّلُ	تَقْبِیْلٌ	پیار کرنا/ چومنا
قَرَّبَ	یُقَرِّبُ	تَقْرِیْبٌ	قریب کرنا
سَلَّمَ	یُسَلِّمُ	تَسْلِیْمٌ	قبول کرنا/ پورا کرنا
ذَکَّرَ	یُذَکِّرُ	تَذْکِیْرٌ	نصیحت کرنا/ یاد دلانا/ یاددہانی کرانا
سَجَّلَ	یُسَجِّلُ	تَسْجِیْلٌ	ریکارڈنگ کرنا

اس باب کے ایسے افعال جن کے آخر میں ی/ء (یا/ ہمزہ) آئے ان کے مصادر کی ساخت تَفْعِلَةٌ کے وزن پر ہے، مثلاً:

معنی	المصدر(تَفْعِلَةٌ)	المضارع	الماضي
نام رکھنا	تَسْمِيَةٌ	يُسَمِّي	سَمَّى
تربیت کرنا/ پرورش کرنا'	تَرْبِيَةٌ	يُرَبِّيْ	رَبَّى
مبارک باد دینا	تَهْنِئَةٌ	يُهَنِّئُ	هَنَّأَ
نماز ادا کرنا	تَصْلِيَةٌ/صَلاةٌ	يُصَلِّيْ	صَلَّى

5 اسم الفاعل:

ہم پڑھ چکے ہیں کہ ثلاثی مجرد افعال سے اسم الفاعل کی ساخت فَاعِلٌ کے وزن پر ہے، مثلاً:

معنی	اسم الفاعل(فَاعِلٌ)	المضارع	الماضي
ظلم کرنے والا/ غلط کار	ظَالِمٌ	يَظْلِمُ	ظَلَمَ
قتل کرنے والا	قَاتِلٌ	يَقْتُلُ	قَتَلَ
جانے والا	ذَاهِبٌ	يَذْهَبُ	ذَهَبَ
لکھنے والا	كَاتِبٌ	يَكْتُبُ	كَتَبَ
قرأت کرنے والا/ قاری	قَارِئٌ	يَقْرَأُ	قَرَأَ
مدد کرنے والا/ مددگار	نَاصِرٌ	يَنْصُرُ	نَصَرَ

جبکہ باب فَعَّلَ سے اسم الفاعل کی ساخت مُفَعِّلٌ کے وزن پر ہے، یعنی علامۃ المضارع کی جگہ 'مُ' آجاتا ہے اور آخر میں تنوین آجاتی ہے کیونکہ اسم الفاعل بھی اسم ہی کی ایک قسم ہے، مثلاً:

الماضی	المضارع	اسم الفاعل (مُفَعِّلٌ)	معنی
دَرَّسَ	يُدَرِّسُ	مُدَرِّسٌ	پڑھانے والا/ ٹیچر
سَجَّلَ	يُسَجِّلُ	مُسَجِّلٌ	ٹیپ رکارڈر/ریکارڈنگ کرنیوالا
ذَكَّرَ	يُذَكِّرُ	مُذَكِّرٌ	نصیحت کرنیوالا/ متنبہ کرنیوالا
دَثَّرَ	يُدَثِّرُ	مُدَثِّرٌ	کپڑا لپیٹنے والا
زَمَّلَ	يُزَمِّلُ	مُزَمِّلٌ	کپڑا اوڑھنے والا
عَلَّمَ	يُعَلِّمُ	مُعَلِّمٌ	پڑھانے والا/ ٹیچر
قَبَّلَ	يُقَبِّلُ	مُقَبِّلٌ	چومنے والا/ پیار کرنے والا

6 اسم المفعول:

تمام مزید فیہ افعال میں اسم المفعول کی ساخت کا وزن مُفَعَّلٌ ہے۔ اسم الفاعل اور اسم المفعول کی ساخت میں فرق صرف یہ ہے کہ اسم الفاعل میں عین کلمہ پر کسرہ ہے جبکہ اسم المفعول کے عین کلمہ پر فتح ہے، مثلاً:

الماضی	المضارع	اسم الفاعل	اسم المفعول	معنی
عَلَّمَ	يُعَلِّمُ	مُعَلِّمٌ	مُعَلَّمٌ	جس کو پڑھایا جائے
قَبَّلَ	يُقَبِّلُ	مُقَبِّلٌ	مُقَبَّلٌ	جس کو چوما جائے
جَلَّدَ	يُجَلِّدُ	مُجَلِّدٌ	مُجَلَّدٌ	جس کی جلد کی گئی ہو
حَمَّدَ	يُحَمِّدُ	مُحَمِّدٌ	مُحَمَّدٌ	جسکی بہت تعریف کی گئی ہو

7 اسم المکان والزمان:

تمام مزید افعال میں اسم المکان والزمان، جہاں انکا اطلاق ہو، اسم المفعول ہی ہوتا ہے، مثلاً يُصَلِّيْ 'وہ نماز پڑھتا ہے' سے مُصَلًّى 'جائے نماز'، يُذَبِّحُ 'وہ ذبح کرتا ہے' سے مُذَبَّحٌ 'ذبیحہ کرنے کی جگہ/ ذبیحہ خانہ'۔

8 فعل مجہول:

فعل ماضی معروف فَعَّلَ سے مجہول کا وزن فُعِّلَ اور مضارع معروف یُفَعِّلُ سے مجہول یُفَعَّلُ ہے۔ یاد رہے فعل مجہول کے بنیادی اوزان وہی ہیں جو ثلاثی افعال میں ہیں۔

یُعَلِّمُ سے فعل مضارع کی گردان ٹیبل نمبر 14 میں ہے۔

ٹیبل نمبر 14

فعل مضارع کی گردان (یُعَلِّمُ)

صیغہ		واحد	جمع
غائب	مذکر ♂	یُعَلِّمُ	یُعَلِّمُوْنَ
	مؤنث ♀	تُعَلِّمُ	یُعَلِّمْنَ
حاضر	مذکر ♂	تُعَلِّمُ	تُعَلِّمُوْنَ
	مؤنث ♀	تُعَلِّمِیْنَ	تُعَلِّمْنَ
متکلم	مذکر/مؤنث	أُعَلِّمُ	نُعَلِّمُ

قرآنِ کریم سے باب فَعَّلَ کی چند مثالیں:

- ﴿الرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۝﴾ ''بہت مہربان (اللہ)۔ اس (اللہ رحمٰن) نے سکھایا قرآن'' [۵۵:۱-۲]
- ﴿عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝﴾ ''اس (اللہ رحمٰن) نے سکھایا اس (انسان) کو اظہارِ مطلب'' [۵۵:۵]
- ﴿نَزَّلَ عَلَيْکَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۝﴾ ''اس (اللہ) نے نازل فرمائی/ اتاری آپ پر کتاب (القرآن) جو تصدیق کرنے

والی ہے اُن (کتابوں) کی جو اس سے پہلے ہوئیں'' [۳:۳]

⇦ ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾ ''اور ہم نے آسان کر دیا قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے پس کیا کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا'' [۵۴:۱۷]

⇦ ﴿وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِى الرِّزْقِ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نے فوقیت دی بعض کو تم میں سے بعض پر رزق میں'' [۱۶:۷۱]

⇦ ﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ﴾ ''تسبیح کرتی ہے اللہ کی جو مخلوقات آسمانوں میں ہے اور جو زمین پر ہے'' [۵۹:۱]

⇦ ﴿وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''اور نصیحت کرتے رہیں آپ کہ بلاشبہ نصیحت نفع دیتی ہے ایمان والوں کو'' [۵۱:۵۵]

⇦ ﴿رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَالَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ﴾ ''اے ہمارے رب! اور نہ اٹھوا ہم سے وہ چیز کہ نہیں طاقت ہم کو اس کے اٹھانے کی'' [۲:۲۸۶]

❁❁❁❁

سبق نمبر ۱۸

فعل مزید فیہ

باب نمبر۲: أَفْعَلَ

مزید فیہ ابواب میں أَفْعَلَ دوسرا باب ہے۔ اِس باب میں فَعَلَ سے پہلے ہمزہ فتح کے ساتھ آتا ہے جبکہ فَعَلَ کا پہلا حرف 'فَا' ساکن ہو جاتا ہے، مثلاً خَرَجَ 'وہ نکلا' سے أَخْرَجَ 'اس نے نکالا'، نَزَلَ 'وہ اترا' سے أَنْزَلَ 'اس نے اتارا'، أَرْسَلَ 'اس نے بھیجا'، أَكْمَلَ 'اس نے مکمل کیا'، أَتَمَّ 'اس نے پورا کیا/تمام کیا'۔

جیسا کہ ان مثالوں سے بھی ظاہر ہے، باب أَفْعَلَ ثلاثی کے لازم افعال کو اکثر متعدی کے معنی میں لے جاتا ہے، چند مزید مثالوں میں غور کریں: دَخَلَ 'وہ داخل ہوا' سے أَدْخَلَ 'اس نے داخل کیا'، سَمِعَ 'اس نے سنا' سے أَسْمَعَ 'اس نے سنایا'، بَلَغَ 'وہ پہنچا' سے أَبْلَغَ 'اس نے پہنچایا'، وغیرہ۔ اگر ثلاثی افعال خود متعدی کا معنی رکھتے ہوں تو اس باب میں آ کر ان کے معنی میں شدت پیدا ہو جاتی ہے، مثلاً ضَرَبَ 'اس نے مارا' ثلاثی فعل متعدی سے أَضْرَبَ 'اس نے بہت مارا'، وغیرہ۔

یاد رہے باب أَفْعَلَ میں ہمزہ کسی صورت بھی حذف نہیں ہوتا، یعنی یہ ہمزہ قطعی ہے، ہمزۃ الوصل نہیں جو ماقبل سے ملانے کی صورت میں قطع ہو جاتا ہے۔

اس باب کے فعل سے پہلے اگر لفظ 'مَا' آ جائے تو یہ فعل تعجب کا معنی بھی دیتا ہے، مثلاً ﴿قُتِلَ الْإِنْسَانُ مَا أَكْفَرَهُ﴾ ''انسان پر اللہ کی مار! وہ کس قدر ناشکرہ ہے'' [۸۰:۱۷] اس آیت میں مَا أَكْفَرَ فعل تعجب ہے۔

فعل تعجب کا ایک وزن أَفْعِلْ بھی ہے، جس کا صلہ 'ب' ہے، مثلاً ﴿لَهُ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ أَبْصِرْبِهٖ وَأَسْمِعْ﴾ ''اسی (اللہ) کو معلوم ہیں اسرار آسمانوں اور زمین کے، کیسا عجیب ہے اس (اللہ) کا دیکھنا اور سننا'' [۲۶:۱۸]، ﴿أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُوْنَنَا﴾ ''کیسی اچھی طرح سے وہ (کافر) سنتے اور دیکھتے ہوں گے جس دِن وہ آئیں گے ہمارے پاس'' [۳۸:۱۹]

أَفْعَلَ سے فعل ماضی کی گردان ٹیبل نمبر 15 میں دی گئی ہے۔

ٹیبل نمبر 15

فعل ماضی مزید فیہ کی گردان (أَنْزَلَ)

صیغہ		واحد	جمع
حاضر	مذکر ♂	أَنْزَلَ 'اس نے اتارا'	أَنْزَلُوْا 'انہوں نے اتارا'
	مؤنث ♀	أَنْزَلَتْ 'اس نے اُتارا'	أَنْزَلْنَ 'انہوں نے اتارا'
غائب	مذکر ♂	أَنْزَلْتَ 'تو نے اتارا'	أَنْزَلْتُمْ 'تم نے اتارا'
	مؤنث ♀	أَنْزَلْتِ 'تو نے اتارا'	أَنْزَلْتُنَّ 'تم نے اتارا'
متکلم	مذکر/مؤنث	أَنْزَلْتُ 'میں نے اتارا'	أَنْزَلْنَا 'ہم نے اتارا'

❶ فعل مضارع:

باب أَفْعَلَ کا مضارع يُفْعِلُ کے وزن پر ہے، مثلاً أَنْزَلَ سے يُنْزِلُ، أَخْرَجَ سے يُخْرِجُ، أَذْهَبَ سے يُذْهِبُ، أَضْرَبَ سے يُضْرِبُ، أَبْلَغَ سے يُبْلِغُ، أَسْمَعَ سے يُسْمِعُ، أَدْخَلَ سے يُدْخِلُ، أَبْدَلَ سے يُبْدِلُ 'بدلے میں دینا'، أَحْسَنَ سے يُحْسِنُ 'احسان کرنا/نیکی کرنا'۔

اس باب سے فعل مضارع کی گردان کے لئے ٹیبل نمبر 16 دیکھیں۔

ٹیبل نمبر 16

فعل مضارع مزید فیہ کی گردان (یُنْزِلُ)

صیغہ		واحد	جمع
غائب	مذکر♂	یُنْزِلُ 'وہ اتارتا ہے/ اتارے گا'	*یُنْزِلُوْنَ 'وہ اتارتے ہیں/ اتارینگے'
	مؤنث♀	تُنْزِلُ 'وہ اتارتی ہے/ اتارے گی'	#یُنْزِلْنَ 'وہ اتارتی ہیں/ اتارینگیں'
حاضر	مذکر♂	تُنْزِلُ 'تو اتارتا ہے/ اتارے گا'	*تُنْزِلُوْنَ 'تم اتارتے ہو/ اتاروگے'
	مؤنث♀	تُنْزِلِیْنَ 'تو اتارتی ہے/ اتارے گی'	#تُنْزِلْنَ 'تم اتارتی ہو/ اتاروگی'
متکلم	مذکر/ مؤنث	اُنْزِلُ 'میں اتارتا ہوں/ اتاروں گا'	نُنْزِلُ 'ہم اتارتے ہیں/ اتارینگے'

نوٹ:* آخر میں نون، نونِ اعرابی ہے جو حالت جزم و نصب میں حذف ہو جاتا ہے۔

#- یہ نون نسوہ/ نونِ ضمیر ہے جو کسی صورت حذف نہیں ہوتا۔

❷ فعل اَمر و نہی:

جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے، فعل اَمر فعل مضارع مخاطب کے صیغہ سے بنتا ہے۔ اس باب میں فعل اَمر کا وزن أَفْعِلْ ہے، مثلاً تُنْزِلُ 'تو اتارتا ہے' سے أَنْزِلْ 'تو اتار'، تُخْرِجُ 'تو نکالتا ہے' سے أَخْرِجْ 'تو نکال'، تُدْخِلُ 'تو داخل کرتا ہے' سے أَدْخِلْ 'تو

داخل کر'، تُدْھِبُ 'تو بھیجتا ہے' سے أَذْھِبْ 'تو بھیج'، تُسْمِعُ 'تو سنتا ہے' سے أَسْمِعْ 'تو سنا'، تُبْلِغُ 'تو پہنچاتا ہے' سے أَبْلِغْ 'تو پہنچا' اُمر ہے۔

جبکہ فعل مضارع مخاطب کو مجزوم کرنے اور پہلے 'لا' لگانے سے فعل نہی بن جاتا ہے، مثلاً تُنْزِلُ سے لاَ تُنْزِلْ 'تو نیچے نہ اتار'، لاَ تُخْرِجْ 'تو باہر نہ نکال'، لاَ تُدْخِلْ 'تو داخل نہ کر'، لا تُذْھِبْ 'تو نہ بھیج'، لا تُسْمِعْ 'تو نہ سنا'، لا تُبْلِغْ 'تو نہ پہنچا'۔

فعل اُمر کی گردان عام قاعدہ کے مطابق ہے، یعنی فعل اُمر میں واحد اور جمع کے چار ہی صیغے ہیں، مثلاً مذکر کے دو صیغے، أَبْلِغْ 'تو پہنچا'، أَبْلِغُوْا 'تم پہنچاؤ' اور مؤنث کے دو صیغے أَبْلِغِيْ 'تو پہنچا' اور أَبْلِغْنَ 'تم پہنچاؤ'۔

3 المصدر:

أَفْعَلَ باب سے مصدر کا وزن إِفْعَالٌ ہے، مثلاً أَخْرَجَ، يُخْرِجُ سے إِخْرَاجٌ 'نکالنا'، أَدْخَلَ، يُدْخِلُ سے إِدْخَالٌ 'داخل کرنا'، أَسْلَمَ، يُسْلِمُ سے إِسْلاَمٌ 'دین اسلام/سپرد کرنا'، أَبْلَغَ، يُبْلِغُ سے إِبْلاَغٌ 'پہنچانا'، وغیرہ۔

4 اسم الفاعل:

اس باب سے اسم الفاعل کا وزن مُفْعِلٌ ہے، مثلاً أَنْذَرَ يُنْذِرُ سے مُنْذِرٌ 'ڈرانے والا'، أَبْشَرَ يُبْشِرُ سے مُبْشِرٌ 'خوشخبری دینے والا'، أَجْرَمَ يُجْرِمُ سے مُجْرِمٌ 'جرم کرنے والا'، أَبْصَرَ يُبْصِرُ سے مُبْصِرٌ 'دیکھنے والا/غور کرنے والا'، أَرْسَلَ يُرْسِلُ سے مُرْسِلٌ 'بھیجنے والا'، أَرْشَدَ يُرْشِدُ سے مُرْشِدٌ 'رہنمائی کرنے والا'، أَسْلَمَ يُسْلِمُ سے مُسْلِمٌ 'مسلمان'، أَشْرَكَ يُشْرِكُ سے مُشْرِكٌ 'شرک کرنے والا'، أَصْلَحَ يُصْلِحُ سے مُصْلِحٌ 'اصلاح کرنے والا' وغیرہ۔

5 اسم المفعول:

اس کا وزن مُفْعَلٌ ہے، مثلاً أَرْسَلَ، يُرْسِلُ سے مُرْسَلٌ 'جس کو بھیجا گیا ہو'۔ یاد رہے، اسم الفاعل اور اسم المفعول کے اوزان میں فرق صرف عین کلمہ پر کسرہ اور فتح کا ہے، یعنی مُرْسِلٌ اسم الفاعل ہے اور مُرْسَلٌ اسم المفعول۔ اسم المفعول کی چند مثالوں میں غور کریں: مُنْذَرٌ 'جسے ڈرایا جائے'، مُبْصَرٌ 'جسے دیکھا جائے'، مُصْلَحٌ 'جس کی اصلاح کی جائے'، وغیرہ۔

6 اسم المکان والزمان:

ہر فعل سے اسم المکان والزمان کا آنا ضروری نہیں تاہم جس فعل پر اس کا اطلاق ہو اُس کا وزن بھی اسم المفعول جیسا ہے، یعنی اسم المکان والزمان مُفْعَلٌ کے وزن پر ہی ہے، مثلاً أَجْلَسَ يُجْلِسُ سے مُجْلَسٌ 'بیٹھنے کی جگہ'، أَتْحَفَ يُتْحِفُ سے مُتْحَفٌ 'عجائب گھر'، أَخْرَجَ يُخْرِجُ سے مُخْرَجٌ 'نکلنے کی جگہ-Exit'، أَدْخَلَ يُدْخِلُ سے مُدْخَلٌ 'داخل ہونے کی جگہ'، أَشْرَبَ يُشْرِبُ سے مُشْرَبٌ 'پانی پینے کی جگہ/گھاٹ'، أَشْرَقَ يُشْرِقُ سے مُشْرَقٌ 'طلوع/روشن ہونے کی جگہ'، وغیرہ۔

قرآنِ کریم سے باب أَفْعَلَ کی چند مثالیں:

⇦ ﴿هُوَ الَّذِىٓ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ۝﴾ ''وہی (اللہ) ہے جس نے بھیجا اپنا رسول ہدایت اور دین حق دیکر تا کہ غالب کردے اسے سب دینوں پر'' [۹:۳۳]

⇦ ﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا۝﴾ ''آج میں نے کامل کردیا ہے تمہارے لئے تمہارا دین اور میں نے پوری کردی تم پر اپنی نعمت اور پسند کیا تمہارے لئے دین اسلام'' [۵:۳]

⇦ ﴿وَاِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَى بِجَانِبِهٖ۝﴾ ''اور جب ہم نعمت بخشتے ہیں انسان کوتو منہ پھیر لیتا ہےاور روگردانی کرتا ہے''[۱۷:۸۳]

⇦ ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ۝﴾ ''بلاشبہ ہم نے اُتارا اس (قرآن) کو شبِ قدر میں''[۹۷:۱]

⇦ ﴿وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَلَهُ وَلِيًّا مُرْشِداً۝﴾ ''اور جسے وہ (اللہ) گمراہ کردے تو آپ ہرگز نہ پائیں گے اس کے لئے کوئی دوست رہنمائی کرنے والا''[۱۸:۱۷]

⇦ ﴿إِنَّ اللهَ يُسْمِعُ مَنْ يَشَآءُ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِى الْقُبُوْرِ۝﴾ ''بیشک اللہ سناتا ہے جسے چاہے اور نہیں ہیں آپ سنانے والے اُن کو جو قبروں میں ہیں''[۳۵:۲۲]

⇦ ﴿قُلِ اللهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا لَهُ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالأَرْضِ، أَبْصِرْبِهٖ وَأَسْمِعْ، مَالَهُمْ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَلِيٍّ وَلاَ يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖ أَحداً۝﴾ ''کہہ دیجئے اللہ ہی بہتر جانتا ہے جتنی مدت وہ (اصحاب الکہف) ٹھہرے، اُسی (اللہ) کو معلوم ہیں اسرار آسمانوں اور زمین کے، کیسا عجیب ہے اُس کا دیکھنا اور سننا، نہیں اُن کا اس (اللہ) کے سوا کوئی کارساز اور نہیں شریک کرتا وہ اپنے حکم میں کسی کو''[۱۸:۲۶]

⇦ ﴿كَلَّا بَلْ لاَ تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ۝﴾ ''ہرگز ایسا نہیں، بلکہ تم ہی عزت نہیں کرتے یتیم کی''[۸۹:۱۷]

❁❁❁❁

سبق نمبر۱۹

فعل مزید فیہ

باب نمبر۳: فَاعَلَ

فَاعَلَ اس باب کے فعل ماضی معروف کا وزن ہے۔ یہ باب ف-ع-ل میں فا کلمہ کے بعد الف کے اضافہ سے وجود میں آتا ہے۔ اس باب کی اہم خصوصیات میں عام طور پر اشتراک کا پہلو نمایاں ہوتا ہے، یعنی اس فعل میں ایک سے زائد اشخاص کا عمل دخل ہوتا ہے، مثلاً قَاتَلَ 'قتال کرنا/لڑنا'، رَاسَلَ 'خط وکتابت کرنا'، سَاعَدَ 'مدد کرنا'، حَاسَنَ 'حسن سلوک کرنا'، خَاوَرَ 'آپس میں باتیں کرنا'، شَاوَرَ 'مشاورت کرنا'، جَادَلَ 'جھگڑا کرنا/ بحث کرنا'، سَابَقَ 'سبقت کرنا'، حَاسَبَ 'حساب لینا'، خَاصَمَ 'جھگڑا کرنا'، خَاطَبَ 'خطاب کرنا/ بات چیت کرنا'، وغیرہ۔ یاد رہے اس باب سے جو فعل اللہ تعالیٰ کی طرف منصوب ہو اس میں مشارکت کے بجائے اس کی خوبی خود اللہ کریم کی طرف پلٹتی ہے، جیسے بَارَکَ 'وہ بابرکت ہوا، مبارک ہوا'۔ اس باب میں بھی فعل ماضی کی گردان عام قاعدے پر ہے، مثلاً قَاتَلَ، قَاتَلُوْا، قَاتَلَتْ، قَاتَلْنَ، قَاتَلْتَ، قَاتَلْتُمْ، قَاتَلْتِ، قَاتَلْتُنَّ، قَاتَلْتُ، قَاتَلْنَا۔

❶ فعل مضارع:

اس باب میں فعل مضارع معروف کا وزن یُفَاعِلُ ہے۔ یہاں حرف المضارع/ علامۃ المضارع پر ضمہ آتا ہے کیونکہ یہ باب چار حروف پر مشتمل ہے، مثلاً قَاتَلَ سے یُقَاتِلُ، رَاسَلَ سے یُرَاسِلُ۔ ایسے ہی یُسَاعِدُ، یُحَاسِنُ، یُخَاوِرُ، یُشَاوِرُ،

يُجَادِلُ، يُسَابِقُ، يُحَاسِبُ، يُخَاصِمُ، يُخَاطِبُ. اس باب میں بھی فعل مضارع کی گردان عام قاعدہ پر ہے، مثلاً يُقَاتِلُ، يُقَاتِلُوْنَ، تُقَاتِلُ، يُقَاتِلْنَ، تُقَاتِلُ، تُقَاتِلُوْنَ، تُقَاتِلِيْنَ، تُقَاتِلْنَ، أُقَاتِلُ، نُقَاتِلُ.

❷ فعل اُمر:

اس باب سے فعل الأمر بنانا بالکل آسان ہے، یعنی فعل مضارع سے حرف المضارع کو حذف کرنے اور آخر کو ساکن کرنے سے فعل اُمر بن جاتا ہے، مثلاً يُقَاتِلُ سے قَاتِلْ 'قتال کر'، يُجَاهِدُ سے جَاهِدْ 'محنت کر/ جہاد کر'، يُحَاوِلُ سے حَاوِلْ 'کوشش کر'، يُسَاعِدُ سے سَاعِدْ 'مدد کر'، يُخَاطِبُ سے خَاطِبْ 'خطاب کر'، وغیرہ۔ فعل اُمر کے واحد اور جمع کے صیغوں کی گردان بھی عام قاعدہ پر ہے، مثلاً مذکر کے لئے قَاتِلْ 'تو قتال کر'، قَاتِلُوْا 'تم قتال کرو' اور مؤنث کے لئے قَاتِلِي 'تو قتال کر'، قَاتِلْنَ 'تم قتال کرو'۔

❸ فعل نہی:

فعل نہی کے لئے بھی عام قاعدہ کے مطابق، مضارع مخاطب مجزوم سے پہلے 'لا' لگایا جاتا ہے، مثلاً لا تُقَاتِلْ 'تو قتال نہ کر'، لا تُخَاصِمْ 'تو جھگڑا نہ کر'، لا تُخَاطِبْ 'تو خطاب نہ کر'، لا تُحَاوِرْ 'تو باتیں نہ کر' وغیرہ۔ فعل نہی کی گردان بھی عام قاعدہ پر ہے، مثلاً لا تُقَاتِلْ 'تو قتال نہ کر'، لا تُقَاتِلُوْا 'تم قتال نہ کرو'، لا تُقَاتِلِي 'تو قتال نہ کر'، لا تُقَاتِلْنَ 'تم قتال نہ کرو'۔

❹ المصدر:

اس باب میں اکثر افعال کے مصادر دو اوزان پر ہیں، یعنی مُفَاعَلَةٌ اور فِعَالٌ، مثلاً

قَاتَلَ- يُقَاتِلُ سے مُقَاتَلَةٌ/ قِتَالٌ، جَاهَدَ-يُجَاهِدُ سے مُجَاهَدَةٌ/جِهَادٌ، حَاوَرَ- يُحَاوِرُ سے مُحَاوَرَةٌ/ حِوَارٌ 'مقالمہ-dialogue'، حَاسَبَ- يُحَاسِبُ سے مُحَاسَبَةٌ/ حِسَابٌ، خَاصَمَ- يُخَاصِمُ سے مُخَاصَمَةٌ/ خِصَامٌ، خَاطَبَ-يُخَاطِبُ سے مُخَاطَبَةٌ/ خِطَابٌ، رَاسَلَ- يُرَاسِلُ سے مُرَاسَلَةٌ، سَاعَدَ- يُسَاعِدُ سے مُسَاعَدَةٌ، حَاوَلَ- يُحَاوِلُ سے مُحَاوَلَةٌ، قَابَلَ، يُقَابِلُ سے مُقَابَلَةٌ 'آمنے سامنے آنا'، بَارَكَ- يُبَارِكُ سے مُبَارَكَةٌ وغیرہ۔

5 اسم الفاعل واسم المفعول:

عام قاعدہ کے مطابق اس باب میں بھی اسم الفاعل کا وزن مُفْعِلٌ جبکہ اسم المفعول کا وزن مُفْعَلٌ ہے، مثلاً رَاسَلَ- يُرَاسِلُ سے اسم الفاعل مُرَاسِلٌ جبکہ اسم المفعول مُرَاسَلٌ ہے، اور شَاهَدَ-يُشَاهِدُ سے مُشَاهِدٌ/مُشَاهَدٌ، خَاطَبَ- يُخَاطِبُ سے مُخَاطِبٌ/مُخَاطَبٌ اور بَارَكَ-يُبَارِكُ سے مُبَارِكٌ/ مُبَارَكٌ ہے۔

قرآنِ کریم سے باب فاعل کی چند مثالیں:

- ﴿وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ﴾ ''اور جو شخص جہاد کرتا ہے سو وہ جہاد کرتا ہے اپنے ہی (بھلے) کے لئے'' [۶:۲۹]
- ﴿فَحَاسَبْنَاهَا حِسَابًا شَدِيْدًا۝﴾ ''پس ہم نے حساب لیا ان (بستی کے لوگوں سے) سخت حساب'' [۸:۶۵]
- ﴿وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ۝﴾ ''اور بحث کیجئے اُن سے ایسے طریقہ سے جو اچھا ہو'' [۱۶:۱۲۵]
- ﴿وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا۝﴾ ''اور جب مخاطب ہوتے

ہیں اُن سے جاہل تو وہ (رحمٰن کے بندے) کہتے ہیں سلام ہو (اُن سے الجھتے نہیں)''[۶۳:۲۵]

⇦ ﴿وَعَاشِرُوْا هُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ ''اور گزران کرو ان عورتوں سے دستور کے مطابق''[۱۹:۴]

⇦ ﴿فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗ﴾ ''پس وہ کہنے لگا اپنے ساتھی سے اثنائے کلام میں''[۳۴:۱۸]

⇦ ﴿وَمَالَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ ''اور کیا عذر ہے تمہارے لئے کہ تم لڑتے نہیں اللہ کی راہ میں''[۷۵:۴]

سبق نمبر ۲۰

فعل مزید فیہ

باب نمبر ۴: تَـفَـعَّـلَ

یہ باب فَعَّلَ سے پہلے 'تَ' لگانے سے بنتا ہے، مثلاً خَوَّفَ 'خوفزدہ کرنا' سے تَخَوَّفَ 'خوفزدہ ہونا'، فَرَّقَ 'الگ کرنا، فرق کرنا' سے تَفَرَّقَ 'فرقہ فرقہ ہو جانا، اختلاف میں پڑنا'، ذَکَّرَ 'نصیحت کرنا، یاددہانی کرانا' سے تَذَکَّرَ 'نصیحت حاصل کرنا'، تَقَبَّلَ 'قبول ہونا' وغیرہ۔ اس باب کی اہم خصوصیات میں لزوم (Intransitive Verb) اور تکلف واہتمام کا پہلو نمایاں ہوتا ہے، نیز باب تَفَعَّلَ باب فَعَّلَ کا مطاوعۃ ہے، مثلاً عَلَّمَ 'اس نے سکھایا' سے تَعَلَّمَ 'اس نے سیکھا'۔ عَلَّمْتُ الطالِبَ الدَّرْسَ فَتَعَلَّمَهُ 'میں نے طالبعلم کو سبق سکھایا تو وہ سیکھ گیا'، قَطَّعَ 'کاٹنا' سے تَقَطَّعَ 'کٹ جانا'۔ قَطَّعْتُ الْجِلْدَ فَتَقَطَّعَ 'میں نے چمڑے کو کاٹا تو وہ کٹ گیا'، کَسَّرَ 'توڑنا' سے تَکَسَّرَ 'ٹوٹ جانا'۔ کَسَّرْتُ الْقَارُوْرَةَ وَتَکَسَّرَ 'میں نے بوتل کو توڑا اور وہ ٹوٹ گئی'۔ ایسے ہی خَوَّفْتُ السَّارِقَ فَتَخَوَّفَ 'میں نے چور کو ڈرایا تو وہ ڈر گیا'، وغیرہ۔

اس باب کے فعل ماضی کی گردان بھی عام قاعدہ پر ہے، مثلاً تَعَلَّمَ، تَعَلَّمُوْا، تَعَلَّمَتْ، تَعَلَّمْنَ، تَعَلَّمْتَ، تَعَلَّمْتُم، تَعَلَّمْتِ، تَعَلَّمْتُنَّ، تَعَلَّمْتُ، تَعَلَّمْنا۔ اس باب میں بھی عام قاعدہ کے مطابق ماضی مجہول کا وزن تُفُعِّلَ ہے، مثلاً تَقَبَّلَ سے تُقُبِّلَ.

❶ فعل مضارع:

باب تَفَعَّلَ کا مضارع یَتَفَعَّلُ کے وزن پر ہے، اس میں حرفِ مضارع پر فتح آتا ہے کیونکہ یہ فعل پانچ حروف پر مشتمل ہے، مثلاً تَخَوَّفَ سے مضارع یَتَخَوَّفُ 'وہ

خوفزدہ ہوتا ہے/ ہوگا'، تفرّق سے یتفرّقُ، تذکّر سے یتذکّرُ، تعلّم سے یتعلّمُ، تقطّعَ سے یتقطّعُ، تکسّر سے یتکسّرُ 'وہ ٹوٹتا ہے/ ٹوٹے گا' تقبّل سے یتقبّلُ وغیرہ۔ اس باب سے متعلق ایک اہم بات یاد رکھیں کہ اس میں جب حرفِ مضارع 'تَ' ہو جیسے تتنزّلَ تو ادبی تحریر میں تلفظ کی روانگی کے پیشِ نظر ایک 'تَ' کو حذف کر دیا جاتا ہے، مثلاً ﴿تنزّلُ الْمَلائِکَۃُ وَالرُّوْحُ فِیْھَا بِاِذْنِ رَبِّھِمْ﴾ ''اترتے ہیں فرشتے اور روح اس (رات) میں اپنے رب کے حکم سے'' [۹۷:۴] اس آیت میں تنزّلَ اصل میں تتنزّلَ ہے، یہاں اس کی ایک 'تا' حذف ہے۔ ایسے ہی ﴿وَلاَ تجسّسُوْا وَلاَ یغْتَبْ بعْضُکُمْ بعْضًا﴾ ''اور بھید نہ ٹٹولا کرو آپس میں اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے'' [۴۹:۱۲] اس آیت میں بھی تجسّسُوْا اصل میں تتجسّسُوْا ہے، یہاں بھی اس کی ایک 'تا' حذف ہے۔ اس باب کے فعل مضارع معروف کی گردان بھی عام قاعدہ پر ہے۔ یتعلّمُ سے گردان کے لئے ٹیبل نمبر 17 دیکھیں۔

اس باب میں بھی عام قاعدہ کے مطابق مضارع مجہول کا وزن یُتفعّلُ ہے، مثلاً یتقبّلُ سے یُتقبّلُ اور اس کی گردان مضارع معروف کی طرز پر ہی ہے۔

ٹیبل نمبر 17

فعل مضارع معروف مزید فیہ (یتعلّمُ)

صیغہ		واحد	جمع
غائب	مذکر ♂	یتعلّمُ	یتعلّمُوْنَ
	مؤنث ♀	تتعلّمُ	یتعلّمْنَ
حاضر	مذکر ♂	تتعلّمُ	تتعلّمُوْنَ
	مؤنث ♀	تتعلّمِیْنَ	تتعلّمْنَ
متکلم	مذکر/ مؤنث	أتعلّمُ	نتعلّمُ

❷ فعل اَمر و نہی:

اس باب سے فعل اَمر بنانے کے لئے فعل مضارع مخاطب سے حرف مضارع کو حذف کیا جاتا ہےاور آخری حرف کو ساکن کیا جاتا ہے۔اس طرح فعل اَمر تَفَعَّلْ کے وزن پر بن جاتا ہے، مثلاً تتعلَّمُ سے تَعَلَّمْ، تَتَکَلَّمُ سے تَکَلَّمْ 'کلام کر'، تَتذَکَّرُ سے تَذَکَّرْ، تَتَخَوَّفُ سے تَخَوَّفْ، وغیرہ۔ اور فعل نہی کے لئے فعل مضارع مخاطب سے پہلے 'لا' آتا ہےاور آخری حرف کو ساکن کیا جاتا ہے، مثلاً لا تَتَکَلَّمْ 'تو کلام نہ کر'، لا تَتَعَلَّمْ 'تو نہ سیکھ'، لا تَتَخَوَّفْ 'تو خوفزدہ نہ ہو'، وغیرہ۔

❸ المصدر:

اس باب سے مصدر کا وزن تَفَعُّلٌ ہے، مثلاً

الماضی	المضارع	المصدر	معنی
تَکَلَّمَ	یَتَکَلَّمُ	تَکَلُّمٌ	کلام کرنا
تَنَزَّلَ	یَتَنَزَّلُ	تَنَزُّلٌ	اترنا
تَذَکَّرَ	یَتَذَکَّرُ	تَذَکُّرٌ	یاد کرنا
تَحَدَّثَ	یَتَحَدَّثُ	تَحَدُّثٌ	بات کرنا

❹ اسم الفاعل والمفعول:

اس باب سے بھی اسم الفاعل مُفَعِّلٌ کے وزن پر جبکہ اسم المفعول مُفَعَّلٌ کے وزن پر ہے، مثلاً تَکَلُّمٌ 'کلام کرنا' سے اسم الفاعل مُتَکَلِّمٌ 'کلام کرنے والا' اور اسم المفعول مُتَکَلَّمٌ 'جس سے کلام کیا جائے'۔

❺ اسم الظرف:

مزید فیہ افعال کے دوسرے ابواب کی طرح اس باب سے بھی اسم الظرف کا وزن اسم المفعول کا وزن ہی ہے، مثلاً تَنَفُّسٌ 'سانس لینا' سے مُتَنَفَّسٌ 'سانس لینے کی جگہ'، تَوَضُّأٌ 'وضو کرنا' سے مُتَوَضَّأٌ 'وضوخانہ'۔

قرآنِ کریم سے باب تَفَعَّلَ کی چند مثالیں:

⇦ ﴿وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مَنْ يُنِيبُ۝﴾ ''اور نہیں نصیحت حاصل کرتا مگر صرف وہی جو رجوع کرتا ہے'' [۴۰:۱۳]

⇦ ﴿إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ، قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ۝﴾ ''جب دونوں نے قربانی کی تو قبول ہوئی ایک کی ان میں سے (ہابیل کی) اور نہ قبول ہوئی دوسرے کی (قابیل کی) اس (قابیل) نے کہا میں تجھے ضرور قتل کرونگا۔ اس (ہابیل) نے کہا اللہ تو قبول کرتا ہے پرہیزگاروں ہی سے'' [۵:۲۷]

⇦ ﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ أَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ أَقْفَالُهَا۝﴾ ''پس کیا لوگ غور نہیں کرتے قرآن میں یا دِلوں پر اُن کے (کفر و نفاق کے) قفل لگ رہے ہیں'' [۴۷:۲۴]

⇦ ﴿إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ۝﴾ ''یقیناً نصیحت تو وہی قبول کرتے ہیں جو عقلمند ہوں'' [۱۳:۱۹]

⇦ ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۝﴾ ''اے ہمارے پروردگار! تو ہم سے قبول فرما، یقیناً تو ہی سننے والا جاننے والا ہے'' [۲:۱۲۷]

⇦ ﴿إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ

بِهِمُ الْأَسْبَابُ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُ وْا مِنَّا۝﴾ ''(اس وقت کو یاد کرو) جب بیزار ہو جائینگے وہ لوگ جن کی پیروی کی گئی تھی اُن لوگوں سے جنہوں نے پیروی کی تھی اور وہ دیکھ لیں گے عذاب کو اور ٹوٹ جائینگے ان کے تعلقات، اور بول اٹھینگے وہ جنہوں نے پیروی کی تھی کہ کاش ہمیں دوبارہ جانا ملے تو ہم بھی ویسے ہی بیزار ہوں ان سے جیسے وہ بیزار ہوئے ہم سے (لیکن یہ ناممکن ہوگا)'' [۲:۱۶۶-۱۶۷]

- ﴿وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَ تْهُمُ الْبَيِّنَةُ۝﴾ ''اور نہیں اختلاف میں پڑ کر متفرق ہوئے وہ لوگ جن کو دی گئی تھی کتاب مگر بعد اس کے کہ آ چکی ان کے پاس واضح دلیل'' [۹۸:۴]
- ((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهُ)) ''تم میں سب سے بہتر شخص وہ ہے جس نے خود قرآن سیکھا اور اس کو سکھایا'' [رواہ البخاری]

❁❁❁❁

سبق نمبر ۲۱

فعل مزید فیہ

باب نمبر ۵: تَـفَـاعَـلَ

یہ باب فَاعَلَ سے پہلے 'تَ' لگانے سے وجود میں آتا ہے جو فعل ماضی کے واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے، مثلاً تَسَاءَ لَ 'اس نے پوچھا/ سوال کیا'، تَکَاثَرَ 'اس نے دینوی منفعت میں مقابلتاً کثرت حاصل کی'۔

اس باب کی خصوصیات کے تین اہم پہلو درج ذیل ہیں:

① **مشارکت:** باب فَاعَلَ کی طرح اس باب میں بھی مشارکت کا عنصر نمایاں ہوتا ہے۔ یعنی اس باب کا تعلق اُن افعال سے ہے جن میں باہمی مشارکت پائی جائے، مثلاً تَعَاوَنَ 'اس نے تعاون کیا'، تَعَاوَنُوْا 'انہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے تعاون کیا'، تَسَاءَ لُوْا 'انہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے سوال کیا'، تَعَارَفُوْا 'وہ آپس میں متعارف ہوئے'، تَوَاصَوْا 'انہوں نے ایک دوسرے کو نصیحت کی'، تَقَابَلُوْا 'وہ ایک دوسرے کے بالمقابل ہوئے'، تَوَافَقُوْا 'وہ آپس میں متفق ہوئے'، وغیرہ۔

② **مکاری/فریب:** مکاری/فریب (اِظْهَارُ مَا لَيْسَ فِي الْبَاطِنِ—Pretended Action) وہ افعال جن کا تعلق مکروفریب سے ہو ان کا اظہار بھی باب تفاعل سے ہوتا ہے، یعنی ان کا فعل حقیقت کے برعکس ہوتا ہے، مثلاً تَمَارَضَ 'ان نے بیمار ہونے کا مکر کیا'، تَعَامَی 'اس نے اندھا ہونے کا مکر کیا'، تَنَاوَمَ 'اس نے نیند کا مکر کیا'، تَبَاکَی 'وہ جھوٹا رونا رویا'، وغیرہ۔

③ **فعل کا اثر خود فاعل پر لوٹنا:** فعل کا اثر خود فاعل پر لوٹنا (Reflexive Signification) جب اس باب سے فعل کا تعلق اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو مشارکت کے بجائے فعل کا اثر خود فاعل پر لوٹتا ہے، مثلاً تَبَارَکَ 'وہ بابرکت ہوا' یعنی بَارَکَ کی صفت خود اللہ تعالیٰ کی ہے بغیر کسی شرکت کے۔ اسی طرح تَعَالٰی 'وہ باعظمت ہوا' یعنی اللہ نے خود کو عظیم ترین کیا / بلند کیا۔

❶ فعل ماضی کی گردان:

اس باب کے فعل ماضی کی گردان بھی عام قاعدہ پر ہے، تَسَاءَ لَ 'اس نے سوال کیا' سے اس کی گردان ٹیبل نمبر 18 پر دیکھیں:

ٹیبل نمبر 18

تَسَاءَ لَ سے فعل ماضی کی گردان

صیغہ		واحد	جمع
غائب	مذکر ♂	تَسَاءَ لَ	تَسَاءَ لُوْا
	مؤنث ♀	تَسَاءَ لَتْ	تَسَاءَ لْنَ
حاضر	مذکر ♂	تَسَاءَ لْتَ	تَسَاءَ لْتُمْ
	مؤنث ♀	تَسَاءَ لْتِ	تَسَاءَ لْتُنَّ
متکلم	مذکر / مؤنث	تَسَاءَ لْتُ	تَسَاءَ لْنَا

❷ فعل مضارع:

باب تَفَاعَلَ کا مضارع معروف یَتَفَاعَلُ کے وزن پر ہے، مثلاً تَسَاءَ لَ سے

یَتَسَاءَ لُ، تَکَاثَرَ سے یَتَکَاثَرُ، تَعَاوَنَ سے یَتَعَاوَنُ. ایسے ہی یَتَعَارَفُ، یَتَقَابَلُ، یَتَوَافَقُ، یَتَمَارَضُ، یَتَنَاوَمُ، یَتَبَارَکُ، وغیرہ۔ اس باب کے فعل مضارع معروف کی گردان بھی عام قاعدہ پر ہے، مثلاً یَتَسَاءَ لُ-یَتَسَاءَ لُوْنَ 'وہ ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں/کریں گے'، تَتَسَاءَ لُ-یَتَسَاءَ لْنَ 'وہ ایک دوسرے سے سوال کرتی ہیں/کریں گیں'، تَتَسَاءَ لُ-تَتَسَاءَ لُوْنَ 'تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو/کرو گے'، تَتَسَاءَ لِیْنَ 'تو سوال کرتی ہے/کرے گی'، تَتَسَاءَ لْنَ 'تم باہم سوال کرتی ہو/کرو گی'، أَتَسَاءَ لُ 'میں سوال کرتا ہوں/کرتی ہوں'، نَتَسَاءَ لُ 'ہم سوال کرتے ہیں/کرتی ہیں'۔

❸ فعل اَمر و نہی:

مضارع مخاطب سے حرف مضارع کو حذف کرنے اور آخر کو ساکن کرنے سے فعل اَمر بن جاتا ہے، مثلاً تَتَعَاوَنُ سے تَعَاوَنْ، تَتَعَارَفُ سے تَعَارَفْ، تَتَسَاءَ لُ سے تَسَاءَ لْ، تَتَنَاوَمُ سے تَنَاوَمْ، وغیرہ۔ اور مضارع مخاطب سے پہلے 'لا' لگانے اور آخر کو ساکن کرنے سے فعل نہی بن جاتا ہے، مثلاً لا تَتَعَارَفْ، لا تَتَسَاءَ لْ، لا تَتَعَاوَنْ، وغیرہ۔

❹ المصدر:

اس باب سے مصدر کا وزن تَفَاعُلٌ ہے، مثلاً تَسَاءَ لَ-یَتَسَاءَ لُ سے تَسَاءُ لٌ 'سوال کرنا'، تَعَاوَنَ-یَتَعَاوَنُ سے تَعَاوُنٌ 'تعاون کرنا'، تَعَارَفَ-یَتَعَارَفُ سے تَعَارُفٌ 'تعارف کرنا'، تَمَارَضَ-یَتَمَارَضُ سے تَمَارُضٌ 'مریض بننا'، تَبَارَکَ-یَتَبَارَکُ سے تَبَارُکٌ 'بابرکت ہونا'، تَنَاوَلَ-یَتَنَاوَلُ سے تَنَاوُلٌ 'حاصل کرنا/پہنچنا'، وغیرہ۔

5 اسم الفاعل والمفعول:

اسم فاعل اور اسم مفعول کا وزن عام قاعدہ پر ہے، مثلاً تَنَاوَلٌ سے اسم الفاعل مُتَنَاوِلٌ 'حاصل کرنے والا' اور اسم المفعول مُتَنَاوَلٌ 'جو حاصل کیا جائے'۔ یاد رہے اسم الظرف بھی اسم المفعول ہی کے وزن پر ہوتا ہے، یعنی مُتَنَاوَلٌ 'پہنچنے کی جگہ'، مثلاً لا تَتْرُكِ الْاَدْوِيَةَ فِيْ مُتَنَاوَلِ أَيْدِى الْأَطْفَالِ 'ادویات بچوں کی پہنچ میں نہ رکھیں/چھوڑیں'۔

قرآنِ کریم سے باب تَفَاعَلَ کی چند مثالیں:

⇦ ﴿عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ﴾ ''کس چیز سے متعلق وہ آپس میں سوال کرتے ہیں'' [۷۸:۱]

⇦ ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ ''اور آپس میں مدد کیا کرو نیکی اور پرہیزگاری کے کام میں اور نہ مدد کیا کرو ایک دوسرے کی گناہ اور سرکشی کے کام میں'' [۵:۲] اس آیت میں لا تَعَاوَنُوْا اصل میں لا تَتَعَاوَنُوْا ہے، یہاں ایک 'تا' حذف ہے۔

⇦ ﴿وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا﴾ ''(اے لوگو!) اور بنا دیا ہم نے تمہیں شاخیں اور قبیلے اس لئے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو'' [۴۹:۱۳] اس آیت میں بھی لِتَعَارَفُوْا اصل میں لِتَتَعَارَفُوْا ہے، یہاں بھی ایک 'تا' حذف ہے۔

⇦ ﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ''بہت بابرکت ہے وہ اللہ جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے'' [۶۷:۱]

- ﴿وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ ''اور انہوں نے آپس میں وصیت کی حق کی اور وصیت کی صبر کی'' [۱۰۳:۳]
- ﴿أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝﴾ ''غافل کر دیا ہے تم کو کثرت/زیادتی کی چاہت نے یہاں تک کہ تم نے دیکھ لیں قبریں/تم قبرستان جا پہنچے'' [۱۰۲:۱-۲]
- ﴿إِعْلَمُوْا أَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِيْنَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ﴾ ''خوب جان لو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا ہے اور زیبائش اور ایک دوسرے پر فخر وغرور کرنا ہے تمہارا آپس میں، اور ایک دوسرے پر زیادتی/کثرت چاہنا ہے مال اور اولاد میں'' [۵۷:۲۰]

❁❁❁❁

سبق نمبر ۲۲

فعل مزید فیہ

باب نمبر ٦: اِنْفَعَلَ

یہ باب فَعَلَ سے پہلے 'اِنْ' لگانے سے وجود میں آتا ہے، مثلاً کَسَرَ 'اُس نے توڑا' سے اِنْکَسَرَ 'وہ ٹوٹ گیا'، قَلَبَ 'اُس نے پلٹا' سے اِنْقَلَبَ 'وہ پلٹ گیا'، ایسے ہی اِنْقَطَعَ 'وہ کٹ گیا'، اِنْفَجَرَ 'وہ پھٹ گیا/ بہہ نکلا'، وغیرہ۔ یاد رہے کہ اس باب میں 'اِنْ' کا ہمزہ، همزة الوصل ہے، یعنی ما قبل سے ملنے کی صورت میں اس کا تلفظ ساقط ہو جاتا ہے، مثلاً اِنْکَسَرَ سے پہلے واوٴ یا فا کے آنے سے یہ وَانْکَسَرَ اور فَانْکَسَرَ ہو جاتا ہے۔

جیسا کہ اُوپر دی گئی مثالوں سے واضح ہے کہ باب اِنْفَعَلَ کا تعلق افعال لازمہ سے ہے، نیز اس باب میں المطاوعة کا اظہار پایا جاتا ہے، یعنی باب فَعَلَ کا مفعول بہ اس باب میں آ کر فعل کا فاعل بن جاتا ہے، مثلاً کَسَرْتُ الْفِنْجَانَ 'میں نے چائے کا پیالہ توڑا' سے اِنْکَسَرَ الْفِنْجَانُ 'چائے کا پیالہ ٹوٹ گیا'۔ غور کریں اس مثال کے پہلے جملہ میں الْفِنْجَانَ فعل کا مفعول بہ ہے جبکہ دوسرے جملہ میں الْفِنْجَانُ فعل کا فاعل ہے۔ ایسے ہی، فَتَحْتُ الْبَابَ 'میں نے دروازہ کھولا' سے اِنْفَتَحَ الْبَابُ 'دروازہ کھل گیا' اور هَزَمَ الْمُسْلِمُوْنَ الْكُفَّارَ 'مسلمانوں نے کفار کو شکست دی' سے اِنْهَزَمَ الْكُفَّارُ 'کافروں نے شکست کھائی'۔ یاد رہے کہ باب اِنْفَعَلَ مطاوع ہے باب فَعَلَ کا جبکہ تَفَعَّلَ مطاوع ہے باب فَعَّلَ کا، مثلاً کَسَرْتُ الْكُوْبَ وَانْکَسَرَ

الْكُوْبُ 'میں نے گلاس توڑا اور گلاس ٹوٹ گیا' اور كَسَّرْتُ الْكُوْبَ وَتَكَسَّرَ الْكُوْبُ 'میں نے گلاس کو زور سے توڑا اور وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا'۔

اِنْفَعَلَ فعل ماضی کا پہلا صیغہ ہے۔ اس کا فعل مضارع يَنْفَعِلُ کے وزن پر ہے، مثلاً اِنْكَسَرَ سے يَنْكَسِرُ، اِنْهَزَمَ سے يَنْهَزِمُ، اِنْقَلَبَ سے يَنْقَلِبُ، اِنْقَطَعَ سے يَنْقَطِعُ، اِنْفَتَحَ سے يَنْفَتِحُ 'کھولنا'، اِنْصَرَفَ سے يَنْصَرِفُ 'پھرنا'۔

اس باب سے فعل اُمر کا وزن اِنْفَعِلْ ہے۔ اس باب کا فعل اُمر بھی عام قاعدہ پر ہے۔ اس باب میں بھی حرفِ مضارع کو حذف کر کے اس کی جگہ همزة الوصل مکسور لایا جاتا ہے کیونکہ حرفِ مضارع کو حذف کرنے کے بعد فعل کا پہلا حرف ساکن رہ جاتا ہے جس کا تلفظ نہیں کیا جا سکتا، مثلاً يَنْكَسِرُ سے اِنْكَسِرْ 'تو توڑ'، يَنْقَلِبُ سے اِنْقَلِبْ 'تو پلٹ'، يَنْقَطِعُ سے اِنْقَطِعْ 'تو کاٹ'، يَنْتَظِرُ سے اِنْتَظِرْ 'تو انتظار کر'، وغیرہ۔

اس باب سے فعل نہی بھی عام قاعدہ پر بنتا ہے، یعنی مضارع مخاطب کے صیغہ سے پہلے 'لا' لگانے اور آخری حرف کو ساکن کرنے سے فعل نہی بن جاتا ہے، مثلاً تَنْتَظِرُ 'تو انتظار کرتا ہے/کرے گا' سے لا تَنْتَظِرْ 'تو انتظار نہ کر'۔

اس باب سے المصدر کا وزن اِنْفِعَالٌ ہے، مثلاً اِنْقَلَبَ-يَنْقَلِبُ سے اِنْقِلاَبٌ 'انقلاب'، اِنْفَجَرَ-يَنْفَجِرُ سے اِنْفِجَارٌ 'دھماکہ'، اِنْكَسَرَ-يَنْكَسِرُ سے اِنْكِسَارٌ 'ٹوٹنا'

اس باب سے بھی اسم الفاعل عام قاعدہ پر ہے، مثلاً يَنْكَسِرُ سے مُنْكَسِرٌ 'ٹوٹنے والا'، يَنْقَلِبُ سے مُنْقَلِبٌ 'پلٹنے والا'، وغیرہ۔ اس باب سے اسم المفعول نہیں آتا کیونکہ باب اِنْفَعَلَ فعل لازم ہے، اور فعل لازم سے اسم المفعول نہیں آتا۔ اسم المفعول صرف متعدی افعال سے آتے ہیں۔

باب اِنْفَعَال کے مشتق افعال واسما کے اوزان پر ایک نظر:

فعل ماضی	اِنْقَلَبَ	اِنْتَظَرَ	اِنْصَرَفَ
فعل مضارع	يَنْقَلِبُ	يَنْتَظِرُ	يَنْصَرِفُ
فعل اَمر	اِنْقَلِبْ	اِنْتَظِرْ	اِنْصَرِفْ
فعل نہی	لا تَنْقَلِبْ	لا تَنْتَظِرْ	لا تَنْصَرِفْ
اسم فاعل	مُنْقَلِبٌ	مُنْتَظِرٌ	مُنْصَرِفٌ
ظرف زمان ومکان	مُنْقَلَبٌ	مُنْتَظَرٌ	–
مصدر	اِنْقِلَابٌ	اِنْتِظَارٌ	اِنْصِرَافٌ

قرآنِ کریم سے باب انفعل کی چند مثالیں:

⇦ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ۝ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ۝﴾ ”جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب ستارے جھڑ جائیں گے“[۸۲:۱-۲]

⇦ ﴿ثُمَّ انْصَرَفُوْا صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لا يَفْقَهُوْنَ۝﴾ ”اُس کے بعد وہ پھر گئے (تو) پھیر دیا اللہ نے اُن کے دِلوں کو کیونکہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ سمجھ نہیں رکھتے“[۹:۱۲۷]

⇦ ﴿فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا﴾ ”پس پھوٹ پڑے اس سے بارہ چشمے“[۲:۶۰]

⇦ ﴿ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيْرٌ۝﴾ ”پھر نگاہ کر دوبارہ لوٹ آئے گی تیری طرف نگاہ ناکام اور وہ تھکی ہوئی ہوگی“[۶۷:۴]

⇦ ﴿فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ۝﴾ ”پھر وہ سب چل دیے اور وہ چپکے سے

آپس میں باتیں کررہے تھے‘‘ [٦٨:٢٣]

⇦ ﴿إِذِ انْبَعَثَ أَشْقٰهَا ۝﴾ ’’جب اُٹھ کھڑا ہوا ان میں اس کا بڑا بد بخت‘‘ [١٢:٩١]

۞۞۞۞

سبق نمبر ۲۳

فعل مزید فیہ

باب نمبر ۷: اِفْتَعَلَ

یہ باب فَعَلَ کے فا کلمہ سے پہلے الف مکسورہ لگانے، اور فا کلمہ کو ساکن کرنے کے بعد تا مفتوحہ کے اضافہ سے وجود میں آتا ہے۔ اس طرح فَعَلَ سے اِفْتَعَلَ فعل ماضی کا پہلا صیغہ بن جاتا ہے، مثلاً جَمَعَ 'اس نے جمع کیا' سے اِجْتَمَعَ 'وہ جمع ہوا، وہ اکٹھا ہوا'، کَسَبَ 'اس نے حاصل کیا' سے اِکْتَسَبَ 'اس نے کمایا'، سَمِعَ 'اس نے سنا' سے اِسْتَمَعَ 'اس نے غور سے سنا'۔ ایسے ہی، اِجْتَنَبَ 'وہ بچا، اس نے اجتناب کیا'، اِخْتَلَفَ 'اس نے اختلاف کیا' وغیرہ۔

باب اِفْتَعَلَ مطاوعہ ہے باب فَعَلَ کا لیکن بعض اوقات اس میں مشارکت کا عنصر بھی پایا جاتا ہے، مثلاً اِقْتَتَلَ 'باہم قتل کرنا'، اِسْتَبَقَ 'باہم سبقت لے جانا'، اِشْتَرَکَ 'باہم شریک ہونا' وغیرہ۔ باب اِفْتَعَلَ کی خاصیات میں بعض اوقات تصرف (ماخذ کو حاصل کرنے کی کوشش) کا عنصر بھی پایا جاتا ہے، مثلاً اِسْتَمَعَ الْقُرْآنَ 'اس نے قرآن کان لگا کر سنا'، اِکْتَسَبَ الْفَضْلَ 'اس نے کوشش کر کے فضیلت حاصل کی'۔

باب اِفْتَعَلَ کا ہمزہ اکثر حذف ہو جاتا ہے جب اس سے پہلے همزة الإستفهام آئے، مثلاً اِنْتَظَرْتَنِي 'تو نے میرا انتظار کیا'۔ اگر اس جملہ سے پہلے همزة الإستفهام آجائے تو یہ أَانْتَظَرْتَنِي 'کیا تو نے میرا انتظار کیا؟' کے بجائے أَنْتَظَرْتَنِيْ ہوگا۔ قرآنِ کریم میں ہے: ﴿أَصْطَفَى الْبَنَاتُ عَلَى الْبَنِيْنَ﴾ ''کیا

اس نے ترجیح دی بیٹیوں کو بیٹوں پر'' [۳۷:۱۵۳] یہاں أَصْطَفَى بدلی ہوئی شکل ہے اِاصْطَفَى کی ﴿أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْعَالِينَ﴾ ''کیا تو کچھ گھمنڈ میں آ گیا ہے یا تو بڑے درجے والوں میں سے ہے'' [۳۸:۷۵]

بعض اوقات باب اِفْتَعَلَ کی اضافی تا میں چند ایک تبدیلیاں آتی ہیں جن کا بیان درج ذیل ہے:

① اگر اس فعل کا پہلا کلمہ د، ذ، ز ہو تو یہ اضافی تا، دال میں تبدیل ہو جاتا ہے، مثلاً دَعَا 'پکارنا' سے اِدْتَعَى کے بجائے اِدَّعَى 'حق جتانا'، ذَكَرَ سے اِذْتَكَرَ کے بجائے اِدَّكَرَ 'یاد دھانی' اور زَادَ سے اِزْتَادَ کے بجائے اِزْدَادَ 'زیادہ ہونا' ہو جائے گا۔

② اگر اس فعل کا پہلا کلمہ ص، ض، ط، ظ ہو تو باب اِفْتَعَلَ کی اضافی تا، طا میں تبدیل ہو جاتی ہے، مثلاً صَبَرَ سے اِصْتَبَرَ کے بجائے اِصْطَبَرَ 'صبر کرنا'، صَفَى سے اِصْتَفَى کے بجائے اِصْطَفَى 'چن لینا، پسند کرنا'، ضَرَّ سے اِضْتَرَّ کے بجائے اِضْطَرَّ 'ضرر پہنچنا'، طَلَعَ سے اِطْتَلَعَ کے بجائے اِطَّلَعَ 'مطلع ہونا' اور ظَلَمَ 'ظلم کرنا' سے اِظْتَلَمَ کے بجائے اِظَّلَمَ ہو گا۔

③ اگر اس فعل کا پہلا کلمہ واؤ ہو تو یہ باب اِفْتَعَلَ کی اضافی تا میں مدغم ہو جاتا ہے، مثلاً وَصَلَ 'پہنچنا' سے اِوْتَصَلَ کے بجائے اِتَّصَلَ 'رابطہ'، وَقَى سے اِوْتَقَى کے بجائے اِتَّقَى 'ڈرنا، بچنا' ہو گا۔

باب اِفْتَعَلَ سے فعل مضارع کا وزن يَفْتَعِلُ ہے، مثلاً اِسْتَمَعَ سے يَسْتَمِعُ 'وہ غور سے سنتا ہے/ سنے گا'، اِحْتَمَلَ سے يَحْتَمِلُ 'اٹھانا، اندیشہ ہونا'، اِجْتَمَعَ سے يَجْتَمِعُ 'جمع ہونا، اکٹھا کرنا'، اِطَّلَعَ سے يَطَّلِعُ 'جھانکنا، مطلع ہونا'، اِجْتَنَبَ سے يَجْتَنِبُ 'اجتناب کرنا، گریز کرنا'، اِخْتَلَفَ سے يَخْتَلِفُ 'اختلاف کرنا'، اِسْتَبَقَ سے

یَسْتَبِقُ 'باہم سبقت کرنا'، اِشْتَرَکَ سے یَشْتَرِکُ 'باہم شریک ہونا'، اِقْتَرَبَ سے یَقْتَرِبُ 'قریب آ پہنچنا'، اِبْتَسَمَ سے یَبْتَسِمُ 'مسکرانا'، اِعْتَرَفَ سے یَعْتَرِفُ 'اقرار کرنا، اعتراف کرنا'، اِعْتَصَمَ سے یَعْتَصِمُ 'مضبوطی سے پکڑنا'۔

اس باب سے فعل اُمر کے لئے حرف مضارع کو حذف کر کے اس کی جگہ ہمزہ مکسور لایا جاتا ہے اور آخر کو ساکن کر دیا جاتا ہے، جبکہ فعل نہی کیلئے مضارع مخاطب سے پہلے 'لا' آتا ہے اور آخری حرف ساکن ہو جاتا ہے، مثلاً یَسْتَمِعُ سے اِسْتَمِعْ 'تو غور سے سن'، لا تَسْتَمِعْ 'تو غور سے نہ سن'، یَبْتَسِمُ سے اِبْتَسِمْ 'تو مسکرا'، لا تَبْتَسِمْ 'تو مت مسکرا'، یَشْتَرِکُ سے اِشْتَرِکْ 'تو شریک ہو'، لا تَشْتَرِکْ 'تو شریک نہ ہو'، یَخْتَلِفُ سے اِخْتَلِفْ 'تو اختلاف کر'، لا تَخْتَلِفْ 'تو اختلاف نہ کر'، وغیرہ۔

اس باب سے المصدر کا وزن اِفْتِعَالٌ ہے، مثلاً اِنْتَظَرَ-یَنْتَظِرُ سے اِنْتِظَارٌ 'انتظار کرنا'، اِکْتَسَبَ-یَکْتَسِبُ سے اِکْتِسَابٌ 'کمانا'، اِجْتَمَعَ-یَجْتَمِعُ سے اِجْتِمَاعٌ 'جمع ہونا'، اِلْتَزَمَ-یَلْتَزِمُ سے اِلْتِزَامٌ 'چمٹنا'، اِخْتَلَفَ-یَخْتَلِفُ سے اِخْتِلَافٌ 'اختلاف ہونا'، اِحْتَمَلَ-یَحْتَمِلُ سے اِحْتِمَالٌ 'اندیشہ ہونا'، اِطَّلَعَ-یَطَّلِعُ سے اِطِّلَاعٌ 'خبر ہونا، اطلاع ہونا'، وغیرہ۔

اس باب سے بھی عام قاعدہ کے مطابق اسم الفاعل کا وزن مُفْتَعِلٌ اور اسم المفعول کا وزن مُفْتَعَلٌ ہے، مثلاً اِمْتَحَنَ-یَمْتَحِنُ سے مُمْتَحِنٌ 'امتحان لینے والا' اور مُمْتَحَنٌ 'امتحان دینے والا'، مُنْتَظِرٌ 'انتظار کرنے والا' اور مُنْتَظَرٌ 'جس کا انتظار کیا جائے'۔

اسم الظرف، ظرفِ زمان ومکان، کا وزن اسم مفعول کا وزن ہی ہے، یعنی مُفْتَعَلٌ مثلاً مُجْتَمَعٌ 'جمع ہونے کی جگہ، سوسائٹی'، مُنْتَظَرٌ 'انتظار کرنے کی جگہ/ انتظار کا وقت'، اَلْمُلْتَزَمُ 'چمٹنے کی جگہ' (ملتزم خانہ کعبہ کے اس حصہ کو کہا جاتا ہے جو حجرِ اسود اور دروازہ

کے درمیان واقع ہے۔اس مقام سے چمٹنا اور دعا کرنا سنتِ رسول ﷺ ہے۔)

قرآنِ کریم سے بابِ اِفْتِعَل کی چند مثالیں:

- ﴿وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْ الْكِتَابِ لَفِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ۝﴾ ''اور یقیناً جنہوں نے اختلاف کیا کتاب میں یقیناً جا پڑے ضد میں بہت دور'' [۲:۱۷۶]
- ﴿فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ إِلٰى خُرُوْجٍ مِنْ سَبِيْلٍ۝﴾ ''(کفار کہیں گے) پس ہم نے اقرار کرلیا اپنے گناہوں کا، پس کیا نکلنے کی بھی کوئی راہ ہے؟'' [۴۰:۱۱]
- ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَاِثْمًا مُبِيْنًا۝﴾ ''اور جو لوگ ایذا پہنچاتے ہیں مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو بغیر کسی قصور کے جوان سے سرزد ہوا ہو، تو وہ اپنے سر لیتے ہیں بہتان اور گناہ صریح'' [۳۳:۵۸]
- ﴿فَاجْتَنِبُوْا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ۝﴾ ''پس بچتے رہو ناپاکی سے بتوں کی اور بچتے رہو بات جھوٹی سے'' [۲۲:۳۰]
- ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيْعًا وَلاَ تَفَرَّقُوْا﴾ ''اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کی (القرآن) سب مل کر اور تفرقہ نہ ڈالو'' [۳:۱۰۳]
- ﴿قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ فَقَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا۝﴾ ''کہہ دیجئے کہ وحی کیا گیا میری طرف کہ سنا ایک گروہ نے جنوں میں سے پس وہ کہنے لگے کہ ہم نے سنا قرآن عجیب'' [۷۲:۱]
- ﴿فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ﴾ ''پس عبادت کیجئے اس کی اور قائم رہیے اس کی عبادت کے لئے'' [۱۹:۶۵]

- ﴿وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَااضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ﴾ ''اور وہ واضح کر چکا تمہارے لئے جو اس نے حرام کیا تم پر مگر جو تم مجبور ہو جاؤ اس کے کھانے پر'' [۱۱۹:۶]
- ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ ''قریب آ گئی گھڑی (قیامت کی) اور پھٹ گیا چاند'' [۱:۵۴]
- ﴿لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ﴾ ''اسی کے لئے ہے (انعام) جو نیک عمل کیا اس نے اور اُسی پر ہے (وبال) جو برا عمل کیا اُس نے'' [۲۸۶:۲]

سبق نمبر ۲۴

فعل مزید فیہ

باب نمبر ۸: اِسْتَفْعَلَ

یہ باب ف-ع-ل سے پہلے 'اِسْتَ' لگانے سے وجود میں آتا ہے۔ اور باب اِسْتَفْعَلَ کی خصوصیات میں طلب کرنے/ چاہنے کا مفہوم نمایاں ہوتا ہے، مثلاً اِسْتَنْصَرَ 'اُس نے مدد چاہی'، اِسْتَرْزَقَ 'اُس نے رزق طلب کیا'، اِسْتَطْعَمَ 'اُس نے کھانا طلب کیا'، اِسْتَغْفَرَ 'اُس نے مغفرت طلب کی'، اِسْتَيْقَظَ 'وہ بیدار ہوا'، اِسْتَأْذَنَ 'اُس نے اجازت طلب کی'، اِسْتَبْشَرَ 'اُس نے بشارت پائی'، اِسْتَسْخَرَ 'اُس نے تمسخر کیا/ مذاق اُڑایا'، اِسْتَشْهَدَ 'اُس نے شہادت/ گواہی طلب کی'، اِسْتَكْبَرَ 'اس نے ناحق تکبر کیا/ بڑا بننا چاہا'، اِسْتَعَاذَ 'اس نے پناہ چاہی'، اِسْتَنْكَفَ 'اس نے عار محسوس کی'، اِسْتَسْلَمَ 'اس نے اطاعت کی'، اِسْتَقْبَلَ 'اس نے استقبال کیا'، وغیرہ۔

اِن مثالوں کا تعلق فعل ماضی کے پہلے صیغہ، یعنی واحد مذکر غائب سے ہے، اور اس کی گردان عام قاعدہ پر ہے۔ مثال کے لئے ٹیبل نمبر 19 دیکھیں:

یاد رہے باب اِسْتِفْعَال کی ہمزہ، همزة الوصل ہے۔

ٹیبل نمبر 19

باب اِسْتَفْعَلَ سے فعل ماضی کی گردان

صیغہ		واحد	جمع
غائب	مذکر ♂	اِسْتَغْفَرَ	اِسْتَغْفَرُوْا
	مؤنث ♀	اِسْتَغْفَرَتْ	اِسْتَغْفَرْنَ
حاضر	مذکر ♂	اِسْتَغْفَرْتَ	اِسْتَغْفَرْتُمْ
	مؤنث ♀	اِسْتَغْفَرْتِ	اِسْتَغْفَرْتُنَّ
متکلم	مذکر/مؤنث	اِسْتَغْفَرْتُ	اِسْتَغْفَرْنَا

باب اِسْتَفْعَلَ سے فعل مضارع کا وزن یَسْتَفْعِلُ ہے، مثلاً اِسْتَبْدَلَ سے یَسْتَبْدِلُ 'تبدیلی چاہنا'، یَسْتَنْصِرُ 'وہ مدد چاہتا ہے/ چاہے گا'، یَسْتَرْزِقُ 'وہ رزق طلب کرتا ہے/کرے گا'، یَسْتَغْفِرُ 'وہ مغفرت/بخشش چاہتا ہے/ چاہے گا'، یَسْتَأْذِنُ، یَسْتَبْشِرُ، یَسْتَشْهِدُ، یَسْتَكْبِرُ، یَسْتَعِيْذُ، یَسْتَسْحِرُ، یَسْتَيْقِظُ، یَسْتَنْكِفُ، وغیرہ۔ اِس باب سے فعل مضارع کی گردان کی مثال ٹیبل نمبر 20 پر ہے۔

ٹیبل نمبر 20

باب اِسْتَفْعَلَ سے فعل مضارع کی گردان

صیغہ		واحد	جمع
غائب	مذکر ♂	یَسْتَغْفِرُ	یَسْتَغْفِرُوْنَ
	مؤنث ♀	تَسْتَغْفِرُ	یَسْتَغْفِرْنَ
حاضر	مذکر ♂	تَسْتَغْفِرُ	تَسْتَغْفِرُوْنَ
	مؤنث ♀	تَسْتَغْفِرِيْنَ	تَسْتَغْفِرْنَ
متکلم	مذکر/مؤنث	اَسْتَغْفِرُ	نَسْتَغْفِرُ

اس باب سے فعل اَمر کا وزن اِسْتَفْعِلْ ہے، مثلاً اِسْتَنْصِرْ 'تو مدد طلب کر'، اِسْتَرْزِقْ 'تو رزق طلب کر'، اِسْتَغْفِرْ 'تو مغفرت طلب کر'، اِسْتَعِذْ 'تو پناہ مانگ'، اِسْتَشْهِدْ 'تو شہادت طلب کر'، اِسْتَأْذِنْ 'تو اجازت طلب کر'، وغیرہ۔

فعل اَمر حاضر کے واحد اور جمع کے صرف چار ہی صیغے ہیں، مثلاً

واحد مذکر:	اِسْتَغْفِرْ 'تو مغفرت طلب کر'
جمع مذکر:	اِسْتَغْفِرُوْا 'تم استغفار کرو'
واحد مؤنث:	اِسْتَغْفِرِيْ 'تو استغفار کر'
جمع مؤنث:	اِسْتَغْفِرْنَ 'تم استغفار کرو'

فعل نہی کے لئے عام قاعدہ کے مطابق مضارع مخاطب کے صیغہ سے پہلے 'لا' لگایا جاتا ہے، مثلاً لا تَسْتَكْبِرْ 'تو تکبر نہ کر'، لا تَسْتَنْكِفْ 'تو عار نہ کر'، وغیرہ۔

اس باب سے مصدر کا وزن اِسْتِفْعَالٌ ہے، مثلاً اِسْتِغْفَارٌ 'مغفرت طلب کرنا'، اِسْتِقْبَالٌ 'استقبال کرنا'، اِسْتِطْعَامٌ 'کھانا طلب کرنا'، اِسْتِنْصَارٌ 'مدد طلب کرنا'، اِسْتِيْذَانٌ 'اجازت لینا'، اِسْتِكْبَارٌ 'ناحق تکبر کرنا'، وغیرہ۔

اس باب سے بھی عام قاعدہ کے مطابق اسم الفاعل کا وزن مُفْعِلٌ اور اسم المفعول کا وزن مُفْعَلٌ ہے، مثلاً مُسْتَغْفِرٌ 'استغفار کرنے والا' اور مُسْتَغْفَرٌ 'جس سے بخشش مانگی جائے'، مُسْتَنْصِرٌ 'مدد کرنے والا' اور مُسْتَنْصَرٌ 'جس کی مدد کی جائے'، مُسْتَبْشِرٌ 'بشارت دینے والا' اور مُسْتَبْشَرٌ 'بشارت لینے والا'، وغیرہ۔

اس باب سے بھی عام قاعدہ کے مطابق اسم ظرف کا وزن وہی ہے جو اسم المفعول کا ہے، یعنی مُفْعَلٌ، مثلاً يَسْتَقْبِلُ سے مُسْتَقْبَلٌ 'آئندہ زمانہ/مستقبل'، يَسْتَشْفِيْ 'علاج کرانا' سے مُسْتَشْفَى 'ہسپتال'، وغیرہ۔

قرآنِ کریم سے بابِ اِسْتَفْعَلَ کی چند مثالیں:

- ﴿قَالَ أَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ أَدْنٰی بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ﴾ ''اُس نے (موسیٰ علیہ السلام نے کہا) کیا تم لینا چاہتے ہو اُس کو جو ادنیٰ ہے بدلے میں اُس کے جو بہتر ہے؟'' [۲:۶۱]
- ﴿وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ﴾ ''اور بنا لیا کرو دو گواہ اپنے مردوں میں سے'' [۲:۲۸۲]
- ﴿فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ﴾ ''پس خوش ہو جاؤ تم اپنے اُس سودے پر جو کیا تم نے اللہ سے'' [۹:۱۱۱]
- ﴿وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ﴾ ''اور آراستہ کر دیا تھا اُن کے لئے شیطان نے اُن کے (برے) عملوں کو پس اُس نے روک دیا اُن کو راہِ (حق) سے حالانکہ وہ تھے بڑے ہوشیار/بصیرت والے'' [۲۹:۳۸]
- ﴿بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ﴾ ''بلکہ (اہل جہنم) وہ سب کے سب آج فرمانبردار بن گئے'' [۳۷:۲۶]
- ﴿اِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ﴾ ''یقیناً وہ ایسے تھے کہ جب کہا جاتا اُن سے کہ اور کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے تو وہ ناحق تکبر کیا کرتے تھے'' [۳۷:۳۵]
- ﴿اِسْتَطْعَمَا اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُضَيِّفُوْهُمَا﴾ ''اُن دونوں نے کھانا مانگا بستی والوں سے پس انہوں نے انکار کیا اُن کو مہمان رکھنے سے'' [۱۸:۷۷]
- ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا﴾ ''پس تسبیح کیجئے

ساتھ حمد کے اپنے رب کی اور بخشش مانگئے اُس سے یقیناً وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے'' [۳:۱۱۰]

⇦ ﴿وَمَنْ يَسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا۝﴾ ''اور جو بھی عار کرے اس اللہ کی بندگی سے اور تکبر کرے سو وہ جمع کرے گا اُن سب کو اپنے پاس'' [۴:۱۷۲]

⇦ ﴿وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۝﴾ ''اور اگر آنے لگے آپ کو شیطان سے کوئی وسوسہ تو پناہ مانگئے اللہ کی، بیشک وہی ہے سب کچھ سنتا جانتا'' [۴۱:۳۶]

❁❁❁❁

سبق نمبر ۲۵

فعل مزید فیہ

باب نمبر ۹/۱۰: اِفْعَلَّ / اِفْعَآلَّ

باب اِفْعَلَّ ف-ع-ل سے پہلے ہمزہ مکسورہ لگانے اور تیسرے کلمہ کو مشدد کرنے سے وجود میں آتا ہے، اور خصوصیات کے اعتبار سے یہ باب رنگ، حلیہ یا جسمانی عیوب سے متعلق ہے، مثلاً فعل ماضی کے پہلے صیغہ بَیَضَ سے اِبْیَضَّ 'سفید ہونا'، سَوِدَ سے اِسْوَدَّ 'سیاہ ہونا'، صَفِرَ سے اِصْفَرَّ 'زرد ہونا'، خَضِرَ سے اِخْضَرَّ 'سبز ہونا'، حَمِرَ سے اِحْمَرَّ 'لال/ سرخ ہونا'، عَوِجَ سے اِعْوَجَّ 'کبڑا/ ٹیڑا ہونا'، وغیرہ۔ باب اِفْعَلَّ کا ہمزہ ہمیشہ همزة الوصل ہوتا ہے۔

رنگ اور جسمانی عیوب سے متعلقہ اسماء الصفة کے اوزان بھی درج ذیل ہیں:

اَفْعَلُ (واحد مذکر)	معنی	فُعْلَآءُ (واحد مؤنث)	فُعْلٌ (جمع مذکر/مؤنث)
اَبْیَضُ	سفید	بَیْضَآءُ	بِیْضٌ (بُیْضٌ)
اَسْوَدُ	سیاہ	سَوْدَآءُ	سُوْدٌ
اَخْضَرُ	سبز	خَضْرَآءُ	خُضْرٌ
اَحْمَرُ	سرخ	حَمْرَآءُ	حُمْرٌ
اَصْفَرُ	زرد	صَفْرَآءُ	صُفْرٌ
اَزْرَقُ	نیلا	زَرْقَآءُ	زُرْقٌ

اَصَمُّ (اَصْمَمُ)	بہرا	صَمَّآءُ	صُمٌّ
اَبْکَمُ	گونگا	بَکْمَآءُ	بُکْمٌ
اَعْمٰی (اَعْمَیُ)	اندھا	عَمْیَآءُ	عُمْیٌ
اَعْرَجُ	لنگڑا	عَرْجَآءُ	عُرْجٌ

اس باب کے فعل ماضی کے پہلے صیغہ کا وزن اِفْعَلَّ ہے جبکہ اس کے مضارع کا وزن یَفْعَلُّ اور مصدر کا وزن اِفْعِلَالٌ ہے، مثلاً:

فعل ماضی	فعل مضارع	المصدر	معنی
اِفْعَلَّ	یَفْعَلُّ	اِفْعِلَالٌ	اوزان
اِبْیَضَّ	یَبْیَضُّ	اِبْیِضَاضٌ	سفید/ روشن ہونا
اِسْوَدَّ	یَسْوَدُّ	اِسْوِدَادٌ	سیاہ/ پریشان ہونا
اِخْضَرَّ	یَخْضَرُّ	اِخْضِرَارٌ	سرسبز ہونا
اِصْفَرَّ	یَصْفَرُّ	اِصْفِرَارٌ	زرد ہوجانا
اِعْوَجَّ	یَعْوَجُّ	اِعْوِجَاجٌ	کبڑا/ ٹیڑا ہونا
اِحْمَرَّ	یَحْمَرُّ	اِحْمِرَارٌ	سُرخ ہونا

باب اِفْعَلَّ سے اسم الفاعل اور اسم المفعول دونوں کا وزن مُفْعَلٌّ ہے کیونکہ اس باب کا تعلق فعل لازم سے ہے، مثلاً مُحْمَرٌّ 'سرخ کیا ہوا'، مُصْفَرٌّ 'زرد کیا ہونا'، مُخْضَرٌّ 'سبز کیا ہوا'، مُسْوَدٌّ 'سیاہ کیا ہوا'، وغیرہ۔

فعل مزید فیہ باب نمبر ۱۰ 'اِفْعَآلَّ':

اس باب کی خصوصیات باب اِفْعَلَّ جیسی ہی ہیں البتہ باب اِفْعَآلَّ میں زیادہ مبالغہ پایا جاتا ہے۔ اس باب سے قرآنِ کریم میں صرف ایک لفظ ﴿مُدْھَآمَّتٰنِ﴾

''دوانتہائی سرسبز باغ'' [۵۵:۶۴] آیا ہے، جو اسم الفاعل واسم المفعول تثنیہ مؤنث کا صیغہ ہے۔اس کا واحد مُدْهَآمَّةٌ ہے۔

باب اِفْعَآلّ سے فعل مضارع کا وزن یَفْعَآلُّ اور مصدر کا وزن اِفْعِیْلَالٌ ہے، مثلاً اِدْهَآمَّ 'وہ گہرا سبز ہوا' سے یَدْهَآمُّ 'وہ گہرا سبز ہوتا ہے/ ہو رہا ہے/ ہو گا' سے اِدْهِیْمَامٌ 'گہرا سبز ہونا'۔اس فعل مزید کا ثلاثی مادہ د-ھ-م ہے۔اور یہ باب سَمِعَ سے ہے، یعنی دَهِمَ - یَدْهَمُ - دَهْمٌ/ دَهْمَةٌ سیاہ ہونا'۔

قرآنِ کریم سے اِن ابواب کی چند مثالیں:

⇦ ﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ. فَأَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ۝﴾
''جس دِن سفید ہونگے بعض چہرے اور سیاہ ہونگے بعض چہرے، لیکن وہ لوگ جن کے سیاہ ہونگے چہرے (اُن سے پوچھا جائے گا) کیا تم نے انکار کیا تھا بعد ایمان لانے کے؟ پس چکھو تم عذاب بدلے اُس کے جو تم کیا کرتے تھے'' [۳:۱۰۶]

⇦ ﴿وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللهِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ۝﴾
''اور رہے وہ لوگ کہ روشن ہونگے جن کے چہرے سو وہ اللہ کی رحمت میں ہونگے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے'' [۳:۱۰۷]

⇦ ﴿وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيْمٌ۝﴾
''اور جب خبر دی جائے ایک کو ان میں سے لڑکی کی تو ہو جاتا ہے اس کا چہرہ سیاہ اور وہ غم میں کڑھتا رہے'' [۱۶:۵۸]

⇦ ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَاءً فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً۝﴾
''کیا نہیں دیکھا تو نے کہ اللہ ہی نے نازل کیا آسمان سے پانی کہ ہو جاتی ہے اس سے زمیں سرسبز'' [۲۲:۶۳]

- ﴿صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لاَ يَرْجِعُوْنَ﴾ ''بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں پس وہ رجوع نہیں ہونگے'' [۱۸:۲]
- ﴿وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾ ''اور کھاؤ اور پیو جب تک کہ صاف ظاہر ہو جائے تمہارے لئے دھاری سفید دھاری سیاہ سے فجر کے وقت'' [۱۸۷:۲]
- ﴿اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْءٍ﴾ ''ڈال اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں وہ نکل آئے گا سفید چمکتا ہوا بغیر کسی روگ کے'' [۳۲:۲۸]
- ﴿وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتَانِ۝ فَبِأَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ۝ مُدْهَآمَّتَانِ﴾ ''اور اِن دو کے علاوہ اور دو باغ ہونگے۔ پس کون کونسی نعمتوں کو اپنے رب کی تم دونوں جھٹلاؤ گے؟ دونوں (باغ) انتہائی گہرے سبز ہونگے'' [۶۲:۵۵-۶۴]

❁❁❁❁

سبق نمبر ۲۶

عربی افعال کی تنظیم

CLASSIFICATION

ہم پڑھ چکے ہیں کہ عربی افعال کے مادہ حروف کی نشاندہی کے لئے ف-ع-ل کا پیمانہ حوالہ (reference) کے طور پر استعمال ہوتا ہے، یعنی مادہ کے پہلے حرف کو فا کلمہ سے، دوسرے کو عین کلمہ سے اور تیسرے حرف کو لام کلمہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس سبق میں ہمیں یہ سمجھنا ہے کہ تنظیم (classification) کے نقطہ نظر سے عربی افعال چار انواع میں منقسم ہیں جو درج ذیل عنوانات سے تعبیر کیے جاتے ہیں:

① الفعل السالم / الصحیح

② الفعل المعتل

③ الفعل المھموز

④ الفعل المضعّف

ان میں سے پہلی دو انواع کی تشریح اس سبق میں جبکہ دوسری دو انواع کی تشریح اگلے سبق میں آئے گی۔

❶ الفعل السالم / الصحیح:

ایسا فعل السالم/ الصحیح کہلاتا ہے جس کے مادہ حروف میں واؤ (و)، یا (ی)، ہمزہ (أ) میں سے کوئی حرف نہ ہو اور اس کا دوسرا اور تیسرا کلمہ یعنی عین اور لام کلمہ، ایک جیسے

نہ ہوں۔ گزشتہ اسباق میں افعال سے متعلق جو وضاحت کی گئی ہے اُن کا تعلق السالم/ الصحیح افعال سے ہی تھا، مثلاً نَصَرَ، سَمِعَ، أَنْزَلَ، جَاهَدَ، عَلَّمَ، تَعَلَّمَ، اِسْتَفْعَلَ، وغیرہ۔ اس لئے ان افعال کی مزید تشریح کی یہاں کوئی ضرورت نہیں۔ یاد رہے عربی افعال کی اکثریت اسی نوع سے ہے۔

❷ الفعل المعتل:

عربی افعال کے حوالہ سے واؤ (و) اور یا (ی) کو حروفِ علت کہا جاتا ہے، یعنی ایسے حروف جن میں بیماری/ کمزوری پائی جاتی ہے، اور جس فعل کے مادہ حروف میں کوئی حرفِ علت ہو اس فعل کو معتل کہا جاتا ہے، مثلاً وَصَلَ 'وہ پہنچا'، رَضِیَ 'وہ خوش ہوا/ راضی ہوا'، یَسَرَ 'وہ آسان ہوا'، کَوَیٰ 'اس نے استری کی'، وَقِیَ 'وہ بچا'، دَعَا 'اس نے پکارا'۔ اس آخری فعل میں اگرچہ حروفِ علت میں سے کوئی حرف دکھائی نہیں دیتا پھر بھی اس کا شمار معتل افعال میں ہے کیونکہ اس کے دوسرے صیغوں میں واؤ موجود ہے، مثلاً دَعَا کا مضارع یَدْعُوْ ہے اس لئے دَعَا کے مادہ حروف د-ع-و (دَعَوَ) تصور کیے جاتے ہیں۔

مزید وضاحت کے لئے معتل افعال کو درج ذیل چار اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے:

① معتل الفاء / المثال

② معتل العين / الأجوف

③ معتل اللام / ناقص

④ اللفيف-المقرون / المفروق

اِن چار اقسام کی تشریح سے پہلے ایک وضاحت بہت ضروری ہے اور وہ یہ کہ اکثر عربی زبان کے گرائمر دانوں نے معتل افعال سے

متعلق بہت تکلفات سے کام لیا ہے اور کوشش کی ہے کہ کسی نہ کسی طرح صحیح افعال کے مروجہ قواعد واوزان کا مکمل اطلاق معتل افعال پر بھی کر سکیں۔ چنانچہ اس زمرہ میں انہوں نے تعلیلات کے عنوان سے بہت سی پیچیدہ فرضی تعبیریں اور تاویلیں کر ڈالیں جو میرے خیال میں بیشتر طلبا کے لئے غیر ضروری مشکلات اور پریشانی کا باعث بنی ہیں۔ درحقیقت معتل افعال بھی جس طرح استعمالی شکل میں ہیں وہی ان کی اصل اور بنیاد ہے۔

یہ کہنا کہ قَالَ کی اصل قَوَلَ اور یَقُوْلُ کی یَقْوُلُ اور قُلْ کی اصل قُوْلْ ہے تو یہ محض مفروضوں پر مبنی ہے اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر اِن سے پوچھا جائے کہ کس زمانہ میں یہ افعال قَوَلَ، یَقْوُلُ اور قُوْلْ پڑھے، لکھے اور بولے جاتے تھے، یا یہ کیوں اور کس نے اِن تبدیلیوں کو رائج کیا؟ تو اِن کے پاس اِن سوالات کے جوابات نہیں ہیں۔ اس لئے عربی کے طلبا کو چاہیے کہ وہ معتل افعال کی استعمالی شکل کو ہی سمجھیں اور یاد رکھیں کیونکہ قرآنِ کریم میں اِن افعال کا استعمال اسی طور پر ہوا ہے۔ جہاں تک اِن افعال کی تعلیلات وتاویلات کا تعلق ہے تو یہ مشغلہ زیادہ سے زیادہ علمی دلچسپی اور فلسفیانہ بحث کا شاخسانہ ہی قرار دیا جاسکتا ہے۔

① **معتل فاء / المثال:** اگر کسی فعل کے مادہ حروف کا پہلا کلمہ واؤ(و) یا، یا(ی) ہو تو اس فعل کو معتل فاء یا المثال کہا جاتا ہے، یعنی فعل کے فاء کلمہ میں علت ہے/ بیماری ہے، مثلاً وَصَلَ 'وہ پہنچا'، یَسَرَ 'وہ آسان ہوا'۔ اگر پہلا کلمہ واؤ ہو تو وہ فعل مثال واوی کہلاتا ہے اور اگر پہلا کلمہ 'یا' ہو تو وہ فعل مثال یائی کہلاتا ہے۔ معتل فاء میں زیادہ تر افعال کا تعلق واوی سے ہی ہے۔

مثال افعال سے فعل مضارع بنانے کا طریقہ صحیح افعال کے طریقہ سے قدرے مختلف ہے، مثلاً وَصَلَ کا فعل مضارع یَصِلُ ہے جس کی تاویلی اصل یَوْصِلُ تصور کی جاتی ہے، یعنی جیسے ضَرَبَ سے یَضْرِبُ فعل مضارع ہے اسی طرح وَصَلَ کا مضارع یَوْصِلُ ہونا چاہیے تھا۔ پھر اس کی واوٗ کو حذف کو دیا گیا ہے تو اس فعل مضارع کی استعمالی شکل یَصِلُ ہوگئی (وہ پہنچتا ہے/ پہنچے گا)۔

فعل مضارع یَصِلُ سے فعل أمر صِلْ ہے جو رائج قاعدہ کے مطابق ہی ہے، یعنی یَصِلُ کے حرف مضارع 'یا' کو حذف کرنے اور آخر میں لام کو ساکن کرنے سے فعل أمر صِلْ بن جاتا ہے جو صرف دو حروف پر مشتمل ہے۔ معتل فاء افعال سے ماضی، مضارع اور أمر کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

الماضي	المضارع	الأمر	مصدری معنی
وَصَلَ	یَصِلُ	صِلْ	پہنچنا
وَعَدَ	یَعِدُ	عِدْ	وعدہ کرنا
وَضَعَ	یَضَعُ	ضَعْ	رکھنا/وضع کرنا
وَزَنَ	یَزِنُ	زِنْ	وزن کرنا
وَقَفَ	یَقِفُ	قِفْ	رکھنا/کھڑا کرنا
وَهَبَ	یَهِبُ	هَبْ	عطا کرنا
وَعَظَ	یَعِظُ	عِظْ	نصیحت کرنا

② **معتل العين / الأجوف:** اگر کسی فعل کے مادہ حروف میں دوسرا کلمہ حرفِ علت (و/ی) ہو تو اس فعل کو معتل العین/ الأجوف کہا جاتا ہے، یعنی اس فعل کے عین کلمہ میں حرفِ علت ہے، مثلاً قَالَ 'اس نے کہا' فعل ماضی کی

استعمالی شکل میں ہے۔اس کی تاویلی شکل قَوَلَ متصور ہے۔پھر واؤ کو الف سے تبدیل کر دیا گیا۔اس طرف قَوَلَ سے یہ فعل قَالَ بن گیا۔اور اس کا مضارع اپنی استعمالی شکل میں یَقُوْلُ 'وہ کہتا ہے/ کہے گا' ہے جبکہ اس کی تبدیلی اس کی تاویلی شکل یَقْوُلُ تصور کی جاتی ہے۔اس کی ایک تاویل یہ کی جاتی ہے کہ یَقْوُلُ میں چونکہ واؤ حرفِ علت ہے، بیچارہ بیمار ہے اس لئے یہ ضمہ کی حرکت کے وزن کو اٹھانے سے قاصر ہے،لہذا اس کا یہ وزن، یہ ضمہ ماقبل حرف 'قاف' کو منتقل کر دیا گیا ہے کیونکہ قاف صحیح وسالم،صحت مند حرف ہے پھر بھی وہ سکون میں ہے، ساکن ہے، جبکہ اس کا ہمسایہ حرف واؤ بیماری کے باوجود حرکت کے وزن اٹھائے ہوئے ہے لہذا اس ہمدردی کے پیش نظر یَقْوُلُ سے یہ فعل مضارع یَقُوْلُ بن گیا۔

اس طرح یَقْوُلُ سے فعل اُمر قُوْلْ بنتا تھا مگر یہاں واؤ اور لام دونوں حروف ایک ساتھ ساکن ہو گئے۔(جو اللتقاء الساکنین کہلاتا ہے) اس لئے اس فعل کے پڑھنے میں دشواری کے پیش نظر ایک ساکن حرف کو گرا دیا گیا تھا،اور گرنے والا حرف واو تھا کیونکہ وہ بیچارہ پہلے سے ہی بیمار تھا اس لئے اُسے رخصت کرنا ہی بہتر سمجھا گیا۔لہذا اُقْوُلْ سے فعل اُمر قُلْ رہ گیا۔اس طرح کی کہانیاں دوسرے معتل افعال سے بھی منسوب ہیں۔معتل العین/ الأجوف کی چند مزید مثالیں ٹیبل نمبر 21 پر دیکھیں:

ٹیبل نمبر 21

معتل العين / الأجوف

فعل ماضی		فعل مضارع		فعل أمر		مصدری
استعمالی شکل	تاویلی شکل	استعمالی شکل	تاویلی شکل	استعمالی شکل	تاویلی شکل	معنی
قَالَ	قَوَلَ	يَقُوْلُ	يَقْوُلُ	قُلْ	قُوْلْ	کہنا
كَانَ	كَوَنَ	يَكُوْنُ	يَكْوُنُ	كُنْ	كُوْنْ	ہونا
صَامَ	صَوَمَ	يَصُوْمُ	يَصْوُمُ	صُمْ	صُوْمْ	روزہ رکھنا
زَارَ	زَوَرَ	يَزُوْرُ	يَزْوُرُ	زُرْ	زُوْرْ	زیارت کرنا
قَامَ	قَوَمَ	يَقُوْمُ	يَقْوُمُ	قُمْ	قُوْمْ	کھڑا ہونا
ذَاقَ	ذَوَقَ	يَذُوْقُ	يَذْوُقُ	ذُقْ	ذُوْقْ	چکھنا
سَارَ	سَيَرَ	يَسِيْرُ	يَسْيِرُ	سِرْ	سِيْرْ	چلنا، سیر کرنا
بَاعَ	بَيَعَ	يَبِيْعُ	يَبْيِعُ	بِعْ	بِيْعْ	بیچنا
عَاشَ	عَيَشَ	يَعِيْشُ	يَعْيِشُ	عِشْ	عِيْشْ	زندگی گزارنا
نَامَ	نَوِمَ	يَنَامُ	يَنْوَمُ	نَمْ	نَوْمْ	سونا
زَالَ	زَوِلَ	يَزَالُ	يَزْوَلُ	زَلْ	زَوْلْ	زائل ہون

نوٹ: فعل ماضی، مضارع اور أمر کی صرف استعمالی شکل یاد رکھیں۔

معتل العین سے فعل ماضی، فعل مضارع اور فعل أمر کی گردانیں اگلے صفحات پر دیکھیں جو ٹیبل نمبر 22 سے ٹیبل نمبر 25 تک میں دی گئی ہیں۔

ٹیبل نمبر 22

معتل العین سے فعل ماضی کی گردان (قَالَ 'اس نے کہا')

صیغہ		واحد	جمع
غائب	مذکر ♂	قَالَ	قَالُوْا
	مؤنث ♀	قَالَتْ	قُلْنَ
حاضر	مذکر ♂	قُلْتَ	قُلْتُمْ
	مؤنث ♀	قُلْتِ	قُلْتُنَّ
متکلم	مذکر/ مؤنث	قُلْتُ	قُلْنَا

ٹیبل نمبر 23

معتل العین سے فعل ماضی کی گردان (سَارَ 'وہ چلا/ اس نے سیر کی')

صیغہ		واحد	جمع
غائب	مذکر ♂	سَارَ	سَارُوْا
	مؤنث ♀	سَارَتْ	سِرْنَ
حاضر	مذکر ♂	سِرْتَ	سِرْتُمْ
	مؤنث ♀	سِرْتِ	سِرْتُنَّ
متکلم	مذکر/ مؤنث	سِرْتُ	سِرْنَا

ٹیبل نمبر 24

معتل العین سے فعل مضارع کی گردان (قَالَ-یَقُوْلُ 'وہ کہتا ہے/ کہے گا')

صیغہ		واحد	جمع
غائب	مذکر ♂ مؤنث ♀	يَقُوْلُ تَقُوْلُ	يَقُوْلُوْنَ يَقُلْنَ
حاضر	مذکر ♂ مؤنث ♀	تَقُوْلُ تَقُوْلِيْنَ	تَقُوْلُوْنَ تُقُلْنَ
متکلم	مذکر/ مؤنث	أَقُوْلُ	نَقُوْلُ

ٹیبل نمبر 25

معتل العین سے فعل اَمر کی گردان (قُلْ 'کہہ'، سِرْ 'چل'، نَمْ 'سو جا')

مذکر ♂	واحد جمع	قُلْ قُوْلُوْا	سِرْ سِيْرُوْا	نَمْ نَامُوْا
مؤنث ♀	واحد جمع	قُوْلِيْ قُلْنَ	سِيْرِيْ سِرْنَ	نَامِيْ نَمْنَ

③ **معتل اللام / ناقص:** اگر کسی فعل کے مادہ حروف میں تیسرا کلمہ حرفِ علت (و/ی) ہو تو اُس فعل کو معتل اللام / ناقص کہا جاتا ہے، یعنی اس فعل کے لام کلمہ میں حرفِ علت ہے۔ معتل اللام سے فعل ماضی، مضارع اور اَمر کی مثالیں درج ذیل ہیں:

فعل ماضی	فعل مضارع	فعل أمر	مصدری معنی
دَعَا (تاویل دَعَوَ)	يَدْعُوْ	أُدْعُ	پکارنا
تَلاَ (تَلَوَ)	يَتْلُوْ	أُتْلُ	تلاوت کرنا
عَفَا (عَفَوَ)	يَعْفُوْ	أُعْفُ	بخش دینا، درگزر کرنا
شَكَا (شَكَوَ)	يَشْكُوْ	أُشْكُ	شکایت کرنا
مَحَا (مَحَوَ)	يَمْحُوْا	أُمْحُ	محو کرنا، مٹانا
مَشَى (مَشَيَ)	يَمْشِيْ	اِمْشِ	چلنا
بَكَى (بَكَيَ)	يَبْكِيْ	اِبْكِ	رونا
هَدَى (هَدَيَ)	يَهْدِيْ	اِهْدِ	رہنمائی کرنا
رَمَى (رَمَيَ)	يَرْمِيْ	اِرْمِ	پھینکنا، رمی کرنا
أَتَى (أَتَيَ)	يَأْتِيْ	اِئْتِ	آنا
سَقَى (سَقَيَ)	يَسْقِيْ	اِسْقِ	پانی پلانا
بَنَى (بَنَيَ)	يَبْنِيْ	اِبْنِ	عمارت بنانا، بنیاد رکھنا
نَسِيَ (کوئی تاویل نہیں)	يَنْسَى	اِنْسَ	بھول جانا
خَشِيَ (کوئی تاویل نہیں)	يَخْشَى	اِخْشَ	ڈرنا
بَقِيَ (کوئی تاویل نہیں)	يَبْقَىْ	اِبْقَ	باقی رہنا

ناقص افعال سے فعل ماضی کی گردان ٹیبل نمبر 26 اور 27 پر دیکھیں۔

ٹیبل نمبر 26

ناقص فعل سے فعل ماضی کی گردان (دَعَا (دَعَوَ) 'اس نے پکارا')

	صیغہ	واحد	جمع
غائب	مذکر ♂	دَعَا	دَعَوْا
	مؤنث ♀	دَعَتْ	دَعَوْنَ
حاضر	مذکر ♂	دَعَوْتَ	دَعَوْتُمْ
	مؤنث ♀	دَعَوْتِ	دَعَوْتُنَّ
متکلم	مذکر/ مؤنث	دَعَوْتُ	دَعَوْنَا

ٹیبل نمبر 27

ناقص فعل سے فعل ماضی کی گردان (رَضِیَ 'وہ راضی ہوا')

	صیغہ	واحد	جمع
غائب	مذکر ♂	رَضِیَ	رَضُوْا
	مؤنث ♀	رَضِیَتْ	رَضِیْنَ
حاضر	مذکر ♂	رَضِیْتَ	رَضِیْتُمْ
	مؤنث ♀	رَضِیْتِ	رَضِیْتُنَّ
متکلم	مذکر/ مؤنث	رَضِیْتُ	رَضِیْنَا

ناقص افعال سے فعل مضارع کی گردان کے لئے ٹیبل نمبر 28 اور 29 دیکھیں۔

ٹیبل نمبر 28

ناقص فعل سے فعل مضارع کی گردان (دَعَا-یَدْعُوْ 'وہ پکارتا ہے/ پکارے گا')

صیغہ		واحد	جمع
غائب	مذکر ♂	یَدْعُوْ	یَدْعُوْنَ
	مؤنث ♀	تَدْعُوْ *	یَدْعُوْنَ
حاضر	مذکر ♂	تَدْعُوْ *	تَدْعُوْنَ#
	مؤنث ♀	تَدْعِیْنَ	تَدْعُوْنَ#
متکلم	مذکر/ مؤنث	اَدْعُوْ	نَدْعُوْ

نوٹ: *-دونوں افعال ایک جیسے ہیں۔

#-یہ دونوں افعال بھی ایک جیسے ہیں۔

ٹیبل نمبر 29

ناقص فعل سے فعل مضارع کی گردان (بَکَی-یَبْکِيْ 'وہ روتا ہے/ روئے گا')

صیغہ		واحد	جمع
غائب	مذکر ♂	یَبْکِيْ	یَبْکُوْنَ
	مؤنث ♀	تَبْکِيْ	یَبْکُوْنَ
حاضر	مذکر ♂	تَبْکِيْ	تَبْکُوْنَ
	مؤنث ♀	تَبْکِیْنَ	تَبْکُوْنَ
متکلم	مذکر/ مؤنث	اَبْکِيْ	نَبْکِيْ

④ **اللفيف:** اگر کسی فعل میں دوحروفِ علت پائے جائیں تو اسے اللفیف کہا جاتا ہے۔ اللفیف کو پھر دو انواع میں تقسیم کیا گیا ہے:

۱- **اللفيف المقرون:** اگر کسی فعل میں دوسرا اور تیسرا حرف دونوں حروفِ علت میں سے ہوں تو اُس فعل کو اللفيف المقرون کہا جاتا ہے، مثلاً كَوٰى-يَكْوِيْ 'استری کرنا'۔

۲- **اللفيف المفروق:** اگر کسی فعل میں پہلا اور تیسرا حرف حروفِ علت میں سے ہو تو اُس فعل کو اللفيف المفروق کہا جاتا ہے، مثلاً وَقٰى-يَقِيْ 'بچانا'، وَعٰى-يَعِيْ 'جمع کرنا، غور کرنا، یاد کرنا'۔ اللفيف المفروق میں فعل اَمر صرف ایک حرف رہ جاتا ہے، مثلاً يَقِيْ میں 'ی' حرفِ مضارع ہونے کی وجہ سے عام قاعدہ کے مطابق حذف ہو جاتا ہے جبکہ آخری حرف، حرفِ یا فعل اَمر کے قاعدہ کے مطابق حذف ہو جاتا ہے۔ اس طرح يَقِيْ سے فعل اَمر 'قِ' رہ جاتا ہے، جیسے قرآنِ کریم میں ہے: ﴿وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۝﴾ ''اور بچا ہمیں آگ کے عذاب سے'' [۳:۱۶] اسی طرح وَعٰى-يَعِيْ کا فعل اَمر 'عِ' 'جمع کر، غور کر، یاد کر' رہ جاتا ہے۔

قرآنِ کریم سے معتل افعال کی چند مثالیں:

⇦ ﴿وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهُ فَأُلٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝﴾ ''اور وزنِ اعمال اس دِن انصاف سے ہوگا پس جن کے بھاری ہونگے پلے نیک عملوں کے وہی ہیں فلاح پانے والے'' [۷:۸]

⇦ ﴿قَالَ اَلَمْ أَقُلْ لَكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا۝﴾ ''اس (خضر علیہ السلام) نے کہا کہ کیا میں نے نہیں کہا تھا (اے موسیٰ علیہ السلام) کہ تو ہرگز نہیں کر سکے گا میرے ساتھ صبر'' [۱۸:۷۵]

⇦ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ۝﴾ ''کہہ دیجئے وہ اللہ ایک ہے'' [۱۱۲:۱]

⇦ ﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ۝﴾ ''نہ اُس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے'' [۱۱۲:۳]

⇦ ﴿وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ۝﴾ ''اور پورا کرو ماپ جب ماپا کرو تو لو سیدھی ترازو سے'' [۱۷:۳۵]

⇦ ﴿وَلاَ تَمْشِ فِى الْأَرْضِ مَرَحًا۝﴾ ''اور نہ چل زمین میں اکڑ کر'' [۱۷:۳۷]

⇦ ﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْ أَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلاً مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا۝﴾ ''پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو ایک رات مسجد حرام (کعبہ) سے مسجد اقصیٰ تک'' [۱۷:۱]

⇦ ﴿وَدَعْ أَذٰهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلاً۝﴾ ''اور پرواہ نہ کیجئے ان کی ایذارسانی کی اور بھروسہ کیجئے اللہ پر اور کافی ہے اللہ کارساز'' [۳۳:۴۸]

⇦ ﴿قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَةً طَيِّبَةً۝﴾ ''اس (زکریا علیہ السلام) نے کہا اے میری رب! عطا فرما مجھے اپنی جناب سے اولاد پاکیزہ'' [۳:۳۸]

⇦ ﴿فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَهُمْ فِىْ أَنْفُسِهِمْ قَوْلاً بَلِيْغاً۝﴾ ''پس آپ اُن سے اعراض کریں اور نصیحت کریں انہیں اور کہیں اُن سے اُن کے دِلوں میں اثر کرنے والی بات'' [۴:۶۳]

⇦ ﴿يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُوْرَ۝﴾ ''وہ (اللہ) پیدا کرتا ہے جو چاہے۔ دیتا ہے جسے چاہے لڑکیاں اور دیتا ہے جسے چاہے لڑکے'' [۴۲:۴۹]

❁❁❁❁

سبق نمبر ۲۷

المهموز والمضعّف

❶ اَلْمَهْمُوْزُ:

جس فعل کے مادہ حروف میں سے کوئی حرف ہمزہ ہو تو اُسے اَلْمَهْمُوْزُ کہا جاتا ہے۔ اَلْمَهْمُوْز کی تین اقسام ہیں:

① **مَهْمُوْزُ الْفَاءِ:** جس فعل کے مادہ حروف کا پہلا حرف ہمزہ ہو وہ فعل مھموز الفاء کہلاتا ہے، مثلاً أَكَلَ 'اُس نے کھایا'، أَمَرَ 'اُس نے حکم دیا'، أَخَذَ 'اُس نے لیا/ پکڑا'۔

② **مَهْمُوْزُ الْعَيْنِ:** جس فعل کے مادہ حروف کا دوسرا حرف ہمزہ ہو وہ فعل مھموز العین کہلاتا ہے، مثلاً سَأَلَ 'اُس نے پوچھا/ سوال کیا'، سَئِمَ 'وہ تھک گیا/ اُکتا گیا'، يَئِسَ 'وہ ناامید ہوا'۔

① **مَهْمُوْزُ اللَّامِ:** جس فعل کے مادہ حروف کا تیسرا حرف ہمزہ ہو وہ فعل مھموز اللام کہلاتا ہے، مثلاً قَرَأَ 'اُس نے پڑھا'، خَطَأَ 'اُس نے غلطی کی'، بَدَأَ 'اُس نے ابتداء کی/تخلیق کیا'۔

مہموز افعال سے فعل مضارع بنانے کا طریقہ ایسا ہی ہے جیسا کہ صحیح افعال سے بنانے کا ہے، مثلاً أَكَلَ سے يَأْكُلُ، أَمَرَ سے يَأْمُرُ، سَأَلَ سے يَسْأَلُ، قَرَأَ سے يَقْرَأُ. البتہ مہموز افعال سے فعل اُمر کے کچھ افعال صرف دو حروف پر مشتمل ہوتے ہیں، مثلاً

أَكَلَ -يَأْكُلُ سے كُلْ . مہموز افعال سے اسم الفاعل اور اسم المفعول کے اوزان بھی صحیح افعال جیسے ہی ہیں۔مہموز افعال سے فعل ماضی ،مضارع ،أمر ،اسم الفاعل اور اسم المفعول کی چند مثالیں چارٹ کی شکل میں درج ذیل ہیں:

اسم المفعول	اسم الفاعل	الأمر	المضارع	الماضی
مَأْكُوْلٌ	آكِلٌ	كُلْ	يَأْكُلُ	أَكَلَ
مَأْمُوْرٌ	آمِرٌ	مُرْ	يَأْمُرُ	أَمَرَ
مَأْخُوْذٌ	آخِذٌ	خُذْ	يَأْخُذُ	أَخَذَ
مَسْئُوْلٌ	سَائِلٌ	سَلْ/إِسْئَلْ	يَسْئَلُ	سَأَلَ
مَقْرُوْءٌ	قَارِئٌ/قَارِئْ	اِقْرَأْ	يَقْرَأُ	قَرَأَ
مَخْطُوْءٌ	خَاطِئٌ	اِخْطَأْ	يَخْطَأُ	خَطَأَ

مہموز افعال سے فعل ماضی اور فعل مضارع کی گردانیں بھی عام قاعدہ کے مطابق ہیں،مثلاً أَمَرَ سے:

الماضی:أَمَرَ، أَمَرُوْا، أَمَرَتْ، أَمَرْنَ، أَمَرْتَ، أَمَرْتِ، أَمَرْتُم، أَمَرْتُنَّ، أَمَرْنَا

المضارع:يَأْمُرُ ،يَأْمُرُوْنَ ،تَأْمُرُ ،يَأْمُرْنَ ،تَأْمُرُوْنَ ،تَأْمُرِيْنَ ،تَأْمُرْنَ ،أمُرُ، نَأْمُرُ

مہموز افعال سے أمر مخاطب کی گردان کی پانچ مثالیں ٹیبل نمبر 30 پر دیکھیں:

ٹیبل نمبر 30

مہموز افعال سے أمر مخاطب کی گردانیں

جمع مؤنث ♀	واحد مؤنث ♀	جمع مذکر ♂	واحد مذکر ♂	فعل
مُرْنَ	مُرِيْ	مُرُوْا	مُرْ	أَمَرَ
خُذْنَ	خُذِيْ	خُذُوْا	خُذْ	أَخَذَ

أَكَلَ	كُلْ	كُلُوْا	كُلِي	كُلْنَ
سَأَلَ	سَلْ/اِسْئَلْ	سَلُوْا/اِسْئَلُوْا	سَلِي/اِسْئَلِي	سَلْنَ/اِسْئَلْنَ
قَرَأَ	إِقْرَأْ	إِقْرَءُوْا	إِقْرَئِي	إِقْرَأْنَ

2 اَلْمُضَعَّفُ:

اگر کسی فعل کے مادہ حروف میں دوسرا اور تیسرا کلمہ ایک جیسے ہوں تو اس فعل کو **المضعف** کہا جاتا ہے، مثلاً تَمَمَ سے تَمَّ-یَتِمُّ 'تمام ہونا/مکمل ہونا'، حَلَلَ سے حَلَّ-یَحِلُّ 'حلال ہونا/ جائز ہونا'، فَرَرَ سے فَرَّ-یَفِرُّ 'بھاگنا'، قَلَلَ سے قَلَّ-یَقِلُّ 'کم ہونا/قلیل ہونا'، مَسَسَ سے مَسَّ-یَمَسُّ 'چھونا'، شَمَمَ سے شَمَّ-یَشَمُّ 'سونگنا'، أَحْبَبَ سے أَحَبَّ-یُحِبُّ 'محبت کرنا/ خواہش کرنا'، أَحْلَلَ سے أَحَلَّ-یُحِلُّ 'جائز قرار دینا'، أَذْلَلَ سے أَذَلَّ-یُذِلُّ 'ذلیل کرنا'، أَسْرَرَ سے أَسَرَّ-یُسِرُّ 'چھپانا'، أَتْمَمَ سے أَتَمَّ-یُتِمُّ 'مکمل کرنا/تمام کرنا'، أَضْلَلَ سے أَضَلَّ-یُضِلُّ 'گمراہ کرنا'، وغیرہ۔

مضعف افعال میں دو ایک جیسے کلمات کا شدہ کے ساتھ لکھا ہونا ادغام کہلاتا ہے۔ ادغام کے ساتھ فعل مضارع جب حالتِ جزم میں ہو تو عموماً اس کا ادغام کھل جاتا ہے جو **فکِّ ادغام** کہلاتا ہے، مثلاً أَحَبَّ-یُحِبُّ سے لَمْ یُحْبِبْ 'اس نے پسند نہیں کیا'، أَضَلَ-یُضِلُّ سے لَمْ یُضْلِلْ 'اس نے گمراہ نہیں کیا'، وغیرہ۔

جن مضعف افعال کا تعلق سَمِعَ-یَسْمَعُ باب سے ہے اُن کے فعل ماضی کے متحرک ضمائر میں بھی ادغام کھل جاتا ہے اور اس فعل کے عین کلمہ کا کسرہ ظاہر ہو جاتا ہے، مثلاً شَمِمَ سے المضعف شَمَّ ہے اور اس کے متحرک ضمائر مثلاً شَمِمْنَ 'ان عورتوں نے سونگا'، شَمِمْتَ 'تو نے سونگا'، شَمِمْتُمْ 'تم نے سونگا'، شَمِمْتِ 'تو (♀)

نے سونگھا'، شَمِمْتُنَّ 'تم (♀) نے سونگھا'، شَمِمْتُ 'میں نے سونگھا'، شَمِمْنَا 'ہم نے سونگھا'، اِن میں **فکّ ادغام** ہو جاتا ہے۔ البتہ اس کے ساکن ضمائر میں ادغام نہیں کھلتا۔ اس فعل ماضی کے ساکن ضمائر میں شَمَّ 'اس نے سونگھا'، شَمُّوْا 'انہوں نے سونگھا'، شَمَّتْ 'اس (♀) نے سونگھا' شامل ہیں۔ شَمَّ سے فعل ماضی کر گردان کے لئے ٹیبل نمبر 31 دیکھیں:

ٹیبل نمبر 31

المضعّف سے فعل ماضی کی گردان (شَمَّ 'اُس نے سونگھا')

صیغہ		واحد	جمع
غائب	مذکر ♂	شَمَّ	شَمُّوْا
	مؤنث ♀	شَمَّتْ	شَمِمْنَ
حاضر	مذکر ♂	شَمِمْتَ	شَمِمْتُمْ
	مؤنث ♀	شَمِمْتِ	شَمِمْتُنَّ
متکلم	مذکر ♂ / مؤنث ♀	شَمِمْتُ	شَمِمْنَا

المضعّف افعال سے فعل ماضی، مضارع اور مصدر کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

الماضی	المضارع	المصدر	معنی
تَبَّ	يَتُبُّ	تَبٌّ	ہلاک ہونا، ٹوٹ جانا
جَرَّ	يَجُرُّ	جَرٌّ	کھینچنا، گھسیٹنا
حَجَّ	يَحُجُّ	حَجٌّ	حج کرنا، قصد کرنا
ظَنَّ	يَظُنُّ	ظَنٌّ	گمان کرنا، خیال کرنا
غَضَّ	يَغُضُّ	غَضٌّ	نظر/آواز نیچی کرنا
ضَلَّ	يَضِلُّ	ضَلَالٌ/ضَلَالَةٌ	بھٹکنا، بہکنا، گمراہ ہونا

أَحَسَّ	يُحِسُّ	إِحْسَاسٌ	محسوس کرنا، معلوم کرنا
أَمَدَّ	يُمِدُّ	إِمْدَادٌ	مدد دینا، بڑھانا
أَكَنَّ	يُكِنُّ	إِكْنَانٌ	چھپانا، محفوظ رکھنا
أَتَمَّ	يُتِمُّ	إِتْمَامٌ	مکمل کرنا
أَسَرَّ	يُسِرُّ	إِسْرَارٌ	چھپانا، رازداری کرنا

قرآنِ کریم سے الْمَهْمُوْز وَالْمُضَعَّفُ کی چند مثالیں:

⇦ ﴿أَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ﴾ ''اُس (اللہ) نے حکم دیا کہ نہ عبادت کرو کسی کی سوائے اُس کے'' [۱۲:۴۰]

⇦ ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ﴾ ''یقیناً اللہ حکم دیتا ہے عدل اور بھلائی/ نیکی کا'' [۱۶:۹۰]

⇦ ﴿سَأَلَ سَائِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ۝﴾ ''سوال کیا ایک سوال کرنے والے نے اس عذاب کا جو واقع ہونے والا ہے'' [۷۰:۱]

⇦ ﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ۝﴾ ''اور جو لوگ منکر ہیں آیاتِ الٰہی کے اور اُس کے حضور حاضر ہونے کے وہی مایوس ہوئے میری رحمت سے اور انہیں کے لئے ہے عذاب دردناک'' [۲۹:۲۳]

⇦ ﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۝﴾ ''پس جب آپ پڑھنے لگیں قرآن تو پناہ مانگ لیا کیجئے اللہ کی شیطان سے جو راندہ درگاہ ہے'' [۱۶:۹۸]

⇦ ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ۝﴾ ''پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے سب کو پیدا کیا'' [۹۶:۱]

⇦ ﴿لاَ يَسْئَمُ الْإِنْسَانُ مِنْ دُعَاءِ الْخَيْرِ وَإِنْ مَسَّهُ الشَّرُّ فَيَؤُوْسٌ قُنُوْطٌ۝﴾ ''نہیں اُکتا تا آدمی بھلائی مانگنے سے اور اگر پہنچے اس کو تکلیف تو مایوس اور ناامید ہو جاتا ہے'' [۴۱:۴۹]

⇦ ﴿وَلَئِنْ أَذَقْنٰـهُ رَحْمَةً مِنَّا مِنْ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً۝﴾ ''اور اگر ہم چکھادیں اس کو رحمت اپنی طرف سے بعد اس تکلیف کے جو پہنچی تھی اُس کو تو وہ کہے گا یہی ہے میرا حق اور میں نہیں خیال کرتا کہ قیامت قائم ہوگی'' [۴۱:۵۰]

⇦ ﴿وَأَيُّوْبَ إِذْ نَادٰى رَبَّهُ أَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَابِهِ مِنْ ضُرٍّ۝﴾ ''اور ایوب علیہ السلام کی حالت کو یاد کرو جبکہ اُس نے پکارا اپنے رب کو کہ بیشک پہنچی ہے مجھے تکلیف اور تو ہی زیادہ رحم کرنے والا ہے سب رحم کرنے والوں سے۔ پس قبول کر لی ہم نے اس کی دعا پھر دور کر دی ہم نے جو اس پر تھی تکلیف'' [۲۱:۸۳-۸۴]

⇦ ﴿اِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهِ۝﴾ ''یقیناً آپ کا رب ہی بہتر جانتا ہے اُس کو جو گمراہ ہوا اُس کے راستہ سے'' [۱۶:۱۲۵]

⇦ ﴿وَمَنْ يُضْلِلِ اللّٰهُ فَمَالَهُ مِنْ هَادٍ۝﴾ ''اور جسے گمراہ کر دے اللہ تو کوئی نہیں اس کو راہ بتانے والا'' [۱۳:۳۳]

⇦ ﴿وَتَمَّتْ كَلِمٰتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلاً۝﴾ ''اور پوری ہوئی بات آپ کے رب کی سچائی اور انصاف میں'' [۶:۱۱۵]

❁❁❁❁

سبق نمبر ۲۸

التثنية

THE DUAL

ہم سبق نمبر ۳ میں پڑھ چکے ہیں کہ عربی زبان میں عدد تین طرح سے ظاہر کیا جاتا ہے: واحد/مفرد، تثنیہ (dual) اور جمع۔ واحد/مفرد ایک عدد پر دلالت کرتا ہے، مثلاً طَالِبٌ، طَالِبَةٌ، جبکہ تثنیہ (dual) دو اعداد پر دلالت کرتا ہے، مثلاً طَالِبَانِ/طَالِبَيْنِ، طَالِبَتَانِ/طَالِبَتَيْنِ.

التَّثْنِيَةُ بنانے کا طریقہ بالکل آسان ہے، یعنی واحد اسماء کے آخر میں ''ـَانِ/ـَيْنِ'' کے اضافہ سے تثنیہ بن جاتا ہے۔ ہم سبق نمبر ۵ (اعراب الاسم) میں یہ بھی پڑھ چکے ہیں کہ عربی اسماء کی تین حالتیں ہیں، یعنی حالتِ رفع، حالتِ نصب اور حالتِ جر۔ یہاں تثنیہ سے متعلق یہ بات یاد رکھیں کہ ''ـَانِ'' حالتِ رفع کو ظاہر کرتا ہے جبکہ ''ـَيْنِ'' حالتِ نصب اور حالتِ جر دونوں کو ظاہر کرتا ہے۔ واحد اسماء بشمول اشارہ، موصول اور ضمائر سے تثنیہ کی چند مثالیں ٹیبل کی شکل میں درج ہیں۔

واحد مذکر	تثنیہ مذکر		واحد مؤنث	تثنیہ مؤنث	
اسماء	حالتِ رفع	حالتِ نصب وجر	اسماء	حالتِ رفع	حالتِ نصب وجر
مُسْلِمٌ	مُسْلِمَان	مُسْلِمَیْن	مُسْلِمَةٌ	مُسْلِمَتَان	مُسْلِمَتَیْن
اَلْکَافِرُ	اَلْکَافِرَان	اَلْکَافِرَیْن	اَلْکَافِرَةُ	اَلْکَافِرَاتَان	اَلْکَافِرَتَیْن
اَلرَّجُلُ	اَلرَّجُلَان	اَلرَّجُلَیْن	اَلْاِمْرَءَةُ	اَلْاِمْرَءَتَان	اَلْاِمْرَءَتَیْن
کِتَابٌ	کِتَابَان	کِتَابَیْن	سَاعَةٌ	سَاعَتَان	سَاعَتَیْن
قَلَمٌ	قَلَمَان	قَلَمَیْن	یَدٌ	یَدَان	یَدَیْن
اَلْبَابُ	اَلْبَابَان	اَلْبَابَیْن	اَلنَّافِذَةُ	اَلنَّافِذَتَان	اَلنَّافِذَتَیْن
طَالِبٌ	طَالِبَان	طَالِبَیْن	طَالِبَةٌ	طَالِبَتَان	طَالِبَتَیْن
اَلصَّالِحُ	اَلصَّالِحَان	اَلصَّالِحَیْن	اَلصَّالِحَةُ	اَلصَّالِحَتَان	اَلصّٰلِحَتَیْن
اسماء الإشارة					
هٰذَا	هٰذَان	هَاذَیْن	هٰذِهِ	هَاتَان	هَاتَیْن
ذَالِکَ	ذَانِکَ	ذَیْنِکَ	تِلْکَ	تَانِکَ	تَیْنِکَ
اسماء الموصول					
اَلَّذِیْ	اَلَّذَان	اَللَّذَیْن	اَلَّتِیْ	اَللَّتَان	اَللَّتَیْن
الضمائر					
هُوَ	هُمَا	مبنی	هِیَ	هُمَا	مبنی
اَنْتَ	اَنْتُمَا	=	اَنْتِ	اَنْتُمَا	=
اَنَا	نَحْنُ	=	اَنَا	نَحْنُ	=
ہٗ	هُمَا	=	هَا	هُمَا	=
کَ	کُمَا	=	کِ	کُمَا	=
یَ	نَا	=	یَ	نَا	=

درج ذیل جملوں میں استعمال تثنیہ کے صیغوں پر غور کریں اور انہیں اچھی طرح سمجھ لیں:

⇦ سَعِيْدٌ عَالِمٌ. 'سعید عالم ہے۔'
⇦ سَعِيْدٌ وَحَامِدٌ عَالِمَانِ. 'سعید اور حامد عالم ہیں۔'
⇦ سَعِيْدٌ وَحَامِدٌ هُمَا عَالِمَانِ. 'سعید اور حامد دونوں عالم ہیں۔'
⇦ عَبْدُاللهِ وَعُمَرُ هُمَا طَالِبَانِ. 'عبداللہ اور عمر دونوں طالبعلم ہیں۔'
⇦ طَاهِرَةُ وَشَازِيَةُ هُمَا مُعَلِّمَتَانِ. 'طاہرہ اور شازیہ دونوں اساتذہ ہیں۔'
⇦ فَارُوْقٌ وَشَاهِدٌ هُمَا رَجُلَانِ صَالِحَانِ. 'فاروق اور شاہد دونوں نیک اشخاص ہیں۔'
⇦ هٰذَانِ طَالِبَانِ. 'یہ دونوں طالبعلم ہیں۔'
⇦ هَاتَانِ طَالِبَتَانِ. 'یہ دونوں طالبات ہیں۔'
⇦ الطَّالِبَانِ مُجْتَهِدَانِ. 'دونوں طلباء محنتی ہیں۔'
⇦ هَاتَانِ الطَّالِبَتَانِ هُمَا مُجْتَهِدَتَانِ. 'یہ دو طالبات، دونوں محنتی ہیں۔'
⇦ يَا زَيْدُ وَطُس أَأَنْتُمَا طَبِيْبَانِ. 'اے زید اور طس! کیا آپ دونوں ڈاکٹر ہیں؟'
⇦ لَا، بَلْ نَحْنُ مُعَلِّمَانِ. 'نہیں، بلکہ ہم معلم ہیں۔'
⇦ ذَانِكَ الرَّجُلَانِ الَّذَانِ قَائِمَانِ تَحْتَ الشَّجَرَةِ مُهَنْدِسَانِ. 'وہ دو مرد جو کھڑے ہیں درخت کے نیچے وہ انجینئر ہیں۔'
⇦ تَانِكَ الإِمْرَءَ تَانِ اللَّتَانِ قَائِمَتَانِ تَحْتَ الشَّجَرَةِ مُعَلِّمَتَانِ. 'وہ دو عورتیں جو کھڑی ہیں درخت کے نیچے وہ معلمات ہیں۔'
⇦ قَالَ شَاهِدٌ وَإِبْرَاهِيْمُ ذَالِكَ مَنْزِلُنَا. 'کہا شاہد اور ابراہیم نے وہ

مکان ہمارا ہے۔'

⇦ يَا فِرْيَالُ وَمَاهِنَةُ! أَمَدْرَسَتُكُمَا تِلْكَ؟ 'اے فریال اور ماہنہ! کیا وہ سکول تم دونوں کا ہے؟'

⇦ نَعَمْ، تِلْكَ مَدْرَسَتُنَا. 'جی ہاں، وہ ہمارا سکول ہے۔'

⇦ قَالَتْ سِيْمَابُ لِيْ أُخْتَانِ، اِسْمُ إِحْدَاهُمَا عَائِشَةُ وَأُخْرَى آمِنَةُ. 'سیماب نے کہا کہ میری دو بہنیں ہیں ان میں سے ایک کا نام عائشہ ہے اور دوسری کا آمنہ ہے۔'

⇦ يَا سَعْدُ! إِفْتَحْ ذَيْنِكَ الْبَابَيْنِ وَتَيْنِكَ النَّافِذَتَيْنِ. 'اے سعد! کھول دو وہ دو دروازے اور وہ دو کھڑکیاں۔'

اب آیئے افعال میں تثنیہ کے صیغوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ فعل ماضی میں تثنیہ بنانے کے لئے واحد کے آخر میں الف کا اضافہ کیا جاتا ہے، مثلاً:

⇦ ذَهَبَ 'وہ گیا' سے ذَهَبَا 'وہ دو گئے'

⇦ ذَهَبَتْ 'وہ گئی' سے ذَهَبَتَا 'وہ دو گئیں'

⇦ ذَهَبْتَ 'تو گیا' سے ذَهَبْتُمَا 'تم دو گئے'

⇦ ذَهَبْتِ 'تو گئی' سے ذَهَبْتُمَا 'تم دو گئیں'

⇦ ذَهَبْتُ 'میں گیا' سے ذَهَبْنَا 'ہم دو گئے/ ہم گئے'

یہاں نوٹ کریں کہ مخاطب کے صیغہ میں تثنیہ مذکر/ مؤنث کے لئے ضمیر ایک جیسی ہے، یعنی ذَهَبْتُمَا، جبکہ متکلم میں تثنیہ کے لئے ضمیر جمع کی ہی استعمال ہوئی ہے، یعنی ذَهَبْنَا. درج ذیل جملوں میں غور کریں:

⇦ الطَّالِبُ ذَهَبَ سے الطَّالِبَانِ ذَهَبَا 'دو طالبعلم گئے'

⇦ الطَّالِبَةُ ذَهَبَتْ سے الطَّالِبَتَانِ ذَهَبَتَا 'دو طالبہ گئیں'

⇦ أَنْتَ ذَهَبْتَ سے أَنْتُمَا ذَهَبْتُمَا 'تم دو گئے'

⇦ أَنْتِ ذَهَبْتِ سے أَنْتُمَا ذَهَبْتُمَا 'تم دو گئیں'

⇦ أَنَا ذَهَبْتُ سے نَحْنُ ذَهَبْنَا 'ہم گئے'

یاد رہے کہ مخاطب کے صیغہ میں تثنیہ مذکر اور تثنیہ مؤنث کے لئے ضمیریں ایک جیسی ہیں۔ نیز یہ بھی یاد رکھیں کہ متکلم کے صیغہ میں تثنیہ کے لئے علیحدہ صیغہ نہیں ہے بلکہ جمع کا صیغہ 'نا' ہی استعمال ہوتا ہے جس کا اطلاق مذکر اور مؤنث دونوں اجناس پر ہوتا ہے۔

فعل مضارع مرفوع سے تثنیہ بنانے کے لئے واحد کے صیغہ کے آخر میں (ـَانِ) کا اضافہ کیا جاتا ہے، مثلاً:

⇦ الطَّالِبُ يَذْهَبُ سے الطَّالِبَانِ يَذْهَبَانِ 'دو طالبعلم جاتے ہیں/ جائینگے'

⇦ الطَّالِبَةُ تَذْهَبُ سے الطَّالِبَتَانِ تَذْهَبَانِ 'دو طالبہ جاتی ہیں/ جائینگی'

⇦ أَنْتَ تَذْهَبُ سے أَنْتُمَا تَذْهَبَانِ 'تم دو جاتے ہو/ جاؤ گے'

⇦ أَنْتِ تَذْهَبِيْنَ سے أَنْتُمَا تَذْهَبَانِ 'تم دو جاتی ہو/ جاؤ گی'

⇦ أَنَا أَذْهَبُ سے نَحْنُ نَذْهَبُ 'ہم جاتے ہیں/ جاتی ہیں'

یہاں نوٹ کریں کہ تثنیہ مخاطب کے مذکر اور مؤنث کے صیغے ایک جیسے ہیں۔ نیز متکلم کے تثنیہ اور جمع کے صیغے بھی ایک جیسے ہیں۔

مضارع منصوب اور مضارع مجزوم کی صورت میں تثنیہ کے صیغوں سے نون اعرابی حذف ہو جاتے ہیں اور دونوں ایک جیسے ہو جاتے ہیں۔ درج ذیل مثالوں کو اچھی طرح سمجھ لیں:

مضارع منصوب	مضارع مجزوم	مضارع مرفوع
يُرِيْدُ الطَّالِبَانِ أَنْ يَذْهَبَا دوطلباء جانا چاہتے ہیں	الطَّالِبَانِ لَمْ يَذْهَبَا دوطلباء نہیں گئے	الطَّالِبَانِ يَذْهَبَانِ دوطلباء جاتے ہیں
تُرِيْدُ الطَّالِبَتَانِ أَنْ تَذْهَبَا دوطالبات جانا چاہتی ہیں	الطَّالِبَتَانِ لَمْ تَذْهَبَا دوطالبات نہیں گئیں	الطَّالِبَتَانِ تَذْهَبَانِ دوطالبات جارہی ہیں
أَتُرِيْدَانِ أَنْ تَذْهَبَا يَاصَدِيْقَانِ؟ اے دودوستو! کیاتم جانا چاہتے ہو؟	أَلَمْ تَذْهَبَا يَا صَدِيْقَانِ؟ اے دودوستو! کیاتم نہیں گئے؟	أَتَذْهَبَانِ يَا صَدِيْقَانِ؟ اے دودوستو! کیاتم جارہے ہو؟
أَتُرِيْدَانِ أَنْ تَذْهَبَا يَاصَدِيْقَتَانِ اے دوسہیلیو! کیاتم جانا چاہتی ہو؟	أَلَمْ تَذْهَبَا يَاصَدِيْقَتَانِ؟ اے دوسہیلیو! کیاتم نہیں گئیں؟	أَتَذْهَبَانِ يَا صَدِيْقَتَانِ؟ اے دوسہیلیو! کیاتم جارہی ہو؟

اس سے پہلے ہم پڑھ چکے ہیں کہ فعل مضارع کے صیغے، يَذْهَبُوْنَ، تَذْهَبُوْنَ اور تَذْهَبِيْنَ کے نونِ اعرابی حالتِ جزم اور حالتِ نصب میں حذف ہو جاتے ہیں۔ اب اس گروپ میں يَذْهَبَانِ اور تَذْهَبَانِ بھی شامل ہو گئے۔ اس طرح یہ گروپ پانچ افعال پر مشتمل ہو گیا ہے جسے الأفعال الخمسة کہا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ مضارع مرفوع کی حالت پر افعال خمسہ میں نونِ اعرابی برقرار رہتا ہے جبکہ مضارع مجزوم اور منصوب کی حالت پر نونِ اعرابی حذف ہو جاتا ہے۔

فعل اَمر کی صورت میں تثنیہ مذکر اور تثنیہ مؤنث کے صیغے ایک جیسے ہوتے ہیں، مثلاً إِذْهَبَا يَا أَخَوَانِ 'اے دو بھائیو! تم جاؤ'، إِذْهَبَا يَا أُخْتَانِ 'اے دو بہنو! تم جاؤ'۔ یہاں یہ بات بھی یاد رکھیں کہ ایک قسم کے کام/ چیز کے لئے تثنیہ کے بجائے جمع اسماء کا استعمال ہوتا ہے، مثلاً مَا أَسْمَاءُ كُمَا؟ 'تمہارا نام کیا ہے؟'، یہاں تثنیہ اِسْمَانِ کے بجائے جمع أَسْمَاءُ استعمال ہوا ہے۔ چند مزید مثالیں:

- ⇦ إِغْسِلاَ أَيْدِيَكُمَا 'تم دونوں اپنے ہاتھوں کو دھولو' یہاں بھی یَدَانِ کے بجائے جمع اَيْدِيْ کا استعمال ہوا ہے۔
- ⇦ أُكْتُبَا دُرُوْسَكُمَا 'تم دونوں اپنے اسباق لکھو' یہاں بھی دَرْسَانِ کے بجائے جمع دُرُوْسٌ کا استعمال ہوا ہے۔
- ⇦ قَرَأَ الطَّالِبَانِ كُتُبُهُمَا 'دوطلباء نے اپنی کتابیں پڑھیں' یہاں بھی کتابان کے بجائے جمع کتب کا استعمال ہوا ہے۔
- ⇦ ﴿وَاِنْ تَتُوْبَا اِلَى اللهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا﴾ ''(اے نبی ﷺ کی دونوں بیویو!) اگرتم دونوں توبہ کرو اللہ کی جناب میں (تو بہت بہتر ہے) یقیناً تمہارے دِل کج ہو گئے ہیں'' [٦٦:٤]

ہم سبق نمبر ے میں پڑھ چکے ہیں کہ مضاف پر تنوین نہیں آتی۔ اب یہ بھی سمجھ لیں کہ تثنیہ کا نون بصورت مضاف حذف ہو جاتا ہے، مثلاً

- ⇦ بَابَانِ 'دو دروازے' سے بَابَا الْمَسْجِدِ 'مسجد کے دو دروازے'
- ⇦ نَافِذَتَانِ 'دو کھڑکیاں' سے نَافِذَتَا الْمَدْرَسَةِ 'سکول کی دو کھڑکیاں'
- ⇦ رَكْعَتَانِ 'دو رکعتیں' سے ((رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا)) ''فجر کی دو رکعتیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں'' [الحدیث]
- ⇦ نَعْلَيْنِ 'دو جوتے' سے ﴿يَا مُوْسٰى إِنِّىْ أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۞﴾ ''(اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا) اے موسیٰ! یقیناً میں ہی تیرا پروردگار ہوں تو اپنی جوتیاں اُتار دے کیونکہ تو پاک میدان طویٰ میں ہے'' [۲۰:۱۱-۱۲]

كِلاَ/ كِلْتَا: یہ الفاظ بھی دو کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ كِلاَ مذکر کے لئے جبکہ كِلْتَا مؤنث کے لئے آتا ہے۔ یہ الفاظ ہمیشہ بطور مضاف استعمال ہوتے ہیں اور

ان کا مضاف الیہ ہمیشہ تثنیہ ہوتا ہے، مثلاً

⇦ أَيْنَ طَالِبَانِ جَدِيْدَانِ؟ كِلاَ الطَّالِبَيْنِ فِي الْفَصْلِ. 'دو نئے طلباء کہاں ہیں؟ دونوں طلباء کلاس میں ہیں'

⇦ أَيْنَ الطَّالِبَتَانِ؟ كِلْتَا الطَّالِبَتَيْنِ فِي الْمَكْتَبَةِ. 'دو طالبہ کہاں ہیں؟ دونوں طالبہ لائبریری میں ہیں'

كِلاَ/ كِلْتَا عدد کے لحاظ سے واحد شمار ہوتا ہے اس لئے اس کی خبر بھی واحد آتی ہے، مثلاً كِلاَ الطَّالِبَيْنِ مُجْتَهِدٌ (مُجْتَهِدَانِ نہیں) 'دونوں طلباء محنتی ہیں'، كِلْتَا السَّيَّارَتَيْنِ جَدِيْدَةٌ (جَدِيْدَتَانِ نہیں) 'دونوں کاریں نئی ہیں'، كِلاَنَا مَشْغُوْلٌ (مَشْغُوْلاَنِ نہیں) 'ہم دونوں مصروف ہیں'۔

كِلاَ اور كِلْتَا مبنی ہیں جب ان کا مضاف الیہ اسم ظاہر ہو، یعنی حالت نصب اور حالت جر میں ان میں کوئی تبدیلی نہیں آتی، مثلاً:

⇦ سَأَلْتُ كِلاَ الرَّجُلَيْنِ 'میں نے دونوں مردوں سے پوچھا'

⇦ سَأَلْتُ عَنْ كِلْتَا الْمَرْأَتَيْنِ 'میں نے دونوں عورتوں سے متعلق پوچھا'

تاہم اگر ان کا مضاف الیہ ضمیر کی شکل میں ہو تو ان میں تثنیہ کی طرح تبدیلی آتی ہے، مثلاً لاَقَيْتُ كِلَيْهِمَا/ كِلْتَيْهِمَا 'میں دونوں سے ملا'، مَرَرْتُ عَلَى كِلَيْهِمَا/ عَلَى كِلْتَيْهِمَا 'میرا گزر دونوں پر ہوا'۔

تثنیہ کے باب میں درج ذیل چند مثالوں میں غور کریں:

⇦ هٰذَانِ قَلَمَانِ جَمِيْلاَنِ. 'یہ دو قلمیں خوبصورت ہیں۔'

⇦ إِشْتَرَيْتُ قَلَمَيْنِ جَمِيْلَيْنِ. 'میں نے دو خوبصورت قلمیں خریدیں۔'

⇦ حَفِظْتُ سُوْرَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ. 'میں نے دو لمبی سورتیں حفظ کیں۔'

⇦ ﴿وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَاتَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۝﴾ ''(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اور اے آدم علیہ السلام رہو تم اور تمہاری بیوی جنت میں اور کھاؤ تم دونوں وہاں جہاں سے چاہو اور پاس نہ جاؤ اس درخت کے کہ ہو جاؤ تم دونوں ظالموں میں سے'' [۷:۱۹]

⇦ ﴿وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ۝﴾ ''اور کہا ابلیس نے نہیں روکا تمہیں (تم دونوں کو) تمہارے رب نے اس درخت سے مگر اس لئے کہ کہیں ہو جاؤ تم دونوں فرشتے یا ہو جاؤ تم دونوں ہمیشہ رہنے والوں میں'' [۷:۲۰]

⇦ ﴿وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا۝﴾ ''اور جو دو افراد ایسا کام کریں تم میں سے ان دونوں کو ایذا دو۔ پھر اگر وہ دونوں توبہ کریں اور اصلاح کر لیں تو ان دونوں سے منہ پھیر لو'' [۴:۱۶]

⇦ ﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا۝﴾ ''اور ماں باپ سے بھلائی کرو اگر پہنچے تمہارے سامنے بڑھاپے کو ایک ان میں سے یا دونوں تو نہ کہو اُن کو اُف تک اور نہ جھڑکو ان دونوں کو اور کہو اُن دونوں سے بات ادب کی'' [۱۷:۲۳]

⇦ ﴿وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا۝﴾ ''اور کہہ (دعا کر) اے میرے پروردگار ان دونوں پر ویسا ہی رحم کر جیسا ان دونوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی'' [۱۷:۲۴]

⇦ ﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ۝﴾ ''اور سنا دیجئے انہیں حال آدم علیہ السلام کے دو

بیٹوں کا سچا، جبکہ دونوں نے قربانی کی تو قبول ہوئی ایک کی ان میں سے اور نہ قبول ہوئی دوسرے کی'' [۵:۲۷]

⇦ ﴿كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ﴾ ''دونوں (ماں بیٹے) کھانا کھایا کرتے تھے'' [۵:۷۵]

⇦ ﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلاً رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعاً۝ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْئاً وَفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَراً۝﴾ ''اور بیان کیجئے اُن کے لئے ایک مثال دو آدمیوں کی کہ بنائے ہم نے ایک کے ان میں دو باغ انگوروں کے اور باڑ لگائی ان دونوں کی کھجور کے درختوں سے اور پیدا کی ہم نے اُن دونوں میں کھیتی۔ دونوں باغ لائے اپنا پھل اور نہ کمی کی اس میں کچھ اور جاری کر دی ہم نے اُن دونوں کے بیچوں بیچ نہر'' [۱۸:۳۲-۳۳]

⇦ ((الرَّاشِيْ وَالْمُرْتَشِيْ كِلَاهُمَا فِي النَّارِ)) ''رشوت لینے والا اور رشوت دینے والا دونوں جہنمی ہیں'' [الحدیث]

❁❁❁❁

سبق نمبر ۲۹

المنصوبات

الْمَنْصُوْبَات سے مراد ایسے اسماء ہیں جو حالتِ نصب میں استعمال ہوتے ہیں، اور بطور منصوبات کچھ مخصوص معانی و مطالب ادا کرتے ہیں۔ اِن کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے:

❶ الحال:

یہ گرائمر کی ایک اصطلاح ہے جس میں ایک منصوب اسم کسی دوسرے اسم کی حالت کو بیان کرتا ہے۔ یہ دوسرا اسم صاحب الحال کہلاتا ہے۔ مثلاً:

- دَخَلَ الطَّالِبُ الْفَصْلَ ضَاحِكاً 'داخل ہوا طالبعلم کلاس میں اس حال میں کہ وہ ہنس رہا تھا'، یعنی طالبعلم کلاس میں ہنستے ہوئے داخل ہوا۔ اس جملہ میں الطَّالِبُ صاحب الحال ہے جبکہ ضَاحِكاً حال ہے جو حالتِ نصب میں ہے، اور جو صاحب الحال، الطَّالِبُ، کی حالت بیان کرتا ہے، یعنی جب وہ کلاس میں داخل ہوا تو ہنس رہا تھا۔
- بَاتَ الطِّفْلُ بَاكِياً 'بچے نے رات گزاری روتے ہوئے'، اس جملہ میں بَاكِياً حال ہے جو حالتِ نصب میں ہے جبکہ الطِّفْلُ صاحب الحال ہے۔
- دَخَلَتِ الْبِنْتُ الْفَصْلَ سَاكِتَةً 'لڑکی کلاس میں داخل ہوئی خاموشی سے'، اس جملہ میں سَاكِتَةً حال منصوب ہے جو صاحب الحال، الْبِنْتُ، کی حالت بیان کرتا ہے جب وہ کلاس میں داخل ہوئی۔

⇦ إِقْرَأْ جَالِسًا اَوْ وَاقِفًا 'تو پڑھ بیٹھے بیٹھے یا کھڑے'

⇦ أُحِبُّ اللَّحْمَ مَشْوِيًّا وَالسَّمَكَ مَقْلِيًّا وَالْبَيْضَ مَسْلُوْقًا 'مجھے بُھنا گوشت،فرائی مچھلی اور ابلا انڈا پسند ہے'

الحال عام طور پر کسی سوال، کیسے/کس طرح، کا جواب ہوتا ہے اور یہ ایک لفظ یعنی 'الحال المفرد' بھی ہوسکتا ہے اور جملہ، 'الحال الجملہ' بھی ہوسکتا ہے۔ یاد رہے الحال عدد اور جنس کے اعتبار سے صاحب الحال سے مطابقت رکھتا ہے۔مثلاً:

⇦ جَاءَ الْوَلَدُ بَاسِمًا 'لڑکا مسکراتے ہوآیا'

⇦ جَاءَ الْوَلَدَانِ بَاسِمَيْنِ 'دولڑکے مسکراتے ہوئے آئے'

⇦ جَاءَ الْأَوْلَادُ بَاسِمِيْنَ 'لڑکے مسکراتے ہوئے آئے'

⇦ جَاءَتِ الْبِنْتُ بَاسِمَةً 'لڑکی مسکراتی ہوئی آئی'

⇦ جَاءَتِ الْبِنْتَانِ بَاسِمَتَيْنِ 'دولڑکیاں مسکراتی ہوئی آئیں'

⇦ جَاءَتِ الْبَنَاتُ بَاسِمَاتٍ 'لڑکیاں مسکراتی ہوئی آئیں'

صاحب الحال عام طور پر معرفہ ہوتا ہے جو فاعل، نائب الفاعل، المفعول بہ، المبتدا یا الخبر بھی ہوسکتا ہے۔

قرآنِ کریم سے الحال کی چند مثالیں:

⇦ ﴿فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ﴾ ''پس وہ (موسیٰ علیہ السلام) نکلے وہاں سے خوف کی حالت میں دیکھتے بھالتے'' [۲۸:۲۱]

⇦ ﴿لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ﴾ ''یقیناً تم ضرور داخل ہوگے مسجد حرام میں اگر

اللہ نے چاہا امن کے ساتھ منڈاتے ہوئے اپنے سر اور بال کتراتے ہوئے بے خوف وخطر'' [۴۸:۲۷]

⇦ ﴿الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ﴾ ''وہ عقلمند لوگ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر'' [۳:۱۹۱]

❷ التمییز:

ایسا منصوب اسم جو اس سے پہلے لفظ یا جملہ میں موجود ممکنہ ابہام کو دُور کرے یا ان میں تخصیص/فرق کو بیان کرے التمییز کہلاتا ہے۔ مثلاً:

⇦ شَرِبْتُ لِتْراً عَصِيْراً 'میں نے ایک لیٹر جوس پیا'، اس جملہ میں عَصِيْراً جو منصوب اسم ہے التمییز واقع ہوا ہے جو الفاعل کے عمل میں کسی طرح کے ممکنہ ابہام کو دور کرتا ہے، یعنی میں نے ایک لیٹر جوس پیا ہے نہ کہ پانی، دودھ، چائے، وغیرہ۔ بعض اوقات التمییز کا ترجمہ 'اعتبار سے/ لحاظ سے' بھی کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً أَنَا أَكْبَرُ مِنْكَ عُمْراً وَلٰكِنَّكَ أَفْضَلُ مِنِّيْ عِلْمًا 'میں عمر کے لحاظ سے تم سے بڑا ہوں لیکن علم کے اعتبار سے تم مجھ سے افضل ہو۔

⇦ حَسُنَ هٰذَا الْوَلَدُ خُلْقًا 'اخلاق کے لحاظ سے یہ لڑکا اچھا ہے'

⇦ هٰذِهِ الْجَامِعَةُ جَيِّدَةٌ دِرَاسَةً 'یہ یونیورسٹی پڑھائی کے اعتبار سے بہت اچھی ہے'

قرآنِ کریم سے التمییز کی چند مثالیں:

⇦ ﴿وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا﴾ ''اور تو ہرگز نہ پہنچ سکے گا پہاڑوں تک لمبائی میں'' [۱۷:۳۷]

⇦ ﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلاً مِمَّنْ دَعَا اِلَى اللهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ اِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۝﴾ ''اور (کلام کے لحاظ سے) اس سے اچھی بات والا کون ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں یقیناً مسلمانوں میں سے ہوں'' [۴۱:۳۳]

❸ المفعول المطلق:

مفعول مطلق اس 'مصدر' کو کہتے ہیں جو اپنے ہی فعل کی تاکید یا شدت کے لئے آتا ہے، مثلاً:

⇦ ضَرَبَهُ بِلاَلٌ ضَرْبًا 'بلال نے اس کی زوردار پٹائی کی'۔ اس جملہ میں ضَرْبًا مفعول مطلق منصوب ہے جو اپنے ہی فعل ضَرَبَ کا مصدر ہے اور مارنے میں شدت کے لئے استعمال ہوا ہے۔

⇦ يُحِبُّ اللَّوْنَ الْأَحْمَرَ حُبًّا جَمًّا 'وہ لال رنگ کو بہت زیادہ پسند کرتا ہے'، یہاں حُبًّا جَمًّا کی وجہ سے پسند میں شدت دوچند ہوگئی۔

⇦ فَرِحَ حَامِدٌ فَرْحًا 'حامد بہت خوش ہوا'

⇦ أَغْلِقِ الْبَابَ إِغْلاَقًا 'دروازہ پوری طرح بند کرو'

⇦ إِصْبِرْ صَبْراً 'تو صبر کر اچھا صبر'، یعنی صبر پر استقامت رکھ

⇦ أَشْكُرُكَ شُكْراً 'میں آپ کا بہت زیادہ شکریہ ادا کرتا ہوں'

⇦ أَعْفُوْ عَنْكَ عفْواً 'میں آپ سے درگزر چاہتا ہوں/ معافی چاہتا ہوں'

مفعول مطلق فعل کے متبادل کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے، یعنی فعل کو حذف کر کے اس کی جگہ صرف مفعول کا استعمال کر دیا جاتا ہے، مثلاً درج بالا آخری تین مثالوں میں فعل کو لائے بغیر، صَبْراً، شُكْراً، عَفْواً کہنا بھی وہی معنی دے گا جو افعال کے ساتھ دیتا ہے۔

قرآنِ کریم سے مفعول مطلق کی چند مثالیں:

⇦ ﴿وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا﴾ ''اور کلام کیا اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے براہ راست/ صاف طور پر'' [۴:۱۶۴]

⇦ ﴿أَنَّا صَبَبْنَا الْمَاءَ صَبًّا ۝ ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا﴾ ''کہ ہم نے برسایا پانی اوپر سے/ اچھی طرح، پھر ہم نے پھاڑا زمین کو چیر کر'' [۸۰:۲۴-۲۵]

⇦ ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوا قَوْلاً سَدِيْداً﴾ ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی سدھی سچی بات کیا کرو'' [۳۳:۷۰]

❹ المفعول له/ المفعول لأجله:

ایسا مفعول/ مصدر جو فعل کا سبب اور غرض و غایت بیان کرے **مفعول له** یا **مفعول لأجله** کہلاتا ہے، مثلاً:

⇦ ضَرَبَ الْمُدَرِّسُ الطَّالِبَ تَأْدِيْبًا 'ٹیچر نے طالبعلم کو مارا ادب سکھانے کے لئے'، اس جملہ میں المصدر تَأْدِيْبًا طالبعلم کو پٹائی کی غرض و غایت بتاتا ہے۔ عام طور پر یہ مصدر ذہنی کیفیت، مثلاً خوف، پیار، عزت، خواہش، وغیرہ کی عکاسی کرتا ہے اور حالتِ نصب میں ہوتا ہے۔ **مفعول له** کا مصدر عام طور پر تنوین کے ساتھ آتا ہے تاہم بطور مضاف فتح کے ساتھ بھی آتا ہے، مثلاً قرآنِ کریم سے ایک مثال:

⇦ ﴿وَلاَ تَقْتُلُوْا اَوْلاَدَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلاَقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ﴾ ''اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے، ہم ہی رزق دیتے ہیں اُن کو بھی اور تم کو بھی'' [۱۷:۳۱]

5 الاستثناء:

''إِلَّا'' الفاظِ استثناء میں سے ایک حرف ہے اور اس کے بعد آنے والا اسم عموماً حالتِ نصب میں ہوتا ہے، مثلاً وَصَلَ الطُّلَّابُ كُلُّهُمْ إِلَّا حَامِداً 'تمام طلبا پہنچ گئے ہیں سوائے حامد کے'

الاستثناء کے تین اجزاء ہیں:

① المستثنی: وہ جزء یا چیز جسے الگ کیا جائے۔ درج بالا مثال میں حَامِداً مستثنی ہے۔

② المستثنی منه: یہ وہ جزء یا چیز ہے جس میں سے استثنا کیا گیا ہو۔ درج بالا مثال میں الطُّلَّابُ مستثنی منہ ہے۔

③ أداة الاستثناء: وہ جزء ہے جو حرف استثنا کہلاتا ہے۔ درج بالا مثال میں ''إِلَّا'' حرفِ استثناء ہے۔ (إِلَّا کے علاوہ بھی کچھ اور الفاظ ہیں جو بطور أداة الإستثناء استعمال ہوتے ہیں، مثلاً غَيْرَ، سِوَی جو اسماء کے زمرے میں آتے ہیں اور مَاخَلاَ، مَاعَدَا جو افعال کے زمرے میں آتے ہیں۔ استثناء کے اِن الفاظ کے اعراب عام قاعدہ پر ہیں۔) حرفِ استثناء ''إِلَّا'' کی چند مثالیں جن میں مستثنی منصوب ہے۔

⇦ مَا رَأَيْتُ إِلَّا بِلَالاً 'میں نے کسی کو نہیں دیکھا سوائے بلال کے'

⇦ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ إِلَّا الْمَوْتَ 'ہر مرض کی دوا ہے سوائے موت کے'

⇦ يَغْفِرُ اللهُ الذُّنُوْبَ كُلَّهَا إِلَّا الشِّرْكَ 'اللہ تعالیٰ تمام گناہ معاف کر دیتا ہے سوائے شرک کے'

اگر جملہ میں مستثنی منہ کا ذکر نہ ہو تو ایسی صورت میں مستثنی کا اعراب

عام قاعدہ پر ہوتا ہے، مثلاً مَا وَصَلَ إِلَّا حَامِدٌ 'حامد کے سوا کوئی نہیں پہنچا'، اس جملہ میں مستثنیٰ حَامِدٌ ہے جو فاعل کے طور پر آیا ہے اس لئے حالتِ رفع میں ہے۔ ایک اور مثال، مَا رَأَيْتُ إِلَّا حَامِداً 'میں نے کسی کو نہیں دیکھا سوائے حامد کے'، اس جملہ میں مستثنیٰ حَامِداً بطور مفعول به آیا ہے اس لئے حالتِ نصب میں ہے۔

درج بالا دو مثالوں میں سے اگر 'إِلَّا' نکال دیا جائے تو یہ قاعدہ بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ پہلی مثال میں غور کریں: مَا وَصَلَ حَامِدٌ اور دوسری مثال، مَا رَأَيْتُ حَامِداً. اس طرح کی صورت اِن جملوں میں پیش آتی ہے جن کا تعلق نافیه، ناهیه یا استفهامیه جملوں سے ہو۔

قرآنِ کریم سے حرفِ استثناء ''إِلَّا'' کی چند مثالیں:

- ﴿وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللهَ إِلَّا قَلِيْلاً۞﴾ ''اور نہیں یاد کرتے وہ منافق اللہ کو مگر تھوڑا'' [۱۴۲:۴]
- ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ۞﴾ ''ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس اللہ کی ذات کے'' [۸۸:۲۹]
- ﴿هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ۞﴾ ''کیا احسان (اطاعتِ الٰہی) کا بدلہ احسان کے سوا کچھ اور بھی ہے؟'' [القرآن]

6 مفعول فيه:

اسے الظَّرْفُ بھی کہا جاتا ہے۔ الظرف کی دو اقسام ہیں:

① ظَرْفُ الزَّمَانِ: ایسا اسم جو کسی کام کے زمانہ/ وقت کو ظاہر کرے ظرف الزمان کہلاتا ہے، مثلاً اِنْتَظَرْتُكَ سَاعَةً 'میں نے تمہارا ایک گھنٹہ انتظار کیا'، رَجَعْتُ لَيْلاً 'میں رات کو واپس لوٹا'، أَصُوْمُ غَداً إِنْ شَاءَ اللهُ 'میں انشاءاللہ کل روزہ رکھوں گا'

② ظَرْفُ الْمَكَانِ: ایسا اسم جو کسی کام کے مکان/ جگہ کو ظاہر کرے ظرف المکان کہلاتا ہے۔ اور یہ بھی حالتِ نصب میں ہوتا ہے، مثلاً جَلَسْتُ تَحْتَ شَجَرَةٍ 'میں درخت کے نیچے بیٹھا'، الْمُدَرِّسُ عِنْدَ الْمُدِيْرِ 'ٹیچر پرنسپل کے پاس ہے'، مَشَيْتُ مِيْلاً 'میں ایک میل چلا'، أَيْنَ مَكَثْتَ فِي الْعُطْلَةِ 'چھٹیوں میں تو کہاں ٹھہرا'۔

جیسے اوپر بیان ہوا ہے کہ ظرف عام طور پر منصوب ہوتا ہے تاہم کچھ ظروف مبنی ہیں اور وہ فی محل نصب سمجھے جاتے ہیں۔ اِن میں چند ایک درج ذیل ہیں:

⇦ أَيْنَ 'کہاں': یہ ظرف مکان ہے اور اس کے آخر میں فتح ہے تاہم اسے محل نصب میں سمجھا جاتا ہے، مثلاً أَيْنَ تَعَلَّمْتَ اللُّغَةَ الْعَرَبِيَّةَ؟ 'تو نے عربی زبان کہاں سے سیکھی؟'

⇦ أَمْسِ 'کل/ گزشتہ': یہ ظرف زمان ہے جو کسرہ پر مبنی ہے اور محل نصب میں سمجھا جاتا ہے، مثلاً ذَهَبْتُ إِلَى السُّوْقِ أَمْسِ 'میں کل بازار گیا'

⇦ حَيْثُ 'کہاں'، قَطُّ 'کبھی نہیں': یہ دونوں ظروف ضمہ پر مبنی ہیں جو محل نصب میں سمجھے جاتے ہیں، مثلاً اِجْلِسُوْا حَيْثُ شِئْتُمْ 'جہاں چاہو بیٹھ جاؤ'، لَمْ أُدَخِّنْ قَطُّ 'میں نے کبھی سگریٹ نہیں پیا'

⇦ هُنَا 'یہاں'، مَتٰى 'کب': یہ دونوں ظروف حالت سکون میں ہیں اور محل نصب میں سمجھے جاتے ہیں۔ یہ دونوں الفاظ الف ساکن پر ختم ہوتے ہیں کیونکہ مَتٰی اصل میں مَتاْ ہے اور هُنَا اصل میں هُنَاْ ہے، مثلاً اِجْلِسْ هُنَا حَتّٰى أَرْجِعَ 'یہاں بیٹھ جب تک میں واپس آؤں'، مَتَى رَجَعْتَ مِنَ الْجَامِعَةِ 'تو یونیورسٹی سے کب لوٹا'

اسماءِ ظروف کے علاوہ بھی کچھ الفاظ ظروف کی مانند ہیں اور ان پر نصب بھی آسکتی ہے اگر چہ وہ اصل میں وقت یا جگہ کو ظاہر نہیں کرتے، مثلاً کُلَّ، بَعْضَ، رُبْعَ، نِصْفَ. یہ ایسی صورت میں ہوتا ہے جب اِن میں سے کوئی لفظ مضاف کے طور پر آئے اور اس کا مضاف الیہ ظرف ہو جو وقت یا مکان کو ظاہر کرے، مثلاً:

⇦ أَذْهَبُ إِلَى الْجَامِعَةِ كُلَّ يَوْمٍ 'میں ہر روز یونیورسٹی جاتا ہوں'

⇦ سَافَرْتُ بَعْضَ يَوْمٍ 'میں نے دِن کے کچھ حصہ میں سفر کیا'

⇦ قَرَأْتُ الْقُرْآنَ رُبْعَ سَاعَةٍ 'میں نے چوتھائی گھنٹہ قرآن کی تلاوت کی'

⇦ مَشَيْتُ نِصْفَ مِيْلٍ 'میں نصف میل چلا'

قرآنِ کریم سے مفعول فیہ کی چند مثالیں:

⇦ ﴿قَالَ لَبِثْتُ يَوْماً اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ﴾ ''اُس نے کہا میں ایک دن یا دن کا کچھ حصہ اس حالت میں رہا'' [۲:۲۵۹]

⇦ ﴿وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَأَكَلَهُ الذِّئْبُ﴾ ''اور چھوڑا ہم نے یوسف علیہ السلام کو اپنے سامان کے پاس، پس کھا گیا اس کو بھیڑیا'' [۱۲:۱۷]

⇦ ﴿وَأَلْفِيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ﴾ ''اور پایا دونوں نے اس عورت کے خاوند کو دروازے کے پاس'' [۱۲:۲۵]

⇦ ﴿وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ﴾ ''اور ہر علم والے سے بڑھ کر ایک علم والا ہے'' [۱۲:۷٦]

⇦ ﴿وَجَاءُوْا اَبَاهُمْ عِشَآءً يَبْكُوْنَ﴾ ''اور وہ آئے اپنے باپ کے پاس عشاء کے وقت روتے ہوئے'' [۱۲:۱٦]

❼ لا النافية للجنس:

لا نفی جنس اپنے بعد میں آنے والے اسم کی کلی طور پر نفی کرتا ہے، مثلاً لاَ قَلَمَ عِنْدِيْ 'میرے پاس کسی قسم کا قلم نہیں'، اس مثال میں لاَ قلم جنس کی ہر چیز کی نفی کرتا ہے، یعنی میرے پاس لکھنے کی کوئی چیز نہیں ہے۔ لَیْسَ کی طرح اس کی ترکیب نحوی میں قَلَمَ، 'اسم لا' کہلاتا ہے اور عِنْدِيْ 'خبر لا' کہلاتا ہے۔ لا نفی جنس کا اسم اور اس کی خبر دونوں نکرہ ہوتے ہیں اور اس کا اسم حالت نصب میں ہوتا ہے۔ درج ذیل چند مزید مثالوں میں غور کریں:

⇦ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ 'کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے'، اس مثال میں 'لا' کلی طور پر ہر قسم/جنس کے الٰہ/معبود کی نفی کرتا ہے، سوائے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، چاہے وہ انسان/جنات کی جنس سے ہو، فرشتوں کی جنس سے یا کوئی مٹی، پتھر، دھات کی قسم سے ہو یا کوئی اور مافوق الفطرت چیز ہو وہ عبادت کے لائق نہیں ہوسکتا۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی عبادت کے لائق ہے۔

⇦ ﴿ذَالِکَ الْكِتَابُ لاَ رَيْبَ فِيْهِ۝﴾ ''یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک وشبہ نہیں'' [۲:۲] یعنی یہ وہ عظمت والی کتاب ہے جس کے مُنَزَّلْ مِنَ اللهِ ہونے میں صحیح العقل انسان کے لئے کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ اس آیت میں ریب کی کلی طور پر نفی کی گئی ہے کہ یہ قرآنِ کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے بالکل حق اور سچ ہے۔

⇦ ﴿لاَ إِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ۝﴾ ''دین میں کسی قسم کی زبردستی نہیں یقیناً ظاہر ہو چکی ہے ہدایت گمراہی سے'' [۲:۲۵۶]

⇦ **لاَ صَلاَةَ بَعْدَ الْغَدَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسَ وَلاَصَلاَةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسَ** 'صلاۃِ فجر کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور صلاۃِ عصر کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے'۔

❁❁❁❁

سبق نمبر ۳۰

العـدد

عربی اعداد پر کچھ مخصوص قواعد کا اطلاق ہوتا ہے۔عام طور پر معرب اسماء کی طرح ان کے اعراب بھی تبدیل ہوتے ہیں۔نیز جنس کے اعتبار سے بھی مذکر اور مؤنث اسماء کے لئے اعداد کے الفاظ میں فرق ہے۔ایک (۱) سے دس (۱۰) تک کے اعداد درج ذیل ہیں:

مذکر ♂	رقم	مؤنث ♀
وَاحِدٌ/أَحَدٌ	۱	وَاحِدَةٌ/إِحْدَى
إِثْنَانِ	۲	اِثْنَتَانِ
ثَلاَثٌ	۳	ثَلاَثَةٌ
أَرْبَعٌ	٤	أَرْبَعَةٌ
خَمْسٌ	٥	خَمْسَةٌ
سِتٌّ	٦	سِتَّةٌ
سَبْعٌ	۷	سَبْعَةٌ
ثَمَانٌ	۸	ثَمَانِيَةٌ
تِسْعٌ	۹	تِسْعَةٌ
عَشْرٌ	۱۰	عَشْرَةٌ

ایک (وَاحِدٌ/وَاحِدَةٌ) اور دو (اِثْنَانِ/اِثْنَتَانِ) کے قواعد:

ایک (۱) اور دو (۲) کی صورت میں عدد اور معدود میں مطابقت پائی جاتی ہے،

یعنی عدد کی جنس/ اعراب معدود کے مطابق ہوتے ہیں ایسے ہی جیسے صفت موصوف کے مطابق۔ مثلاً واحد مذکر اسم کے لئے قَلَمٌ وَاحِدٌ 'ایک قلم' اور واحد مؤنث کے لئے سَاعَةٌ وَاحِدَةٌ 'ایک گھڑی'۔ اسی طرح قَلَمَانِ اِثْنَانِ 'دو قلمیں' اور سَاعَتَانِ اِثْنَتَانِ 'دو گھڑیاں'۔ یاد رہے قَلَمٌ/سَاعَةٌ کا معنی بھی ایک قلم/ ایک گھڑی ہے، اور قَلَمَانِ/ سَاعَتَانِ کا معنی بھی دو قلمیں/ دو گھڑیاں ہے اگرچہ ان کے ساتھ عدد وَاحِدٌ/ وَاحِدَةٌ اور اِثْنَانِ/اِثْنَتَانِ نہ بھی لکھا جائے۔ تاہم تاکید کی غرض سے ان کے اعداد کا اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

۳ سے ۱۰ تک اعداد کے قواعد:

یہ اعداد جنس کے لحاظ سے معدود کی ضد ہوتے ہیں، یعنی اگر معدود مذکر ہو تو ان کا عدد مؤنث آتا ہے اور اگر معدود مؤنث ہو تو ان کا عدد مذکر آتا ہے۔ اور یہ کہ ۳ سے ۱۰ تک کا معدود جمع مجرور ہوتا ہے۔ ۳ سے ۱۰ تک اعداد کی مثالیں درج ذیل ہیں:

مذکر ♂	رقم	مؤنث ♀
ثَلاَثَةُ رِجَالٍ '۳ مرد'	۳	ثَلاَثُ نِسَاءٍ '۳ عورتیں'
أَرْبَعَةُ رِجَالٍ '۴ مرد'	٤	أَرْبَعُ نِسَاءٍ '۴ عورتیں'
خَمْسَةُ رِجَالٍ '۵ مرد'	٥	خَمْسُ نِسَاءٍ '۵ عورتیں'
سِتَّةُ رِجَالٍ '۶ مرد'	٦	سِتُّ نِسَاءٍ '۶ عورتیں'
سَبْعَةُ رِجَالٍ '۷ مرد'	٧	سَبْعُ نِسَاءٍ '۷ عورتیں'
ثَمَانِيَةُ رِجَالٍ '۸ مرد'	٨	ثَمَانِيْ نِسَاءٍ '۸ عورتیں'
تِسْعَةُ رِجَالٍ '۹ مرد'	٩	تِسْعُ نِسَاءٍ '۹ عورتیں'
عَشَرَةُ رِجَالٍ '۱۰ مرد'	١٠	عَشْرُ نِسَاءٍ '۱۰ عورتیں'

۱۱اور۱۲کے لئے قواعد:

اِن میں عدد کے دونوں حصے معدود سے مطابقت رکھتے ہیں۔اور اِن کا معدود واحد منصوب ہوتا ہے۔مثلاً:

مؤنث ♀	رقم	مذکر ♂
اِحْدٰی عَشْرَۃَ طَالِبَۃً ۱۱ طالبات	۱۱	أَحَدَ عَشَرَ طَالِبًا ۱۱ طلباء
اِثْنَتَا عَشْرَۃَ طَالِبَۃً ۱۲ طالبات	۱۲	اِثْنَا عَشَرَ طَالِبًا ۱۲ طلباء

یاد رہے ۱۱ سے ۹۹ تک کے اعداد کا معدود ہمیشہ واحد منصوب ہوتا ہے۔

۱۳ سے ۱۹ تک کے قواعد:

اِن میں جنس کے اعتبار سے عدد کا دوسرا حصہ معدود کے مطابق ہوتا ہے جبکہ اس کا پہلا حصہ معدود کی جنس کے متضاد ہوتا ہے۔اس کے علاوہ ۱۳ سے ۱۹ تک کے معدود واحد منصوب ہوتا ہے۔

۱۳ سے ۱۹ تک کے اعداد کی درج ذیل مثالوں میں غور کریں:

مؤنث ♀	رقم	مذکر ♂
ثَلَاثَ عَشْرَۃَ طَالِبَۃً	۱۳	ثَلَاثَۃَ عَشَرَ طَالِبًا
أَرْبَعَ عَشْرَۃَ طَالِبَۃً	۱٤	أَرْبَعَۃَ عَشَرَ طَالِبًا
خَمْسَ عَشْرَۃَ طَالِبَۃً	۱٥	خَمْسَۃَ عَشَرَ طَالِبًا
سِتَّ عَشْرَۃَ طَالِبَۃً	۱٦	سِتَّۃَ عَشَرَ طَالِبًا
سَبْعَ عَشْرَۃَ طَالِبَۃً	۱٧	سَبْعَۃَ عَشَرَ طَالِبًا
ثَمَانِیَ عَشْرَۃَ طَالِبَۃً	۱٨	ثَمَانِیَۃَ عَشَرَ طَالِبًا
تِسْعَ عَشْرَۃَ طَالِبَۃً	۱٩	تِسْعَۃَ عَشَرَ طَالِبًا

الْعُقُوْد کے قواعد:

۲۰ سے ۹۰ (عِشْرُوْنَ... تِسْعُوْنَ) کی دہائیوں کو العقود کہا جاتا ہے۔ اِن کے قواعد جمع مذکر سالم اسماء کے قواعد کے مطابق ہیں۔ مثلاً:

- ⇦ عَلَی الْمَکْتَبِ عِشْرُوْنَ کِتَابًا 'میز پر ۲۰ کتابیں ہیں'، اس مثال میں عدد مرفوع ہے۔
- ⇦ قَرَأْتُ عِشْرِیْنَ کِتَابًا 'میں نے ۲۰ کتابیں پڑھیں'، اس مثال میں عدد منصوب ہے۔
- ⇦ اِشْتَرَیْتُ الْکِتَابَ بِعِشْرِیْنَ دُوْلَارًا 'میں نے ۲۰ ڈالر میں کتاب خریدی'، اس مثال میں عدد مجرور ہے۔

۲۱ اور ۲۲ کے اعداد کے قواعد:

مذکر معدود کے لئے ۲۱ کے عدد کا پہلا حصہ وَاحِدٌ ہے جبکہ مؤنث کے لئے اِحْدَی ہے۔ مثلاً:

- ⇦ وَاحِدٌ وَعِشْرُوْنَ طَالِبًا '۲۱ طلباء'
- ⇦ اِحْدَی وَعِشْرُوْنَ طَالِبَةً '۲۱ طالبات'

اور مذکر معدود کے لئے ۲۲ کے عدد کا پہلا حصہ اِثْنَانِ ہے اور مؤنث معدود کے لئے اِثْنَتَانِ ہے۔ مثلاً:

- ⇦ اِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ طَالِبًا '۲۲ طلباء'
- ⇦ اِثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ طَالِبَةً '۲۲ طالبات'

۲۳ سے ۲۹ تک اعداد:

اِن میں مذکر معدود کے لئے عدد کا پہلا حصہ مؤنث ہوتا ہے جبکہ مؤنث معدود

کے لئے عدد کا پہلا حصہ مذکر ہوتا ہے۔ ۲۳ سے ۲۹ تک اعداد کی مثالیں درج ہیں:

مذکر ♂	رقم	مؤنث ♀
ثَلاثَةٌ وَعِشْرُوْنَ طَالِبًا	۲۳	ثَلاثٌ وَعِشْرُوْنَ طَالِبَةً
أَرْبَعَةٌ وَعِشْرُوْنَ طَالِبًا	۲٤	أَرْبَعٌ وَعِشْرُوْنَ طَالِبَةً
خَمْسَةٌ وَعِشْرُوْنَ طَالِبًا	۲٥	خَمْسٌ وَعِشْرُوْنَ طَالِبَةً
سِتَّةٌ وَعِشْرُوْنَ طَالِبًا	۲٦	سِتٌّ وَعِشْرُوْنَ طَالِبَةً
سَبْعَةٌ وَعِشْرُوْنَ طَالِبًا	۲۷	سَبْعٌ وَعِشْرُوْنَ طَالِبَةً
ثَمَانِيَةٌ وَعِشْرُوْنَ طَالِبًا	۲۸	ثَمَانٌ وَعِشْرُوْنَ طَالِبَةً
تِسْعَةٌ وَعِشْرُوْنَ طَالِبًا	۲۹	تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ طَالِبَةً

اَلْعُقُوْد ۲۰ سے ۱۰۰۰ تک:

اِن میں مذکر معدود اور مؤنث معدود دونوں کے لئے اعداد ایک جیسے ہیں۔
مثالیں درج ہیں:

مذکر ♂	رقم	مؤنث ♀
عِشْرُوْنَ طَالِبًا	۲۰	عِشْرُوْنَ طَالِبَةً
ثَلاثُوْنَ طَالِبًا	۳۰	ثَلاثُوْنَ طَالِبَةً
أَرْبَعُوْنَ طَالِبًا	٤۰	أَرْبَعُوْنَ طَالِبَةً
خَمْسُوْنَ طَالِبًا	٥۰	خَمْسُوْنَ طَالِبَةً
سِتُّوْنَ طَالِبًا	٦۰	سِتُّوْنَ طَالِبَةً
سَبْعُوْنَ طَالِبًا	۷۰	سَبْعُوْنَ طَالِبَةً
ثَمَانُوْنَ طَالِبًا	۸۰	ثَمَانُوْنَ طَالِبَةً
تِسْعُوْنَ طَالِبًا	۹۰	تِسْعُوْنَ طَالِبَةً
مِئَةُ طَالِبٍ	۱۰۰	مِئَةُ طَالِبَةٍ
أَلْفُ طَالِبٍ	۱۰۰۰	أَلْفُ طَالِبَةٍ

۱۰۰ سے اوپر کے اعداد درج ہیں:

۱۰۰ – مِائَةٌ (اس میں الف پڑھا نہیں جاتا) / مِئَةٌ دونوں طرح لکھا جاتا ہے

۲۰۰ – مِئَتَان	۱۰۰۰ – أَلْفٌ
۳۰۰ – ثَلاثُ مِئَةٍ	۲۰۰۰ – أَلْفَان
۴۰۰ – أَرْبَعُ مِئَةٍ	۳۰۰۰ – ثَلاثَةُ آلافٍ
۵۰۰ – خَمْسُ مِئَةٍ	۴۰۰۰ – أَرْبَعَةُ آلافٍ
۶۰۰ – سِتُّ مِئَةٍ	۵۰۰۰ – خَمْسَةُ آلافٍ
۷۰۰ – سَبْعُ مِئَةٍ	۱۰۰,۰۰۰ – مِئَةُ أَلْفٍ
۸۰۰ – ثَمَانِيُ مِئَةٍ	۵۰۰,۰۰۰ – خَمْسُمِائَةِ آلافٍ
۹۰۰ – تِسْعُ مِئَةٍ	۱۰,۰۰,۰۰۰ – مِلْيُوْن

اعداد پڑھنے کا طریقہ:

اعداد پڑھنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ اکائی سے شروع کیا جائے پھر دھائی پر جائیں، پھر سیکڑا پر، پھر ہزار پر جائیں۔ مثلاً:

مذکر (♂) معدود کے لئے:

۷۶۵۴ ڈالر: أَرْبَعَةٌ وَخَمْسُوْنَ وَسِتُّمِائَةٍ وَسَبْعَةُ آلافِ دُوْلارٍ

مؤنث (♀) معدود کے لئے:

۷۶۵۴ روپیہ: أَرْبَعٌ وَخَمْسُوْنَ وَسِتُّمِائَةٍ وَسَبْعَةُ آلافِ رُوْبِيَةٍ

اَلْعَدَدُ التَّرْتِيْبِيْ:

۱ سے ۳۰ تک کے ترتیبی اعداد درج ہیں:

ترتیبی عدد	مذکر♂	مؤنث♀
پہلا/پہلی	اَلْأَوَّلُ	اَلْأُوْلَى
دوسرا/دوسری	اَلثَّانِيْ	الثَّانِيَةُ
تیسرا/تیسری	الثَّالِثُ	الثَّالِثَةُ
چھوتھا/چھوتی	الرَّابِعُ	الرَّابِعَةُ
پانچواں/پانچویں	الْخَامِسُ	الْخَامِسَةُ
چھٹا/چھٹی	السَّادِسُ	السَّادِسَةُ
ساتواں/ساتویں	السَّابِعُ	السَّابِعَةُ
آٹھواں/آٹھویں	الثَّامِنُ	الثَّامِنَةُ
نواں/نویں	التَّاسِعُ	التَّاسِعَةُ
دسواں/دسویں	الْعَاشِرُ	الْعَاشِرَةُ
گیارواں/گیارویں	الْحَادِيَ عَشَرَ	الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ
۱۲واں/۱۲ویں	الثَّانِيَ عَشَرَ	الثَّانِيَةَ عَشْرَةَ
۱۳واں/۱۳ویں	الثَّالِثَ عَشَرَ	الثَّالِثَةَ عَشْرَةَ
۲۰واں/۲۰ویں	الْعِشْرُوْنَ	الْعِشْرُوْنَ
۲۱واں/۲۱ویں	الْحَادِيْ وَالْعِشْرُوْنَ	الْحَادِيَةَ وَالْعِشْرُوْنَ
۲۲واں/۲۲ویں	الثَّانِي وَالْعِشْرُوْنَ	الثَّانِيَةَ وَالْعِشْرُوْنَ
۲۳واں/۲۳ویں	الثَّالِثُ وَالْعِشْرُوْنَ	الثَّالِثَةَ وَالْعِشْرُوْنَ
۲۴واں/۲۴ویں	الرَّابِعَ وَالْعِشْرُوْنَ	الرَّابِعَةَ وَالْعِشْرُوْنَ
۲۹واں/۲۹ویں	التَّاسِعَ وَالْعِشْرُوْنَ	التَّاسِعَةَ وَالْعِشْرُوْنَ
۳۰واں/۳۰ویں	الثَّلاَثُوْنَ	الثَّلاَثُوْنَ

قرآنِ کریم سے العدد کی چند مثالیں:

⇦ ﴿وَإِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَاحِدٌ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ۝﴾ ”اور تمہارا ایک ہی معبود ہے (اللہ) نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر وہی بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا“ [۲:۱۶۳]

⇦ ﴿فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ۝﴾ ”پس وہی (قیامت کی گھڑی) تو ہوگی ایک زور کی آواز پس دفعتاً وہ دیکھنے لگیں گے (قبروں سے اُٹھ کر)“ [۳۷:۱۹]

⇦ ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ۝﴾ ”آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک ہی ہے“ [۱۱۲:۱]

⇦ ﴿حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ۝﴾ ”وصیت کے وقت شہادت ہونی چاہئے دو منصف آدمیوں کی تم میں سے“ [۵:۱۰۶]

⇦ ﴿فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلاَ ثَةِ أَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ، تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ۝﴾ ”پھر جو نہ پائے (قربانی) تو روزے رکھے تین حج کے دنوں میں اور سات جب تم لوٹو، یہ دس پورے ہوگئے“ [۲:۱۹۶]

⇦ ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوْسَى تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ۝﴾ ”اور یقیناً ہم نے دیے تھے موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزے صاف صاف“ [۱۷:۱۰۱]

⇦ ﴿يٰأَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا۝﴾ ”اے ابا جان! میں نے دیکھا گیارہ ستاروں کو“ [۱۲:۴]

⇦ ﴿وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلاَثُوْنَ شَهْرًا۝﴾ ”اس کا حمل اور دودھ چھڑانا تیس مہینے ہیں“ [۴۶:۱۵]

- ﴿ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعاً فَاسْلُكُوْهُ۝﴾ ''پھر ایک زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہے اس کو جکڑ دو'' [۶۹:۳۲]

- ﴿يَتَرَبَّصْنَ بَأَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْراً۝﴾ ''(وہ بیوائیں) اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دِن عدت میں رکھیں'' [۲:۲۳۴]

- ﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ أَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مَائَةُ حَبَّةٍ۝﴾ ''مثال ان لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں ایسی ہے جیسے ایک دانہ، اُگیں جس سے سات بالیں، ہر بال میں ہوں سو دانے'' [۲:۲۶۱]

- ﴿هُوَ الْأَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۝﴾ ''وہی (اللہ) اوّل اور آخر اور ظاہر اور پوشیدہ ہے اور وہی ہر چیز کو جاننے والا ہے'' [۵۷:۳]

- ﴿ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْهُمَا فِى الْغَارِ۝﴾ ''وہ تھا دوسرا دو میں سے جب وہ دونوں تھے غار میں'' [۹:۴۰]

- ﴿سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ۝﴾ ''عنقریب کہیں گے کہ وہ تین ہیں اِن میں سے چوتھا ان کا کُتا، اور کہیں گے وہ پانچ ہیں چھٹا اِن میں سے اُن کا کُتا۔ تیر چلا رہے ہیں بن دیکھے'' [۱۸:۲۲]

- ﴿فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا۝﴾ ''پس پھوٹ پڑے اس سے بارہ چشمے'' [۲:۶۰]

❁❁❁❁

اختتامیة

قارئین کرام! یاد رہے کہ مسلمان کی اصل زندگی جسے قرآنِ کریم کی زبان میں الحیوان کہا گیا ہے وہ زندگی اس کے مرنے کے بعد شروع ہوتی ہے۔ جبکہ یہ زندگی بنیادی طور پر ہمارے لئے ایک بہت بڑی آزمائش ہے جس کا اثر ہماری اخروی زندگی پر براہِ راست مرتب ہوتا ہے۔ لہذا اس دنیا کی زندگی کو غنیمت جانتے ہوئے ہمیں چاہئے کہ قرآنی تعلیمات کی روشنی میں ہم اپنی عافیت سنواریں۔

اس کتاب میں عربی کے بنیادی قواعد جمع کر دیے گئے ہیں جن کی مدد سے آپ اِن شاء اللہ قرآنِ کریم کے متن کو سمجھنے کی صلاحیت حاصل کر سکیں گے، نیز امید کی جا سکتی ہے کہ عربی کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے والوں کے لئے بھی یہ کتاب مدد و معاون ثابت ہوگی۔

اس نہایت نازک اور بہت اہم موضوع پر کام کرنے سے پہلے مجھے اپنی علمی وادبی کمزریوں کا پوری طرح احساس تھا مگر چند دوستوں کے اصرار اور اپنے نبی ﷺ کے فرمان ((بلغوا عني ولو آية)) کے مطابق میں نے اس کتاب کی شروعات کیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور توفیق سے پایۂ تکمیل تک پہنچی۔ چونکہ میں نے اپنی ناقص علمی استطاعت اور تحقیق کے مطابق اس کتاب کو مرتب کیا ہے اس لئے یقیناً اس میں لغوی وعلمی اغلاط ہوں گی جن کے لئے قارئین سے معذرت خواہ ہوں، اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ میری اِن کمزوریوں اور نادانستہ اغلاط کو معاف

فرمائے، اور اس نیک نیتی پر مبنی ادنی کوشش کو اپنے ہاں شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ اس کتاب میں اغلاط کی نشاندہی کریں اور اس کے آئندہ ایڈیشن کی بہتری کے لئے تجاویز دیں۔ والسلام

الحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات. بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم ونفعني وإياكم بالآيات والذكر الحكيم. إنه تعالى جواد كريم ملك بر رءوف رحيم.

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين. والصلاة والسلام على جميع الأنبياء والمرسلين.

❁❁❁❁

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْءَ انًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝﴾
''یقیناً ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے تا کہ تم
(احکامِ الٰہی کو) سمجھ سکو'' [القرآن]

((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهُ))
''تم میں سب سے بہتر شخص وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور سکھایا'' [الحدیث]

اس کتاب کی غرض وغایت فقط قرآنی زبان کی تعلیم وترویج ہے

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ط

''یقیناً ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے
تاکہ تم (احکامِ الٰہی کو) سمجھ سکو'' (القرآن)

اللہ تعالیٰ نے اس کرۂ ارض پر بنی نوع انسان کی رہنمائی کیلئے اپنی آخری کتاب قرآنِ کریم عربی زبان میں نازل فرمائی جو بڑی وضاحت کے ساتھ انسان کی تخلیق کا منشاء و مدعا بیان کرتی ہے۔ آج کی دُنیا میں یقیناً اصل علم قرآن ہی کا علم ہے۔ اس علم سے ناآشنائی، غفلت اور بے رخی ہماری رسوائی کا سبب بن سکتی ہے۔ یہ قرآن ہمیں اپنی پہچان کراتا ہے، اس دُنیا میں زندگی گزارنے کا سلیقہ بتاتا ہے اور اس کے بعد آنے والی زندگی میں کامیابی حاصل کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔

مگر اس بے بہا خزانہ سے کلی طور پر مستفید ہونے کیلئے ضروری ہے کہ ہم قرآنِ کریم کی زبان کو سمجھیں اور اس کی تعلیم سے براہِ راست استفادہ کریں۔ یاد رہے اللہ تعالیٰ کا کلام ہونے کے سبب قرآنِ کریم کے الفاظ اس کے پڑھنے والے کے دِل و دماغ پر براہِ راست اثر رکھتے ہیں، بشرطیکہ اِس کلام میں تدبر و تفکر ہو اور یہ جب ہی ممکن ہے کہ ہم قرآنِ کریم کی زبان کو سمجھ کر پڑھیں۔ اس مقصد کے حصول کیلئے یہ کتاب جدید طرزِ تعلیم کی روشنی میں نہایت آسان طریقہ پر مرتب کی گئی ہے۔ آپ قرآنی زبان کو سیکھنے کا مصمم اِرادہ کرلیں ان شاء اللہ ربّ الکریم آپ کی مدد فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کیلئے قرآنِ کریم کا پڑھنا، سمجھنا، اس پر عمل کرنا اور اسے دوسروں تک پہنچانا آسان فرمائے۔ آمین!

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

''تم میں سب سے بہتر شخص وہ ہے جس نے خود قرآن کی تعلیم حاصل کی
اور دوسروں کو اس کی تعلیم دی'' (الحدیث)